رباعی

روٹھا ہے تو کیون ہم سے ہماری صاحب
سو جان سے صدقے تری پیاری صاحب
تو اپنے کرم سے بخشدے شادان کو
اعمال برے اسکے ہین ساری صاحب

رباعی

رحمت کا ہے صاحب وہ کرم کا صاحب
کہتے ہین اُسے لوح و قلم کا صاحب
شادان تجھے کیا کام تعصب سے بھلا
ہے ایک جو وہ دیر و حرم کا صاحب

رباعی

قربان تری صاحبی کے اے صاحب
سو رنگ سے تو دیکھے ہی حاضر غائب
شادان کی نظر سے کب چھپے ہی پیارے
پہچانتا ہے تجکو وہ در ہر قالب

رباعی

نوروز تمہارے گھر مین ہووے ہر روز
ہر روز تمہارے گھر مین ہووے نوروز
اقبال تمہارا ہو ہمیشہ افزون
اعدا پہ رہو فضلِ خدا سے فیروز

رباعی

رکھتے ہی نہین کسیکی تجھ بن ہم آس
آتا نہین کیون یار ہمارے تو پاس

نام کا تیری ہی اوجالا ہے بس — کسکو اندھیرے مین دیا چاہیے
ورنہ اکارت ہے یہان زندگی — یاد مین اسکی ہی جیا چاہیے

فاش یہی کہتا ہے شادان تجھے
عشق چھپانیکو ہیا چاہیے

رباعیات

عشاق کو ہر طرح سے جوشان دیکھا — معشوق کے شوق مین خروشان دیکھا
تسکین کی صورت نہ کہین آئی نظر — آرام کی جا شہر خموشان دیکھا

رباعی

خالق نے کیا جہانکو جب سے پیدا — بلبل کو کیا ہے گل پہ تب سے شیدا
ہے عشق کی بنیاد ازل سے شادان — پنہان نہین یہ بات ہے سب پر پیدا

رباعی

کیا کام کیا آکے جہان مین تو بہلا — ملنا تھا تجھے جس سے کبھو تو نہ ملا
شادان نہ سمجھ تجکو نہ گوش شنوا — اب بھی تو سمجھ یار کی آتی ہے صدا

کیا جو ایسا شہنشاہ عادل و باذل
خدا کی دیکھ تو کیا لطف کی خدائی ہے

ہزار سال رہے بادشاہ اسکندر
ہر اک دیار مین جسکی پھری دہائی ہے

اُسیکے فیض سے ہی گہر بگہر نشاط و سرور
یہ بات دلمین ہر اک شخص کی سمائی ہے

جو کچھ کہ عرض کرے ہوتی ہے وہی منظور
جنابِ شاہ مین شادان کی وہ رسائی ہی

جو مانگ سر پہ ترے میر بجان نکل آئی
اُسیکے دیکھنے کو کہکشان نکل آئی

فلک پہ چھپ نہ سکی ابر مین یہ قوسِ قزح
ترے نظارے کو ابر کمان نکل آئی

ہمارے عشق کے جذبہ نی کیا ہی کام کیا
ق نہان جو ہمسے ہری [illegible]

مثالِ برق پلک مارنے مین کوند گئی
کہان تھی [illegible] اس ائی

چھپا نہ راز محبت کا بوے گل کی طرح
[illegible] ہ درمیان نکل آئی

اُچٹ گئی مری آنکھون سے نیند ای ہمدم
حدیث [illegible] جب داستان نکل آئی

ہزار پردے سی وہ حور زاد ای [illegible]
سُنا جو نام ترا شادمان نکل آئی

صبا لے آئی سحر یہ نویدِ خوشحالی
کھلے ہین باغ مین گل پات پات ہر ڈالی

دیکھ وہ مست چشم اُسے شادان
مجکو مستی شراب کی سی ہے

پیام تو نے ارے نامہ بر کہا بھی ہے
خیال اُسکو تو سب کا ہے کچھ مرا بھی ہے

ہمارا دل ہے اُسی جا ہتا لی آؤ اُسے
کہ سیر باغ ہی اور ابر ہے ہوا بھی ہے

اگر کہے تو کوئی کیا کہے نہین قدرت
سمجھ تو قدرت خالق کی انتہا بھی ہے

گناہ کرتے ہی ایدل کٹی ہی عمر تمام
ہو شرمسار اگر کچھ تجھے حیا بھی ہے

جھگڑے اُسکی نزاکت کی کیا بیان یہ کیجے
اگرچہ شوخ ہے لیکن وہ دلربا بھی ہے

کبھی کبھی تو ملا ہے وہ تجھسے ای شادان
نہ بیوفا تو اُسے کہہ کہ باوفا بھی ہے

ہزار رنگ سے اب کے بسنت آئی ہے
گھٹا گلال کی دیکھو جدہر کو چھائی ہے

درخت انبہ پہ آیا ہے بور کثرت سے
ہر ایک باغ سی مالن یہ نذر لائی ہے

براے شاہ دکن جن پہ خلق شیدا ہی
بناؤ کرکے عروس بہار آئی ہے

پریرخونکے مین جوڑون کی کیا بہار کہون
اُدہر ہے رنگ بسنتی ادہر حنائی ہے

رہے مدام شہنشاہ شاد اور سرسبز
یہ کویلون نے صدا باغ مین سنائی ہے

بے سمجھ کی نہ بات کہہ شادان
جسنے جانا ہے وہ ہی دانا ہے

بن ترے کون میرا صاحب ہی — دل تو میرا تجھی پہ راغب ہے
بجز اسکے کہ ہے خیال ترا — کون میرا میاں مصاحب ہے
فی الحقیقت وہ یار ہے حاضر — دیکھنے کو نظر سے غائب ہے
جو نہ ڈھونڈے اُسے وہ کیا پاوے — اُسکو ملتا ہی جو کہ طالب ہے
نامناسب تجھے نہین کہتا — راہ رکھ اُس سے تو مناسب ہے

جسنے رکھا تجھے سدا شادان
شکر اُسکا مدام واجب ہے

شکلِ ہستی سراب کی سی ہے — بے ثباتی حباب کی سی ہے
گلبدن تو جو گل سا ہے نازک — بو دہن مین گلاب کی سی ہے
لبِ شیرین مین تیرے شیرینی — جانِ من شہدِ ناب کی سی ہے
جلوہ گر وہ جو بام پر ہے آج — چاندنی ماہتاب کی سی ہے
آنکھ سے تیری کچھ نہین نسبت — کیون کہون مین حباب کی سی ہے

لطفِ مولیٰ پہ ہون فدا دلسے	شکر کرتا ہون مین سدا دلسے
لطف کرتا ہے وہ جو مجھپہ سدا	اُسکو مین دیتا ہون دعا دلسے
عاشقِ ظاہری تو ہین اکثر	کوئی ہوتا ہے مبتلا دلسے
لاکھ سمجھاؤ کب سمجھتا ہے	کیا کرین کام ہے پڑا دلسے
اسمین کچھ فائدہ نہین اے یار	غصہ و کینہ تو اُٹھا دلسے

آشنا یار سا کہان شادان
تو بھی ہو اُسکا آشنا دلسے

کیا کہون مین عجب تماشا ہے	جسطرف دیکھو اُسکا جلوا ہے
ایک ہے وہ مگر تماشا ہے	چشمِ عالم مین جلوہ فرما ہے
کیا کہون کہنے مین نہین آتا	پوچھتے ہو جو تم کہ وہ کیا ہے
دوسرے کی یہان حقیقت کیا	تو ہی دانا ہے تو ہی بینا ہے
تجھسے مجکو نہین گلہ کوئی	جو کیا میرے حق مین اچھا ہے
اے صبا یہ پیام پہونچادے	آپ کے وصل کی تمنا ہے
چُن لیا مثلِ گل گلستان سے	یار میرا جہان مین یکتا ہے

جرم شادان کا عفو ہو جائے
عرض ہے بارگاہ مین میری

توہی سب کے دلونکا مالک ہی — جانتے یہ بھید جو کہ سالک ہی
بات جو کام کی ہو سو کیجے — چھوڑدو وہ جو غیر ذالک ہی
عرض کی کیا مجال ہو اُس سے — مین ہون مملوک اور وہ مالک ہی

جسکا پرتو جہان مین ہی شادان
وہ ہی اک مالکِ ممالک ہے

کیون نہین میل کرتے تم ہمسے — شوق تمکو پڑا ہے کیا رم سے
بھید تیرا نہ ایک نے بھی دیا — پوچھکر تہک گیا مین عالم سے
وہ تو محرم ہے رازِ مخفی کا — کیون چھپاتا ہے راز محرم سے
دیکھتا ہون عرق ترے رخ پر — جیسے نسبت ہو گل کو شبنم سے
دوسرون سے نہین ہی کچھ مطلب — ہے مجھے کام یار ہمدم سے
یار ہو بر مین اور جھڑی ہو لگی — لطف کچھ تو اُٹھالے موسم سے
کیون نہ تجھپر فدا ہے شادان — آبرو اُسکی ہی ترے دم سے

کیا مزے سے سنا ہی یہ شادان
آج دلبر کے ساتھ لیٹا ہے

ناز تیرا نیاز میرا ہے
تو تو سب کا ہے بندہ تیرا ہے
شاید اکدن نظر وہ آجائے
اُسکے کوچے مین روز پھیرا ہے
ایسا ملتا ہے کیون میان ہمسے
شب کو پنچھی کا جون بسیرا ہے
صبح کو ذکرِ یار کرنا دان
یہ نہین ہے تو پھر سویرا ہے
مانگیے تجھ سے اور کیا صاحب
تو نے ہمکو دیا گھنیرا ہے

یاد مین رہتا ہے سدا شادان
تیری الفت نے ایسا گھیرا ہے

رہنما ہے وہ راہ مین میری
ہر گھڑی ہے نگاہ مین میری
گر نہووے تری پناہ مجھے
کون آئے پناہ مین میری
دیکھیے کب ملیگا آکے صنم
نت گزرتی ہی چاہ مین میری
روز آنے کو مین نہین کہتا
لے خبر سال و ماہ مین میری
اسکا لیکھا کہان تلک کیجے
عمر گزری گناہ مین میری

کیا حال پوچھتا ہے دوانے کا بار بار
دیوانہ اور باؤلا اپنے سے ہو گیا

کتنا ہی وہ بُرا ہے ترا مبتلا تو ہے
عاشق کا حال جو کہ ہوا سُو سنا تو ہے

شادان ترا رفیق ہے مدت سی بیگمان
بیگانہ تو نہو کہ ترا آشنا تو ہے

ناز مجکو تجھی پہ ہے پیارے
دیکھ تیری لطافتِ عارض
مین تڑپتا ہون اُس سے ملنے کو
تیرے ملنے کا ہون سدا مشتاق
جان اپنی فدا کرون تمپر

تھے جو مطلب بر آئے وہ سارے
گُل ہین پژمردہ شرم کے مارے
قاصد اُسکا پیام لا جا رے
پیار کی راہ سے کبھی آ رے
وقت پر خوب آئے تم پیارے

تیرا عاشق ہے جان سے شادان
چاہیے تجھپہ نقدِ دل وارے

تیری الفت نے کیا لپیٹا ہی
جو کرے کام نیک دنیا مین
چاہیے بات پر رہے قائم

مثلِ موج گُھر سمیٹا ہے
باپ کا وہ رشید بیٹا ہے
جو کہ بدعہد ہے وہ ہیٹا ہے

رندون مین واعظون مین پڑی ہی جو یہ نزاع
غافل ہے کون دونون مین ہشیار کون ہے

زاہد کرے ہی زہد گنہگار ہے خجل
دیکھین کرم کا اُسکے سزاوار کون ہے

پائی نہ اُسکی رمز کسو نے مین کیا کہون
دونون جہان مین واقف اسرار کون ہے

جنس اور کچھ نہین ہی یہان جز گناہ وجرم
تیرے سوا اب اسکا خریدار کون ہے

مجکو تو ہر طرح سے تمہاری پناہ ہے
لطف و کرم سے آپکے میرا نباہ ہے

یہ ہی لکھا ہے اور پڑھا ہے کتاب مین
بھولی جو یاد تیری سراسر گناہ ہے

لذت وہ دید مین ہی کہ بھرتا نہین ہی جی
آٹھون پہر تمہارے ہی رُخ پر نگاہ ہے

پھیر اکبھو ادھر بھی کرا ے ماہ دلفروز
تیرا ہی انتظار تو شام و پگاہ ہے

سمجھے ہی کون کس سے یہ مین ماجرا کہون
اک لحظہ کی جدائی مجھے سال و ماہ ہے

دیکھا جو حسن تیرا گرفتار ہو گیا
شادان کو جان و دل سی میان تیری چاہ ہے

رکھہ کام یار اُس سے کہ ہمین بھلا تو ہی
مت ڈر تو دشمنون سی کہ تیرا خدا تو ہے

مانا کہ راہ عشق کی ہی پُر خطر میان
کیا خوف ہے کہ خضر ترا رہنما تو ہے

سنجاف وار ہین تری دامن سی ہم لگے / ہرگز نہ ہمکو چھوڑ کبھو اپنے سات سی

شادان خوشی سے کہتا ہی سب دوستون سی
آیا ہے اپنے گھر مین صنم آج رات سے

ساقی ہو تو ہوا اور ہون شیشے شراب کے / تب خوشنما ہون پھول چمن مین گلاب کے
ہین بیقرار تجھکو جو دیکھا ہے کس لیے / برقع اُتارتا نہین ماری حجاب کے
پرتو سے جسکے نور بھرا ہیگا ہر طرف / ذرّے ہین ایک ہم بھی اُسی آفتاب کے
خوگر ہین ابتدا سے عنایات کی تری / منکر عتاب ہم نہین قابل عتاب کے
اختر کی چشم سے تجھے دیکھے ہی آسمان / دریا نے بھی نکالے ہین دیدی حباب کے
جسکا لقب ہی شاہِ سکندر جہان مین / وابستہ ہینگے ہم بھی اُسیکی جناب کے

شادان کی کیا مجال ہے جو کر سکی بیان
مت پوچھ وصف اُس شہِ گردون رکاب کے

گر وہ نہین ہے یار تو پھر یار کون ہے / اُسمین وفا نہین تو وفادار کون ہے
مت پوچھ ہمسے کیا نہین اتنی تجھے خبر / اس دل مین غیر یار کے دلدار کون ہے
پھرتے ہین مہر و ماہ شب و روز حکم سے / مشغول سب ہین کام مین بیکار کون ہے

بر آئی جو مراد ہماری تھی آن مین — حق مین ہمارے تیری دعا کیمیا ہوئی
شاہِ دکن کی ذات سے حاجت روای خلق — اک میری کیا ہر ایک کی حاجت روا ہوئی
مدت سے مین مریض تھا دردِ فراق کا — تیرے ہی لطف اور کرم سے شفا ہوئی

شادان خدا کا فضل ہوا تیرے حال پر
مدت کے بعد اب وہ پری آشنا ہوئی

بیہوش ہوگئے جو ہین اُسنے نگاہ کی — جیسے گہر مین رشتہ ہو یون دلمین راہ کی
خالی نہین اثر سے محبت وہ چیز ہے — ہم چاہتے ہین اسکو تو اُسنے بھی چاہ کی
اکدم مین لُوٹ پُوٹ ہوی ساری خاص و عام — ترچھی نگاہ قہر ہے اُس کج کلاہ کی
سب ملکے گائین آج بدھاوی شگون کے — کیا لطف کی ہے سالگرہ میرے شاہ کی

پھولی نہین سماتی ہین شادان خوشی سے ہم
آنکھین لڑی ہین ہمسے جو اُس رشکِ ماہ کی

ہرگز نہین ہے کام ہمین کائنات سے — وابستہ ہمتو ہینگے میان تیری ذات سے
شیرین لبون سے تیرے جو ہین کامیاب ہم — ہے اپنی زندگی اسی آبِ حیات سے
ہمکو جو دیکھتا ہے نگاہِ کرم سے تو — رہتے ہین خوش ہمیشہ تری التفات سے

جو یہین قدیم بند
ہے اب اس جگہ
جیسے ہی کہتے ہین بند ۱۲

دنیا کی سب بلاؤن سے محفوظ مین رہا ۔ کیونکر کہون کہ آپ مری پاسبان نتھے
کرتا تھا وہ شکار نگاہون سے خلق کو ۔ ابرو کمان کے ہاتھ مین تیر و کمان نتھے
جنکو خبر نہین وہ ہین قائل فراق کے ۔ کب میری دل مین چشم مین تم میری جان نتھے
دل لیکے پہیرتے تھے وہ کیون ہر گھڑی مرا ۔ اس بات مین جو کرتے مرا امتحان نتھے
پشت و پناہ تم تھے ہماری لیے جہان ۔ تھے پہلوان ہمتو وہان ناتوان نتھے

شادان تو دیکھتا ہے تمہین ہر گھڑی عیان
غافل وہ شخص ہے جو کہے تم یہان نتھے

میرے اور انکے شرط جو تھی وہ ادا ہوئی ۔ پوشیدہ تھی جو بات سو اب برملا ہوئی
جو چاہتے تھے دلسے بر آئی وہ آرزو ۔ صد شکر مستجاب ہماری دعا ہوئی
ہوتا نہ گر خلوص بھٹکتے تمام عمر ۔ نیت ہی اپنی اپنے لیے رہنما ہوئی
خلعت ملا تھا سبز ہوئی اسپہ سرخرو ۔ رنگین ہاتھ سے تری رنگین حنا ہوئی

شادان ترا خیال تہا جو یار کی طرف
ایک اور اس زمین مین غزل خوشنما ہوئی

مجھسے خطا ہوئی تھی ادھر سے عطا ہوئی ۔ کیا پوچھتے ہین لوگ کہ وہ بات کیا ہوئی

در پردہ کب تلک یہ رہیگی فسونگری
مشتاق ہین جمال کے صورت دکھائیے
معشوق وہ ہٹیلا ہے ہٹ سی بھرا ہوا
روٹھے جو بار بار تو کیونکر منائیے

احباب سے یہ رہتی ہے شادان کی التجا
معشوق کو ہمارے بہر طور لائیے

یون چاہتا ہون سینے سے سینہ لگا رہے
انگشتری مین جیسے نگینہ لگا رہے
رکھہ تو بھی اپنے یار سے اسطرح اتفاق
دریا کے ساتھہ جیسے سفینہ لگا رہے
جیسے کہ خار گل سی نہووے کبھی جدا
دامن سے آپکے یہ کمینہ لگا رہے
بیوقت رائگان تو نکر اے خزینہ دار
کام آوے وقت پر جو خزینہ لگا رہے

گستاخ ہو کے یار سے شادان نے یہ کہا
پہلو سے پہلو[۱] سینہ سے سینہ لگا رہے

[۱] پہلو کا واو گرانے سے اب اچھا جاوا ہی بجنسہ ہین اس لیے کہ فارسی کا لفظ ہی ۱۲

جسوقت مین کہ مہر و مہ آسمان نتھے
تہا حسن و عشق گو یہ زمین و زمان نتھے
تم ہر جگہ تھے جلوہ نما مہر سان مگر
بینائی جسجگہ کہ نتھی دان عیان نتھے
کیونکر کہون کہ مانع دیدار تھا حجاب
میری نظر سے تم کوئی دم بھی نہان نتھے
بجلی سا کوندنا یہ تمہارا عجیب ہے
معلوم کچھہ نہین کہ کہان تھے کہان نتھے

بہو اسطہ پہونچ ہو سکیگی نہ یار تک
زینے کی احتیاج ہو جون بام کے لیے

گر شب نہو وے روز کو کب منزلت ملی
رکھتا ہے حسن روی سحر شام کے لیے

صحن چمن سے تحفہ کوئی ساتھ لیچلون
کچھ پھول توڑلون بت گلفام کے لیے

کسطرح صبح و شام نہ بھجتا رہے تجھے
شادان جنم لیا ہے ترے نام کے لیے

جب سے کہ پڑگئی ہے ہمپر نظر کسیکی
بیخود ہوئے ہین ایسے کب ہی خبر کسیکی

شاید کہ یاد کوئی کرتا ہے دلسے ہمکو
رہتی ہے یاد ہمکو شام و سحر کسیکی

چین آئیگا نہ دنکو نیند آئیگی نہ شب کو
کچھ تو سنے گا پیارے باتین اگر کسیکی

سب آب جون ہو ملی دریا کی جستجو مین
خواہش ہمارے دلمین ہی اسقدر کسیکی

خلقت کہے نہ تجکو اے یار بیمروت
رکھنا ہی چاہیے اب خاطر تو ہر کسیکی

کچھ شک نہین ہے شادان یہ بات ہی مقرر
ہو جاے گی کبھو تو ہمپر نظر کسیکی

کیون ناز ہر کسیکا جہان مین اٹھائیے
جی اپنا جسکو چاہے دل اس سی لگائیے

ہونے کو یون بہت سی طرحدار ہین مگر
جو ریجھتا ہو اپنے سے اسکو رجھائیے

پُتلی کی طرح تجکو رکھون نہ آنکھ مین کیون
تیرے ہی دیکھنے سی ہے میری زندگانی

ہے نفس شوم ایسا جیسی کہ گرگ ہووے
ہووی ہے گرگ سے کب گلّی کی پاسبانی

جو رنگ مین تمہارے دلسی رنگی ہوئی ہین
ہوتی ہے اُنپہ ہردم تائیدِ آسمانی

اُسکو نہ ہاتھ سے کھو جو کچھ کہ حال اب ہے
آتا ہی پھر کے اب کیا وہ عالمِ جوانی

شادان تو شاد ہوکر تعریف مین صنم کی
کہہ تیسری غزل بھی اب چھوڑ قصہ خوانی

تیرا مکان کہان ہے اے یار لامکانی
پایا نشان نہ ہمنے ہرچند خاک چھانی

ملتا ہے بھید تیرا اے یار کب کسیکو
مشکل سے بھی ہی مشکل کچھ تیری بات پانی

گرچہ بہت بُرا ہون پر دلسی مین ترا ہون
در پر ترے پڑا ہون رکھ لی تو میری بانی بات

بے مثل و بیچگون ہی بیچون وہ ہی نمو ہے
تصویر کھینچنے مین مانی ہے عجز مانی

غوطے ہزار کھائے دریا مین کوئی لیکن
آتا ہے ہاتھ کسکے یہ گوہرِ معانی

کب آنکر ملوگے اے دلربا ہمارے
شادان کو ہوگی حاصل کس روز شادمانی

غفلت مین کیون پڑا ہے تو آرام کی لیے
آیا ہی اس جہان مین کس کام کی لیے

چھوڑونگا مین نہ اُسکو جبتک کہ دم مین دم ہے
سر میرا لگ رہا ہے اُس یار کی قدم سے

ہے یہ یقین مجکو داداِر دادگستر
بخشیگا جرم میرا سب اپنی ہی کرم سے

قربان اُسکے دلسے ہم کسطرح نجائین
پالے ہی یار ہمکو سو ناز اور نغم سے

دیکھا نہ کوئی سلطان ہمتا شہ سکندر
برتر تمہارا رتبہ ہے کیقباد وجم سے

درگاہِ کبریا مین شادان کی یہ دعا ہے
قائم رہی یہ سلطان نت جاہ اور حشم سے

اے مایہ نشاط و آرام و کامرانی
سُنتا جو تو تو کہتے اپنی بھی ہم کہانی

کیونکر ہو چین ہمکو فرقت مین اُنکی ہمدم
کب آنکر ملیگا ہمسے ہمارا جانی

اے مہربانِ عالم ادنے ہین تیری بندے
کر حال پر ہمارے ٹک اب تو مہربانی

عاشق کا حال تیری اب رحم کرہے قابل
تو جا کے اُس سی کہیو قاصد یہی زبانی

کیا مُنہ ہی پھر کسیکا جو دید کا ہو خواہان
موسیٰ کو جب سنائی وہ یار لن ترانی

تیری غزل یہ سنکر کہتے ہین سب سخنور
اچھی زمین ہی شادان کر اسمین فکر ثانی

ہر چند تو چھپا ہی پردے مین یارِ جانی
کرتے ہین تو بھی عاشق نظارۂ نہانی

جو سمجھا تجھے وہ ہی ہشیار ہے
وگرنہ ہر اک مست و سرشار ہے

سبھی چاہنے والے اُسکے ہین لیک
ہمارا وہی ایک دلدار ہے

جو غافل ہین آنکھین وہ آنکھین نہین
وہی آنکھ ہے جو کہ بیدار ہے

ملیگی اُسیکو یہ جنسِ گران
جو دل سے صنم کا خریدار ہے

اِسے آپ پہچانتے کیا نہین
یہ شادان تمہارا گنہگار ہے

گر فائدہ تو چاہے خدمت فقیر کی ہی
اور دوسروں سے بہتر صحبت امیر کی ہے

دیکھے جو ماہِ گردون ہو جاے وہ بھی مفتون
وہ روشنی ہمارے بدرِ منیر کی ہے

کر یاد یار کی تو یہ بات کان مین رکھ
کہتے ہین تجھ سی اب ہم جو پند پیر کی ہے

ہان چھوڑ کجروی کو تا ہو نشانہ پورا
چل راہِ راست پر تو خصلت جو تیر کی ہے

جو ہی فقیر اُسکا اُسکی نظر مین شادان
تختِ شہی سی بڑھکر عزت حصیر کی ہے

کس حال مین کٹی ہے کیا پوچھتے ہو ہمسی
ہے آسرا ہمین تو پیاری تمہاری دم سے

فانوس کی طرح سے ہے کالبد ہمارا
دن رات لو لگی ہی اک شمع و صنم سے

یہی شغل بہتر ہے ہر شغل سے
مجھے وردِ لب جو ترا نام ہے

اسی مین گزرتی ہے خوش زندگی
ترا دھیان از صبح تا شام ہے

ذرا صبر کر تو نہو بیقرار
یہ اُس یار کا ہمسے پیغام ہے

پیو شوق سے تم کہ دل شاد ہو
بھرا مے سے ہمنے جو اب جام ہے

کئی دن سے دیتا ہی ہمکو فریب
غلط ہے سب تجھے کونسا کام ہے

معطر ہے خوشبو سے سارا جہان
ترے بر مین شادان وہ گلفام ہے

بحکمِ خدا خوب برسے کا پانی
رہیگی نہ باقی یہ جو ہے گرانی

کرم سے وہ برسائیگا خوب پانی
کہ پانی سے خلقت کی ہی زندگانی

جو دُور فلک مین نظر کرکے دیکھا
نہین کوئی شاہِ سکندر کا ثانی

جدھر دیکھو سبزہ ہی اور آبجو ہے
یہ رُت ہیگی برسات کی کیا سُہانی

بچھایا ہی خوانِ کرم اُسنے ایسا
کہ کرتا ہی ہر ایک کی میہمانی

رؤف و رحیم اُسکا ہی نام بیشک
کرے کیون نہ مخلوق پر مہربانی

یہی عرض کرنے کا موقع ہی شادان
تو کہہ اپنے صاحب سے دردِ نہانی

ہے وہ شیرین سخنی مین ممتاز
سُنلے جو گفت و شنید اُسکی ہی

عشق گر چاہے تو دل اُس سی لگا
دید گر چاہے تو دید اُسکی ہے

بار گردن پہ اندھیری راتین
پہونچین کیا راہ بعید اُسکی ہے

ایسا بازار کہان پائے گا
دلسے بکجا کہ خرید اُسکی ہے

کوئی مشکل جو پڑے اُس سی کہہ
درِ بستہ کو کلید اُسکی ہے

چل ملاقات کو اُسکی شاداں
آج تو عیدِ سعید اُسکی ہے

اُسکی قدرت کا بیان کیا کیجے
انت کس طرح سے اُسکا لیجے

جز تمہارے نہین مقصد کچھ اور
تمسے جو مانگتے ہین سو دیجے

قطرے قطرے سے کہان سیری ہو
اسطرح دیجے کہ دنیا بھیجے

ابر چھایا ہے مزے کا ہی سمان
ہاتھ سے میری یہ ساغر پیجے

چاہیے نام پہ اُسکے شاداں
جان و مال اپنا تصدق کیجے

مجھے غیر سے یار کیا کام ہے
ترے ذکر سے دلکو آرام ہی

ایسے صاحب کی ثنا کیونکہ زبان سے کیجے | بخشے سب جرم مکافات نہونے پائی
بیخودی چھا گئی مجھپر تو خوشی کے مارے | کچھ میان تیری مدارات نہونے پائی
اُسکی دزدیدہ نظر دیکھہ کے دل تھام لیا | کیا بچایا ہے کوئی گھات نہونے پائی
ہاتھہ اُسکے رہی شطرنجِ جہان کی بازی | چال ایسی وہ چلا بات نہونے پائی

وصلِ محبوب کے دن ختم ہوئی شادان
ہے یہ افسوس کہ برسات نہونے پائی

دلِ مشتاق کو دھیان آٹھ پہر اُسکا ہے | دیر کیون کرتا ہے آنی مین یہ گھر اُسکا ہے
کب تلک لہو و لعب مین تو رہیگا غافل | یاد کر دلسے خدا کی تو اگر اُسکا ہے
مجکو اللہ نے ہمچشمون مین سرسبز کیا | تخمِ الفت کا جو بویا تھا ثمر اُسکا ہے
چشمِ مخمورِ صنم نشۂ عجب رکھتی ہے | اُڑ گئے ہوش ہمارے یہ اثر اُسکا ہے
ہر طرف کسلیے بھٹکے ہے مثالِ سیماب | دیکھہ دل کو کہ یہی گھر مین گزر اُسکا ہے

گر پرستش اُسی خورشید کی ولسی شادان
سنگ جو لعل ہوا فیضِ نظر اُسکا ہے

ناامیدی مین اُمید اُسکی ہے | ہے جو امید تو بید اُسکی ہے

رات جسوقت کہ جاتی ہے سحر ہوتی ہے
تمکو اے غافلو اُسوقت خبر ہوتی ہے

خطِ موہوم اسے کہیے تو بالکل ہی صحیح
دیکھو ایسی کہین باریک کمر ہوتی ہے

سبکی نظرون مین بھلی لگتی ہو ای جانِ جہان
تجکو جو چیز کہ منظورِ نظر ہوتی ہے

دن وہ شادان کا گزرتا ہے بڑی عیش کی ساتھ
یاد مین تیری کبھی صبح اگر ہوتی ہے

چھوڑکر ہمکو میان ایسے کہان جا بیٹھے
ہم بھی پہنچین گی وہان تم ہو جہان جا بیٹھے

روز پہلو مرا آباد کیا کرتے تھے
آج کیون روٹھ کے تم ہمسے وہان جا بیٹھے

ہم تمہین ڈھونڈتے پھرتے ہین ادہر اوراُدہر
خوب تم پردی مین بے نام و نشان جا بیٹھے

ہم تو روتے ہین یہان تمکو بھلا لازم تھا
کہ تماشے کو لبِ آبِ روان جا بیٹھے

قابلِ دید ہے شوریدہ سری شادان کی
بے حجابانہ سرِ کوے بتان جا بیٹھے

شب جو روٹھے رہے کچھ بات نہونی پائی
چاہیے جیسی ملاقات نہونے پائی

اسکو کہتے ہین کرم اور محبت دل کی
شام ہی آن ملے رات نہونے پائی

شبکی شبنم سے ہوئی سبز زراعت ساری
گو کہ اس سال مین برسات نہونے پائی

تجھ بن اے یار مری کچھ نہین بھاتا ہی مجھے — یاد رکھتا ہون تری کیون تو بھلاتا ہی مجھے
بن ترے حکم کے اک برگ نہین ہلتا ہی — مین وہان بیٹھون ہون جسجا تو بٹھاتا ہی مجھے
جلوۂ یار بصد رنگ جو چھایا ہے یہان — جسطرف دیکھون مین وہی نظر آتا ہی مجھے
وا اچھڑے یار مری کیا ہی تو ہے افسونگر — دل مرا لینے کو سو طرح لبھاتا ہے ب مجھے
دل مرا چاہے ہی بے پردہ تجھی دیکھون مین — چھپ کے پردے مین تو کیون جلوہ دکھاتا ہی مجھے
مجھ مین کیا بات ہے تجکو جو رجھاتا کوئی — تیرے قربان مری یار رجھاتا ہے ب مجھے

شکر کیونکر نہ کرون اسکا زبان سی شادان
اپنی ہی یاد مین ہر صبح اٹھاتا ہے ب مجھے

تجکو جو بھول گئے ہم یہ بڑی بھول پڑی — آنکھ تجھ سے نہ لڑی دوسرے سے جا کی لڑی
جیسے ہٹ کر کے ہٹیلا کوئی جاتا ہی مچل — یار ملنے مین تو اب مجھسی نکراتی اڑی
تھاہ اسکی بھی نہین ملتی ہے دریا کیطرح — بات تیری یہ مسلسل ہی کہ موتی کی لڑی
مدتین ہو گئین اب تک ہی اسیکی امید — تیرا ملنا جو ہوا تھی وہ عجب نیک گھڑی
پاؤن اندازے سی باہر نہین رکھنا لازم — بات ایسی نکر اے یار جو ہو حد سے بڑی
یار ہمراہ جو ہو سیر گل و گلشن مین — خوشنما لگتی ہی شادان مجھی ساون کی جھڑی

آزمایا اسے سو طرح سے کچھ جھوٹ نہین
تو جو کہتا ہے کہ تجھ پر ہی عنایات مری

طفلِ مکتب سا دبستان مین تری پڑھتا ہون
کیا ترے سامنے چلتی ہی کرامات مری

صبح اور شام ترا نام لیا کرتا ہون
کبھو مقبول تو ہوئیگی مناجات مری

سوچ رہتا ہے اسی بات کا اب کیا کیجے
کارِ دنیا مین عبث کٹتی ہی اوقات مری

تم بن اب ایک گھڑی چین نہین ہی مجکو
عرض سُن لیجیو اے قبلۂ حاجات مری

دل سے شادان کو کوئی پوچھ لے لذت اُسکی
خوب کٹتی ہے جو ملتا ہی صنم رات مری

مثلِ نوروز خوشی سے تجھی ہر روز رہے
دست بستہ تری درگاہ مین نوروز رہے

جیسے خورشید کا ہو نور فلک پر روشن
کوکب بخت ہمیشہ ترا فیروز رہے

نعمتِ ہر دو جہان ہووے میسر تجکو
عیش و عشرت سے تری بزم دل افروز رہے

علم اور فضل مین ثانی نہو کوئی تیرا
گو ارسطوے زمان ہو سبق آموز رہے

نیزہ بردار ہو خورشید سپر دار ہو ماہ
جو ملازم ہو ترے کام پہ دلسوز رہے

سرنگون در پہ رہین تیرے جہانکے سرکش
تنِ اعدا پہ ترا تیرِ جگر دوز رہے

جشن و محفل کو تری دیکھ کے شادان کیطرح
مہر کو ہے یہ تمنا شرف اندوز رہے

مجکو تو آس لگی رہتی ہی پیارے تیری
ہر گھڑی دہیان مرا تجھ سے بندہا رہتا ہی
ہار تو ایسے ہین لے کوئی گلے مین ڈالے

بن ترے کہہ تو بھلا کون خبر لے میری
دیکھنے سی ترے کسطرح مجھے ہو سیری
پر تری سیج کے لائق ہی گلون کی ڈھیری

کہین ملجائین اکیلے جو مجھے وہ شادان
پاؤن پر گر کے خوشامد مین کرون بہتیری

مجھسے کب آکے ملیگا تو پیاری میرے
باعثِ روشنیِ خانہ کہون کیون نہ تجھے
ترا ملنا ہی میان دلکی مری ہیگی مراد
رنگِ گُل گُل سی ہو باہر یہ کہان ممکن ہے
آپکے آنے سی کیونکر نہ خوشی ہو مجھکو
پرورش کیون نہ کرے بندی کی بندہ پرور

منتظر ہون ترا ای راج دلاری میرے
گھر مین آنے سی ترے چمکے ستاری میرے
یہی مطلب ہی یہی کام ہین ساری میرے
کوئی کیا جانے جو ہین راز تمہاری میرے
گھر مین آئے ہو میان بھولگی باری میرے
کاج جتنے تھے وہ سب اُسنے سنواری میرے

اسلیے تیرے ہی دروازی پڑا ہی شادان
جانتا ہے کہ تو سمجھے ہی اشارے میرے

کیون میان چہوڑی ہی سچ کہہ تو ملاقات مری

کیا تجھی بھاتی نہین ہیگی کوئی بات مری

ایسی غافل وہ پڑی ہی کہ ہو جون مدہ ماتی
ہے مثل جسکو پیا چاہی سہاگن ہی وہی
آنکھ سے نیند اُچٹ جائی اُچھلنے لگی دل
گر ملے یار تپش دلکی ابھی مٹ جائے

کیا کرون مجھسے کوئی بات نہین بن آتی
بات ہے وہ ہی جو ای یار تجھی ہی بھاتی
چین کب آئے یہ سنکر وہ پڑی ہے آتی
فرقتِ یار سے دھڑکے ہی ہماری چھاتی

حال اپنا جو اُسے ہمنے لکھا ہی شادان
لیکے پہونچاوے کوئی اُسکو ہماری پاتی

راست کہتا ہون سُن ای یار حقیقت یون ہے
شورِ بلبل کی اُسے تاب نہین آتی ہے
منزلِ عشق مین حیرانیِ عاشق مت پوچھ
جسطرح لیلی و مجنون مین کسی وقت مین تھی
سُن مرے یار محبت کا طریقہ مجھ سے
سائی کی طرح لگا رہ تو قدم سے اُسکے

گمرہی چھوڑ کے چل راہ طریقت یون ہے
ہنس کے غنچے نے کہا گل کی نزاکت یون ہے
عکس آئینہ ہے حیرت زدہ حیرت یون ہے
ہمسے اور یار سے اب کہتے ہین الفت یون ہے
بھول مت دلسے اُسے شرطِ محبت یون ہے
دامن اُسکا نہ کبھو چھوڑ رفاقت یون ہے

کیون فراموش تو کرتا ہو اُسے ای شادان
تجکو بھولا نہ کبھی یار کی چاہت یون ہے

درد سر دیکھکے کتنون ہی کا مٹجائے گا
اپنے ماتھے کو تو جو وقت تلک سی بھردے

ترچھی نظرون سے سدا تیری طرف دیکھی ہی
چشم بدبین کو تو آب خار و خسک سی بھردے

خلق سے ہوتی ہی بہتر بھی کوئی چیز کہین
جسجگہ جائی تو مجلس کو مہک سے بھردے

ایسی باتون کی نصیحت مین تجھی کرتاہون
خاطر غیر کو زنہار نہ شک سے بھردے

گر تجھے حق نے کیا ہیگا میان داروغہ
پیٹ ہر ایک گرسنہ کا چشک سے بھردے

دیکھ صاحب کی تو یہ صاحبی اور ہو شادان
کس مین طاقت ہی زمین کو جو فلک سی بھردے

آنکھ یون بیٹھ کے ظالم پس پا یون مارے
تیر جیسی کہ صف جنگ مین ارجن مارے

پنکھڑی پھول سی ہنس ہنس کی جدا ہو جائے
گلبدن سیر گلستان مین جو دامن مارے

کچھ بھی چلتا ہی بھلا کام میان ایسی جگھ
جا سے نیزہ کوئی نادان جو سوزن مارے

دل مری ایک گھڑی تو بھی کہین نچلا بیٹھ
دیکھ جنگل مین کوئی بیٹھا ہی آسن مارے

تو نہ پھر تجکو نہ کچھ پھرنیسے ہوگا حاصل
دربدر جیسے کہ پھرتا ہے برہمن مارے

بات آسان نہین کہتا ہی جو تو ای شادان
خواہش دل و ہین برآ ئے اگر من مارے

سو طرح سے اُسے پرچاؤن مچل جاتا ہی
وہ تو سنتا ہی نہین پہر مین کہون آ کس سے

کور کے سامنے سو نقش ہون کیا حاصل ہی
گر نہ دیکھا ہو کہین حالِ تماشا کس سے

تو ہی شادان کا ہے والی مری صاحب سُن لی
بن ترے جا کے کہے دلکی تمنا کس سے

گیان اور دہیان ترا شام و سحر رہتا ہے
جیسے گو ندہا ہوا رشتے مین گہر رہتا ہے

آنکھ سے نیند بھی راتونکو اُچٹ جاتی ہی
دلمین کھٹکا جو ترا آٹھ پہر رہتا ہے

تیری باتین نہین کم سحر سے ای فتنہ سرشت
دلمین ہر بات کا برسون ہی اثر رہتا ہے

ہر مہینے مین تو اکروز ہو تو جلوہ نما
منتظر تیرا سرِ چرخ قمر رہتا ہے

پردہ دلمین ترا عشق چھپا ہے ایسا
جسطرح سنگ مین پوشیدہ شرر رہتا ہے

چشمِ بد سے رکھے محفوظ خدا اے حاسد
اُسکو رہنی دے مری بر مین اگر رہتا ہے

تیرے ملنے کی تمنا ہی رہی شادان کو
ڈہونڈتا ہے وہ تجھے یار کدہر رہتا ہے

جو کہ پھیکا ہو سخن اُسکو نمک سے بھر دے
مے گلگون مین مزہ لیگی گزک سی بھر دے

برق کی طرح سے کیون آ کی نکلجاتا ہے
چشمِ عاشق کو میان اپنی جھلک سے بھر دے

مانگنا تجھسے ہی کیا شرم کہ تو داتا ہے — کام جتنے ہین جہان مین وہ ہماری کردے
اجر محنت کا خداوند کے ہی ہاتھون مین — غوطے کھاتے ہین جو دریا مین انہین گوہر دے
یتری درگاہ کو اب چھوڑ کے مین جاؤن کہان — لطف سے مُنہ یہ مری کھول تو اپنا در دے

ناز رکھتا ہے تری لطف پہ ہر دم شادان
یا خدا گوہرِ مقصود سے دامن بھر دے

کون کہتا ہے کہ دامانِ سحر پھیلا ہے — نورِ محبوب جدھر دیکھو اُدھر پھیلا ہے
دیکھہ قدرت کا تماشا جو بصیرت ہو تجھے — کفِ گلزار مین سو رنگ سے زر پھیلا ہے
شمع کا نور بڑھا بزم مین گُل لینے سے — شاخ ہونے سی قلم خوب شجر پھیلا ہے
کام صیاد کا کرتی ہے تری چشمِ سیاہ — صید ہو کیونکہ نہ دل دامِ نظر پھیلا ہے
حمد کر اُسکی جو ہے ارض و سما کا مالک — اُسکے پرتو ہی سے یہ نورِ قمر پھیلا ہے

شاد ہوتا ہی جسے دیکھہ کے ہر دم شادان
فیض اُسکا ہے کہ اُدھر سے اِدھر پھیلا ہی

توہی داتا ہے تو ہم مانگین بھلا جا کس سے — اپنی فریاد کرین ای مرے داتا کس سے
تجھ سوا کون غریبون کی ہی سُننے والا — چھوڑ تجکو کہون احوالِ دل اپنا کس سے

ہمتو ہین صاف مری جان تجھے کہتے ہین
دلمین کچھ میل کا شک ہو تو قسم کہلوا لے

واچھڑی تیری نزاکت کی کرون کیا تعریف
خط اُٹھاتے ہین تجھے دیکھہ کی محفل والے

دیکھ پروانے سی گرتے ہین ہزارون عاشق
دانۂ دام ہے عارض پہ تری تل والے

بلبل اتنا تو نکر شور چمن کے اندر
چاک دامن ہی جواب گل کا اُسی سلوا لے

ہے یہ دنیا کا مزہ اُسکو اگر تو سمجھے
کھالے کچھ آپ بھی اور دوسرونکو کھلوا لے

ہی مناجات یہ شادان کی تو کردی آسان
تیرے دروازی پہ آجائین جو مشکل والے

ہوش مین آدلِ نادان مری غافل کیون ہے
چھوڑدی جہل میان اتنا بھی جاہل کیون ہی

احولی چھوڑ اُسے دیکھہ کہ ہے ایک وہی
یار کو چھوڑ کے تو غیر کا مائل کیون ہی

ہے وہ داتا اُسے دینا نہین کچھ بھی مشکل
بن تری مانگے ہی دیتا ہی تو سائل کیون ہی

خوے بدطبع سی تیری نہین جاتی ہی رقیب
یار کے ملنے مین تو رشک سے حائل کیون ہی

دیکھنا کام ہے شادان کا رخِ جانان کو
آئنہ یار کے چہرے سی مقابل کیون ہی

ہین جو غفلت مین اُٹھا آنکھ سی یارب پردے
کچھ تو کر رحم کہ کہلاتے ہین تیرے بردے

ابر کے پردے مین گر اُسکو چھپا دیجے مگر ماہ کا جلوہ نہین ماہ جبین چھپتا ہے
شب دیجور کہان روشنیِ روز کہان کفر چھپتا ہی چھپائے سے نہ دین چھپتا ہے
پردہ نسوان ہی کی خاطر ہی نہ کچھ تیری لیے تو نہ چھپ جیسے کوئی پردہ نشین چھپتا ہے

ہے یہی اُسکے چھپانیکا ٹھکانا شادان
اپنے دل مین جو چھپاؤ بہ یقین چھپتا ہے

تجھ سوا اور کوئی کسکو یہان بھاتا ہی مثلِ خورشید مجھے تو ہی نظر آتا ہے
آنکھ پھڑکے ہی مری آج سحر سے ہمدم کہین تو نے بھی سُنا یار مرا آتا ہے
جب کہ بے پردہ نکلتا ہے اجی ماہ مرا ابر مین چھپتا ہے خورشید یہ شرماتا ہے
مزرعِ آخرت اسواسطے دنیا کو کہا جو کہ دیتا ہے یہان وہ ہی وہان پاتا ہے

اُسکے فرمان سی باہر ہے کوئی اے شادان
وہ ہی ہوتا ہے بہر طور جو فرماتا ہے

کہہ اُنہین پہنچے ہین منزل کو جو منزل والے شیر میدان کے جو ہوتے ہین وہ ہین دل والے
ہمتو مشتاق ترے دیکھنے کو ہین کب سے ٹک ٹھہر کر تو ادھر دیکھ لے محمل والے
جو کہ دریا مین پڑے ہینگے اُنہین ہیگا خوف کب تجھے فکر ہی گرداب کی ساحل والے

کیا ترے گھر مین کمی ہیگی کسی باتکی یار
کیون تو ترساتا ہی اب ہنی مین کچھ تو دیرے
کچھ نظر کر نہ بد اعمالی و بد حالی پر
چاہتے ہین بتجھے ہم آ تو ہماری دیرے

قدر کیا تیری ہو شادان وہ بڑی ہی سرکار
چاہنے والے تجھ ایسے ہین وہان بہیرے

منتظر مین ترے ملنے کا ہون صاحب میرے
تیرے کوچے مین کیا کرتا ہون سو سو پہیرے
ملتا ہے جب کرم کرتا ہے تو گھر بیٹھے
یون تو سنیاسی تجھے ڈہونڈتی ہین بہتیرے
جسطرح تار نظر ہووے نظر سے پنہان
تجھکو مین ڈہونڈتا ہون تو تو ہی میری نیرے
اک نظر دیکھ کہ اس بحر سے ہو بیڑا پار
بیطرح دلکو مرے حرص و ہوا ہین گہیرے
بندگی چاہیے بندیکو بلا عذر مدام
تو ہین سمجھے نہ سمجھی ہین مگر ہم تیرے

بھول مت بہر خدا دلسے کبھی شادان کو
تو جو صاحب ہی تو ہم دلسے ہین تیری چیرے

مہر طلعت ہی وہ پردے مین کہین چھپتا ہی
سو طرح سے بھی چھپاؤ تو نہین چھپتا ہے
عیب پردی مین جو ہو پردہ دری ہوتی ہے
تخم بویا تو کہین زیر زمین چھپتا ہے
گو سیاہی مین ڈبو دیجیے اسکو لیکن
منقلب ہووی تو کب نقش نگین چھپتا ہے

جسکی بُو سے ہی معطر سب جہان — میرے بر مین تو وہی گلفام ہی
سینہ صافی سے تجھی کہتا ہون مین — کندہ لوحِ دل پہ تیرا نام ہی
انتظاری مین نہ رکھ اتنا اب مجھے — میرا دلبر سے یہی پیغام ہی

واچھڑے کہتا ہے شادان دیکھکر
زلف تیری عاشقون کا دام ہی

میٹھی باتین کرلے اپنی یار سے — مین تجھے کہتا ہون سن لے پیار سے
دوسرے سے کیا تجھے اب کام ہی — کام رکھہ تو اپنے اک دلدار سے
دیکھیے اب کسطرح ہووی نباہ — ہے مجھے پالا پڑا عیار سے
دیکھنا اُسکا مجھے گلزار ہے — کام کیا ہے اب مجھی گلزار سے
زاہدو آجائے جب ماہِ صیام — ڈرتے رہیے مست اور سرشار سے
خوابِ غفلت مین نہ اتنا پڑا — تجکو صحبت چاہیے ہشیار سے

اپنی اُلجھن تجھ سے شادان کیا کہون
دل ہے اُلجھا طُرّۂ طرار سے

یار میرے نہین اب چین ہین بن تیرے — کیا کرین کس سے کہین رنج والم ہین گھیرے

ہوئی جب شب بادلہ پوش آئی یار　　چاندنی پھر تختۂ الماس ہے
دور ہووے یہ جدائی یار کی　　ایک پل حق مین ہماری پاس ہے

اے نجومی سبھگھڑی لاگی لگن
یار کی شادان سے ملتی راس ہے

چاہتا ہون وسے پیاری مین تجھے　　حرز جان کر رکھون آری مین تجھے
تیری بو سے ہونگا جب مسرور مین　　گل چمنین دونگا ساری مین تجھے
ٹک بھی تو نے تو نہ دیکھا اسطرف　　کب سے کرتا ہون اشاری مین تجھے
وار نیکے واسطے مثل سپند　　نذر دیتا ہون ستارے مین تجھے
دلمین جو پوشیدہ ہے راز و نیاز　　سن کہونگا کچھ کنارے مین تجھے

اتنا ترساتا ہے کیون شادان کو تو
کہہ رہا ہون آر سے آرے مین تجھے

دوسرے سے اب مجھے کیا کام ہے　　تیرے قدمونکے تلے آرام ہے
خواہ تو لے خواہ مجکو دے میان　　تیرے میرے درمیان اک جام ہے
ہو کھٹک جیسے کسی کی آنکھ مین　　دھیان تیرا دلکو صبح و شام ہے

غیب سے آتی ہے ای شادان ندا
اُسکی قایم تا ابد بنیاد ہے

ڈہونڈتے ہو جسکو تم وہ پاس ہے
پہول مین جیسی کہ پنہان باس ہے

بہول مت اُسکو جو بندہ ہو ترا
دیکھ پیارے ہمکو تیری آس ہے

تو نہ روٹھے دیکھہ کر کوئی قصور
راتدن ہمکو یہی وسواس ہے

گر قرن گزرے شمار اُسکا نکر
وصل جسمین ہو وہ خوشتر یاس ہے
پہر

چاندنی پرتو سے جسکے ہی خجل
چاند سے بازو پہ وہ الماس ہے

کیا کہین نالہ نکرنے کا سبب
تیرے نازک دل کا ہمکو پاس ہے

جسکو کہتے ہینگے شادان گھر بگھر
ہے یہی مشہور تیرا داس ہے

راتدن بستا ہمارے پاس ہی
ہم اگر گل ہین تو وہ جون باس ہی

ہر زمان شادان کو اُس ہی آس ہے
وہ نگہبان ہی تو کیا وسواس ہی

یاد مین رہ اُسکی بے کھٹکے سدا
ڈر نہین اُسکو جو اُسکا داس ہی

گفتگو ہے راست مرد خاص کی
سُن نہ جو قول عوام الناس ہی

ٹک ادہر دیکھے تو کلفت دور ہی / ہو گذر اُسکا تو ظلمت نور ہے

بو چھپاؤ مشک کی چھپتی نہین / عشق میرا کیا چھپے مشہور ہے

کوئی جا خالی نظر آتی نہین / ہر مکان اُس ذات سے معمور ہے

اے دوانے یاد رکھ اس باتکو / بھولنا اُسکا نہین دستور ہے

جانتا ہے تو جو مخفی دل مین ہے / عرض کرنے کا کہان مقدور ہے

کہنے اور سُننے کی یان حاجت نہین / وہ ہی ہوگا جو تجھے منظور ہے

طفل ماں کو دیکھ جون ہوتا ہے خوش
دیکھ شادان شاہ کو مسرور ہے

شہ کے گھر شورِ مبارک باد ہے / عید آنے سے مرا دل شاد ہی

بھولتا کب ہی جو دلمین نقش ہو / بانکپن تیرا وہ ہمکو یاد ہے

علم ہر اک بات کا ہیگا اُسے / فن مین ہر اک چیز کے اُستاد ہی

شاہِ اسکندر تمامی خلق پر / ہے مسلّم جو ترا ارشاد ہی

عیدِ قربان مین عدو قربان ہوے / ملک اُسکی ذات سے آباد ہی

پرورش کرتا ہے جو مخلوق کی / حق تعالی کی اُسے امداد ہی

نور بر سے ہے در و دیوار سے
ہان میان کیا بے بہا ہی چاندنی

دلربا کے ساتھ چلکر دیکھیے
بوستان مین دلربا ہے چاندنی

شاہِ اسکندر کا وہ روشن ہی نام
روبرو اُسکے تو کیا ہی چاندنی

ماہ سے ہے شاہ کا رتبہ دوچند
گھر مین اُسکے جابجا ہی چاندنی

خوش رہے وہ خسروِ خورشید رو
اس جہان کے بیچ تا ہی چاندنی

نورِ رخ ہے یار کا شادان شریک
اسطرح جو دلکشا ہے چاندنی

منتظر ہون کب ہی کب تم آؤ گی
چین جب ہوگا کہ جب تم آؤ گے

دلکو تسکین ہے مری اس بات سے
حسبِ وعدہ وقتِ شب تم آؤ گے

ظاہری باتون مین کیا ہی دوستی مین
ملتجی جب ہونگا تب تم آؤ گے

ہی یقین اسمین نہین مجکو گمان
دل ہی مضطر اس سبب تم آؤ گے

یار میرے تم پہ مین ہونگا نثار
سُبھ گھڑی جب باطرب تم آؤ گے

کہہ نہین سکتا ہے شادان یہ سخن
دل جو چاہے بے طلب تم آؤ گے

دہیان رہتا ہی ترا اب ہر گھڑی
آنکھہ رہتی ہے تری در ہی لڑی

کسطرح مین رازِ دل تجھسے کہون
تجھکو اپنی مجکو اپنی ہے پڑی

شوخ شوخی گرچہ تیرا کام ہے
پر نگر ملنے مین اتنی بھی اڑی

لعل مین آیا نظر نیلم کا رنگ
جب جمائی لب پہ مسّی کی دھڑی

چھوڑ مت شادان تو ملنا یار سے
گر لگی ہو خوب ساون کی جھڑی

راتدن مجکو تمہارا دہیان ہے
دلکو ملنے کی ہوس ہر آن ہے

ہی جوانی تیری دو دن کی بہار
کیون تجھے اسطرحکا ابھمان ہے

پردۂ غفلت کچھ ایسا ہے پڑا
دل ہمارا جان کر انجان ہے

حضرتِ موسیٰ نہ لائی تاب جب
دید کا تیری کسی اوسان ہے

آنکھہ مین گھر حسرتِ دیدار کا
دلمین ملنے کا تری ارمان ہے

جانتا ہے اسکو وہ بس مغتنم
کچھ جو شادان کو تری پہچان ہے

آجکی شب خوشنما ہے چاندنی
سیر کر لے باصفا ہی چاندنی

دل مرے غافل نرہ زنہار اُسکی یاد سے
باد و باران جون ہوا و حرص کرتے ہین خلل

گر تو بھولا ہے سبق پڑہ لی کسی اُستاد سے
چاہیے دیوار مستحکم اُٹھے بنیاد سے

سرو جو آزاد ہے سر سبز قدرت سے ہوا
گر فراغت چاہتا ہی سیکھ لے آزاد سے

بوالہوس تجکو اگر ہے عشقبازی کی ہوس
سیکھ لے تو یہ ہنر اے بے ہنر فرہاد سے

جسطرح فیل و نشان سی فوجکی ہوتی ہی شان
رونق گلشن ہے یون ہی سرو اور شمشاد سے

تو بھی کر لے نام روشن جیسے کسریٰ نے کیا
نامور ہوتا ہے عادل اپنی عدل و داد سے

جو کہا شادان سے اُسنے نقش کر دل پر رکھا
اب کہان ہوتا ہی باہر آپکے ارشاد سے

یاد کرتا ہون تجھے مین ہر گھڑی
بھولکر باتین سبھی چھوٹی بڑی

قیمت اُسکی ہی جواہر سے فزون
بات تیری ہیگی موتی کی لڑی

تھے جو نافرمان ہوی سب بد اغدار
کیا جمائی تو نے مستی کی دھڑی

تیرے ملنے سی دوبالا حُسن ہے
خوشنما ہے گرچہ ساون کی جھڑی

چھوڑ دی اُسنے لڑائی غیر سے
آنکھ جب شادان کی دلبر سے لڑی

فکر کرنے سے معانی لفظ کے آتے ہین ہاتھ
سنگ سے چقماق لگتے ہی شرر اُڑنے لگے

شعر کے میدان مین آئین تو ہو تعریف بھی
بات ہی کیا اسپ شادان گر اگر اُڑنے لگی

جب صبا گلشن مین جا غنچونکی عقدی وا کرے
چہچہے سو رنگ سے پھر بلبل شیدا کرے

لکھتے لکھتے تھک گئے سب اولیا او انبیا
بیشمار اُسکی ہی قدرت کیا کوئی لیکھا کرے

قطرہ دریا کی جدائی سے کرے جب اضطراب
ابر رحمت قطرے کو اک آن مین دریا کرے

راہ ایسی چل کسیکا دو کھنا تجھپر نہو
جگ ہنسائی تو نکر جسکا کوئی چرچا کرے

اک پلک کے مارنے مین دو جہان پیدا کیے (الزام)
جسگھڑی خالق نے چاہا خلق کو پیدا کرے

گلبدن نازک بدن ہی چاہیے شادان تجھے
اپنے پیارے کو تو پیاری آنکھ سے دیکھا کرے

شمع جو روشن ہی محفلمین اُسیکا نور ہے
جسنے دیکھا آنکھ بھر اُسکو وہی مسرور ہے

موج ہے دریا مین لیکن مضطرب ہی جوش سے
ہی تری نزدیک جسکو ڈہونڈتا تو دور ہے

گر نہ دیکھا جلوۂ خورشید کسکا ہے قصور
پوچھتا ہے ہمسے کیا تو اُسکو جو مشہور ہے

پردہ دلکو اُٹھا کر دیکھ شادان بیحجاب
روشنی آنکھونکی تیری آنکھ سے مستور ہے

وہ جو روٹھا تھا ہمین اسکی خبر کرنی نہ تھی
کی خبر ناحق کوئی تدبیر اگر کرنی نہ تھی

یار کے جاینگا گر تجکو اشارہ تھا ملا
اطلاع آگے سے کیا بادِ سحر کرنی نہ تھی

کھیت چڑیان چگ گئین پچتای سی اب نفع کیا
اسکی کچھ تدبیر تجکو پیشتر کرنی نہ تھی؟

کیا کہین تقصیر کی کچھ شرح ہو سکتی نہین
کی تہی گر اکبار تو بارِ دگر کرنی نہ تھی

ہے تمہارا نام جب ستار و غفار و رحیم
کیا گنہگارونسے تمکو در گزر کرنی نہ تھی

دل مرا لیجا کی مجھسے اب یہ کرتا ہے سلوک
کیون چراتا ہی نظر پہلے نظر کرنی نہ تھی

عاشق ایسا جیسا شادان ہی کہان ہی دوہرا
دلسے تمکو کچھ توجہ کیا ادھر کرنی نہ تھی

آہِ بلبل سے ہوا مین جب شرر اڑنے لگے
برگِ گل گلزار مین ادہر ادہر اڑنے لگے

صبحدم دیکھا جو ہمنے ٹک اٹھا کر آنکھ کو
تیری گلشن کے طرف مرغِ سحر اڑنے لگے

تہنیت ہی کیا بہار آنیکی سینو دوستو
باغ مین پت جھڑ سے پتی مثلِ پر اڑنے لگے

موسمِ بارش مین پیدا ہو زمین سی یک بیک
سیکڑون پردار کیڑے دربدر اڑنے لگے

ابتو آبادی مین ہی بڑھکر گلستان سی بہار
مور گلشن سے نکل کر گھر بگھر اڑنے لگے

عاشقونکو دیکھ کر انکو بھی آیا ولولا
بلبلونکے غول ہر سو بیشتر اڑنے لگے

کب سند ہوتی ہے ایسی بات پیشِ عاقلان
با ہنر کے سامنے کیا بی ہنر اڑنے لگے

ہمسے جو کہتا ہی تو اے یار دامن چھوڑ دی
ہم بھی کہتے ہین کہ تو یہ مکر یہ فن چھوڑ دے

بازی و بازیچہ مین کب تک ہے مصروفی تری
جب ہوا تو پیر شرما کر لڑکپن چھوڑ دے

مردمک سا رکھہ اُسے آنکھونکے اندر رات دن
اُس سوا کچھہ دیکھہ مت مژگان کی چلون چھوڑ دے

پوج اُس پیارے صنم کو ہی جو گھٹ گھٹ مین بھرا
اب پرستش سنگ کی تو ای برہمن چھوڑ دے

مکر سے کیا فائدہ رکھہ کام سچی بات سے
دلسے کر تو یاد اب ظاہر کی سمرن چھوڑ دے

کہہ صبا شادان سی گر ہے شادمانی کی ہوس
دیکھہ وہ دستِ نگارین سیرِ گلشن چھوڑ دے

جو کہ ہے چالاک اور پیراک دریا پار جاے
کب شمار اک بار کا ہے بلکہ سو سو بار جاے

ہٹ نہین چلتی کسو کی تیرے آگے او میان
شرط باندہے آکی جو تجھسی وہ آخر ہار جاے

روز و شب آنکھونکے آگے چاہتا ہون مین اُسے
چین کب آتا ہے پہلو سی اگر دلدار جاے

یوسفِ مصری بھی آئے بنکی تیرا مشتری
دھوم ہو جاے اگر تو بر سرِ بازار جاے

اسمین حاصل کچھہ نہین ہی ہرزہ گردی کی سوا
کیون بھٹکتا ہی تو اکدر چھوڑ کر دو چار جاے

لطف حاصل ہو دوبالا پھر تو ای شادان تجھی
سیر کو جب یار سی مل جانبِ گلزار جاے

وہ بتِ طناز سو سو رنگ سے ہی جلوہ گر
دوش پر زنار ہے اور ہاتھ مین مالا بھی ہے

ہے وہ قادر اُسکی قدرت کا تماشا دیکھ لی
جسم پیدا کر کے اُسنے روح کو ڈالا بھی ہے

قابلِ نظارہ ہی اُس مہر طلعت کا بناؤ
زلف یون چہرے پہ ہی جون ماہ ور ہالا بھی ہے

جسطرح سے دیکھیے بھاتا ہی ہمکو چلبلا
نیند کا ماتا ہے تسپر شوخ متوالا بھی ہے

دیکھیے بنتی ہی کیونکر لااُبالی شوخ سے
جو ہے دشمن جانکا اُس سی پڑا پالا بھی ہے

اسطرح کے روٹھنے اور چاہنے پر ہین نثار
روٹھنے والا بھی ہی چاہنے والا بھی ہے

شکر ہے شادان دکھائی یہ گھڑی اللہ نے
ہم ہین اور معشوق ہی شیشہ بھی ہے پیالہ[لہ] بھی ہی

کی خطا تو نے جو اُس پیار کی یاری چھوڑدی
ناسمجھ تھا چیز ہلکی لیکے بھاری چھوڑدی

ہم نہ کہتے تھے کہ جھوٹا عشق ہی اغیار کا
انتظاری کرتے تھے سو انتظاری چھوڑدی

گرچہ شکوہ بیشتر ہمکو بھی اُس سی تھا مگر
بر مین جب آیا صنم شکوہ گذاری چھوڑدی

دیکھکر بادِ بہاری چہچہے کرنے لگین
بلبلون نے اب چمن مین بیقراری چھوڑدی

نشۂ ظاہر پہ شادان کا کبھی دل تھا مگر
نشۂ الفت بڑھا تو بادہ خواری چھوڑدی

[لہ] پیالہ بروزن نوالہ ہے یعنی اسمین یا تیہ تحتانی نہین ہے مگر زبان قدیم مین ان باتون پر نظر نہین کی جاتی تہی ۱۲

پرتو خورشید پڑتا ہیگا نیک و بد پہ چون
فی الحقیقت ہین برابر خویش و بیگانہ تجھے

دیدۂ مجنون مین تھا جسطرح سے لیلی کا گھر
مردمک سا آنکھہ مین رکھتا ہی دیوانہ تجھے

تیری خواہش کیا ہی پیارے کیا ہی تیرا مدعا
ہر طرح منظور ہے شادان کو بہلانا تجھے

دل تڑپتا ہے مرا دلدار کب دیکھون تجھے
چین آوے دلکو میرے یار جب دیکھون تجھے

صبر کب آتا ہے عاشق کو جدائی مین تری
کل پہ مت رکھہ دل یہ چاہی ہی کہ اب دیکھون تجھے

لطف تب ہو ای ہلال عید تو جب بدر ہو
چہرہ تیرا کچھہ نظر آتا ہی سب دیکھون تجھے

روشنی چشم ہو جاوے دوبالا جسگھڑی
اخترون مین جلوہ گر ای ماہ شب دیکھون تجھے

ہے بڑی امید مجکو اپنی چشم شوق سے
گرچہ تو پردہ مین ہی پر کیا عجب دیکھون تجھے

چاہتا ہون مین کہ ہو مجہپر نہ کچھہ احسان غیر
با سبب ملتا ہی لیکن بی سبب دیکھون تجھے

یار سے اپنے یہی شادان کی ہی بس آرزو
خواب مین پہلو بہ پہلو لب بلب دیکھون تجھے

سیر کو چل باغ مین تو گل بھی ہی لالا بھی ہے
بلبلون مین ہر طرف نغمہ بھی ہی نالا بھی ہے

زلف ہی اسکی سیاہ اور کان مین بالا بھی ہے
فتنہ گر ہے چشم اور سرمی کا دنبالا بھی ہے

اس جہان مین کیا کہون مین دوسریکا آسرا | مجکو تو پیارے فقط اک تیرے دم کی آس ہے

آیۂ لاتقنطوا پڑہکر سنادے تو اُسے
جسکو اے شادان حصولِ مدعا کی یاس ہے

عاشقونکے دل لُبہانے کو یہ تیر انداز ہے | جان بھی قربان ہو جاتی ہی وہ انداز ہے
دلفریبی مین عجب قدرت خدا نے دی تجہے | بات جو تیری میان ہی سحر ہے اعجاز ہے
اُسکے سُننے سی خوشی عاشق کو ہوتی ہی مدام | بلبلونکی جو چمن مین صبحدم آواز ہے
دن خزان کے جا چکے تجکو مبارک عندلیب | ہر طرف گلشن مین پہولونکی بہار آغاز ہے
تم نہین سمجھے ہو کچھ اس رمز کو کیا رمز ہی | ناز جو کرتا مرے دل سے بتِ طناز ہے
سیکڑون ہین ماہ طلعت مین ہزارون خوشجمال | ہمنے جسکو چُن لیا سب مین وہی ممتاز ہے

پائی شہرت اسلیے شادان ہماری نام نے
دل ہمارا بے دھڑک جو یار کا دمساز ہے

ہمنے تو ہر رنگ مین اے یار پہچانا تجھے | گو کسی قالب مین تو آیا مگر جانا تجھے
دیر کیون کرتا ہے ملنے مین خدا کیواسطے | ہر بہانے سے مری گھر چاہیے آنا تجھے
تب تو کچھ تجکو بھی رحم آئیگا ای صاحب مرے | حالِ دل کا جب سناؤنگا مین افسانہ تجھے

شاد ہو کہتا ہے شادان اپنے دلکا مدعا
منتظر ہین آپکے ہم ٹک ادہر تو آئیے

دیکھنا تیرا آنکھ کو باعثِ آرام ہے
دلمین مرے یاد تیری یار صبح و شام ہے

یاد تیری شاخِ دلکو سبز رکھے ہے مدام
بھول جائے جو کہ تجکو دلسے وہ گمنام ہے

بادۂ الفت سے یکسر کردیا سرشار یون
جاگتے سوتے مری نظرون مین وہ گلفام ہے

دیکھنا تیرا تو مجکو جون ہلالِ عید ہے
بس سوا تیرے مجھے اب کیا کسی سے کام ہے

جو نہ سمجھے عاقبت کو غافل اُسکو جانیے
ہے وہی انسان بس جسے مدِنظر انجام ہے

مرغِ دل جاکر پھنسے ہی دیکھ دانہ خال کا
زلف تیری دلفریبی کو میان اک دام ہے

کیا اثر ہے چشم مین شادان کو جو بیخود کیا
آنکھ کی گردش نہین ہے بلکہ دورِ جام ہے

ڈہونڈتے پھرتے ہو جسکو وہ تمہارے پاس ہے
گو نظر آتا نہین پر پھول مین جون باس ہے

بادِ صرصر سے بچائے شمع کو فانوس جون
ہو خدا جسکا نگہبان کیا اُسے وسواس ہے

جسکے سینے مین کدورت ہو نہین کچھ کام کا
صاف جو سینہ کہ ہووے وہ بہ از الماس ہے

جو کہ ہے بندہ خدا کا اُسکا رتبہ ہے بلند
ہے بھلا اُسکا جہان مین جو کہ ہر کا داس ہے

غلام

خواب غفلت مین پڑا سوتا رہی ہے رات دن
دیکھیے آتا ہی وہ پیارا ہمارا کس گھڑی
اے دوانی ہے خبر کچھ بھی تجھے انجام کی
صبح سے ہم دیکھتے ہین راہ ہمدم شام کی

بات ایسی کر کہ شادان نیکنامی جسمین ہو
ورنہ دنیا مین کوئی عزت نہین بدنام کی

رٹ لگی ہے مجکو پیاری ایک تیرے نام کی
کس گھڑی آکر ملیگا وہ نہین معلوم کچھ
صورت آرام آوے کیونکہ بن تیرے نظر
روشنی پھیلی ہے جسکے دیکھنے سی چوطرف
بیخودی مین کب خبر ہوتی ہی صبح و شام کی
جستجو رہتی ہے میری دل کو اُس گلفام کی
رام ہونے سی ترے ہوتی ہی شکل آرام کی
آنکھہ مین پھرتی ہے شکل اُس یار سیم اندام کی

اسطرح خواہش تری شادان کو رہتی ہی مدام
جیسے خواہش ابر مین ہوتی ہی دور جام کی

یار اب روٹھا ہی اپنا کسطرح پرچائیے
پیچ بالونکا نہ نکلے عشق پیچان کی طرح
ہے منزہ ذات اُسکی برتر از وہم و گمان
دوستو تمسے ہمارا کب یہ پیغام ہے
جو سمجھتا ہی نہووے کیا اُسی سمجھائیے
جو سلجھتی ہی نہووے بات کیا سلجھائیے
جو نظر آتا نہو کیونکر اُسے دکھلائیے
ڈھونڈتے ہین ہم جسے اُسکا نشان بتلائیے

کیون نہ ہو حیرت زدہ آئینہ اُنکے عکس سے
جتنے بندی جان و دل سی ہین دردولت کے آج
برگزیدہ آپکو اُسنے کیا ہے لطف سے

یون جبین اُنکی ہی جیسے ہو وی طلعت ماہ کی
لطف رکھیے اُن پہ یہی عرض دولتخواہ کی
ابتدا سے آپ پر دیکھی مدد اللہ کی

شکر کیجے اُسکا شادان کیون نہ دلسی ہر گھڑی
حاجتین کین جسنے پوری بندۂ درگاہ کی

فیض ہے یون صاحب ادراک کی سائی تلے
تب اُسے معلوم ہوتی ہیگی قدرِ عافیت
پیٹ کا مارا پھرے ہی اسطرحسے دربدر
سایۂ طوبےٰ سے بہتر جان اُسکی منزلت

پرورش پاتے ہین جون افلاک کی سائی تلے
دھوپ کا مارا جو بیٹھے تاک کی سائی تلے
سگ شکاری دوڑی جون فتراک کی سائی تلے
سوئے ہے دھوبی سدا پوشاک کی سائی تلے

قدرت اُسکی دیکھ کر شادان تو ہیگا شادمان
پھوٹتا ہے تخم ہر اک خاک کے سائی تلے

آرزو ہے بندہ پرور نامۂ و پیغام کی
جیسے کھانا بی نمک ہووی نہووی کچھہ مزہ
روٹھنے مین تیرے اور اپنے منانے مین صنم

کوئی تو صورت نکالو چین کی آرام کی
ذکر پیارے کا نہو جس بات مین کس کام کی
رات تو یونہی کٹی ٹھہرے کہین اب جام کی

آئی رُت برسات کی چلنے لگی ٹھنڈی ہوا
جی مین جو آتا ہے سو کہتے ہین تجھسی ہر گھڑی
ہے یہی ضرب المثل ڈھونڈیگا جو پائیگا وہ
عاشقونکی دلفریبی کا یہی دستور ہے

قطرے برسائے گہر سے ابرِ گوہر بار نے
اسطرح ہمکو کیا گستاخ تیرے پیار نے
ڈھونڈنے سے تجکو پایا طالبِ دیدار نے
سو طرح کے رنگ دکھلائے مری دلدار نے

آج ہے تو ہی دکن مین شاعرِ شیرین کلام
بند طوطی کو کیا شادان تری گفتار نے

کر دیا دل تنگ غنچے کو دہانِ یار نے
آنکھ اپنی جسگھڑی جا کر لڑی اُس آنکھ سی
دل لگے بہلانیکی کیا صورت نکالی واہ واہ
سیرِ گل کا لطف کیا تمسے کہون ای مہربان
تیرے نظارے سے ہوتا ہی ہر اک کے دلمین جوش

آگ پھولون مین لگائی آتشین رخسار نے
دلکو آوارہ کیا اُس طرۂ طرار نے
زلف کے پھندے مین ڈالا دلبرِ عیار نے
چشم کو بخشی طراوت صبحدم گلزار نے
دیکھ دریا کو لگا اپنے مین موجین مارنے

کیون نہووے مست شادان تیری چشمِ مست سے
کھو دیے جب ہوش اپنے دیکھ ہشیار نے

ہے دعا یہ رات دن ہر ایک دولتخواہ کی
عمر ہووے خضر سی شاہِ سکندر جاہ کی

عید ہے دشمن کو اپنے شہ پہ قربان کیجیے
عیش و عشرت کا خوشی کی ساتھ سامان کیجیے

مستمندونکو بروزِ عید اپنے فیض سے
خلعتِ زیبا جو اہر دیکے شادان کیجیے

جز درِ دولت کسیکا آسرا اُنکو نہین
جو کہ بندے ہین تمہاری اُنپہ احسان کیجیے

دستِ قدرت سے خدا نے تمکو دی ہے دسترس
مشکلین جتنی کہ ہووین سبکو آسان کیجیے

احتیاج اُنکو نہووے پھر طبیبونسے کبھو
دردمندونکا مسیحا ایسا درمان کیجیے

التجا یہ ہے نسیم لطف سے شاہِ دکن
غنچۂ دل بند جو ہین اُنکو خندان کیجیے

آپ جاتے ہین جہان ہوتا ہی جنت کا سمان
خانۂ شادان کو بھی اکدن گلستان کیجیے

مین نی تو اے بیوفا اپنی سی بہتیری کہی
تو نہین سُنتا نہ سُن مرضی تری یون ہی سہی

ہر طرح سے اسکو سمجھاتا ہون پر یہ بات کیا
دل مرا کرتا ہے تیری یاد سی کیون کو تہی

کسطرح سے کاٹیے بن تیرے دن اور راتکو
ایک پل کی بھی جدائی اب نہین جاتی سہی

کہنے کو شادان بہت سے دوست ہین اپنی مگر
کوئی اتنا بھی نہین آکر کرے جو دلدہی

لطف سے کی حال پر میرے نظر دلدار نے
عہد جو ہمسے کیا تھا سو نباہا یار نے

پالتا ہے دامنِ رحمت مین ہر ذی روح کو
دو جہان کا ہے جو مالک یہ اُسکی شان ہے
حکم مین رہتے ہین جسکے یہ زمین و آسمان
جان و دل سے اُسکا شادان تابعِ فرمان ہے

صفحۂ دل پر مین کھینچون تپکلِ جانان تو سہی
اے مصور لکھہ کے دکھلادون گلستان تو سہی

پیچ کیون کھاتا ہے مثلِ مار ای حاسد نکل
خوب سا تجکو کرون مین ابکی حیران تو سہی

اے نجومی سُن ہماری بات از راہِ شگون
ابکے بار شمین بھی برسے خوب باران تو سہی

اُوستادی ہے بہت مشکل یہان سہی سیکھ لے
ہم کرین ثابت تجھے طفلِ دبستان تو سہی

ہمنے مانا تو نہین مشتاق سیرِ باغ کا
تجکو بہلا کر کبھی لیجاے شادان تو سہی

خیر جو تجکو کھلاتا ہے کھلا یون ہی سہی
لاکھہ کی جا اک دلاتا ہے دلا یون ہی سہی

ہمتو پینے والے جامِ عشق کی ہین ساقیا
مے اگر ہمکو پلاتا ہے پلا یون ہی سہی

ہمکو شکوہ کچھ نہین یہ بھی اک اُسکا ناز ہی
یار جو اغیار سے جا کر ملا یون ہی سہی

تو ہنسی کرتا ہے شادان سی تو کری پیار مین
گُل کِھلاتا ہی جو کُھل کر کِھل کِھلا یون ہی سہی

ہے خداوندی سزاوار اُسکو ہمکو بندگی
دل نہ دیجے اور کو اپنا اُسیکو دیجیے

پیش و پس ہرگز نہ کیجے گر بلائے مہربان
آب حیوان جانکر اُسکو خوشی سے پیجیے

آنکھ نیچی ہو نہ اے شادان کسی سے عمر بھر
جبر دل پر کیجیے لیکن نہ احسان لیجیے

دل ہمارا کچھ سمجھتا ہی نہین نادان ہے
اور جو ہے دلربا وہ جانکر انجان ہے

اے پری وش تو نے پائی ہے وہ صورت دلفریب
آدمی کا ذکر کیا آئینہ بھی حیران ہے

مال و زر اور ملک و دولت کی نہین کچھ منزلت
دی ہے اُسنے جان اور ایمان یہ احسان ہے

تو تو ہے ستار اور غفار اور رازق رحیم
کی جو بندے نے خطا آخر کو پھر انسان ہے

شکل تیری میری آنکھون مین پھرے ہے راتدن
یاد تیری میرے دل مین ہر گھڑی ہر آن ہے

وہ ہی ہوویگا جو ای صاحب تجھے منظور ہے
سامنے تیرے بھلا بندی کا کیا مقدور ہے

دیدہ و دانستہ گر ہو جرم بخشائش نہو
عذر اُسکا ہے پذیرا جو کوئی معذور ہے

چار دن کی چاندنی ہے حُسن کی آب و تاب
اسقدر اے یار کس برتے پہ تو مغرور ہے

چشمِ نرگس دیکھہ کر حیرت زدہ سی رہگئی
آنکھہ تیری دَورِ مَے سے اسطرح مخمور ہے

نور جسکا ہر طرف پھیلا ہے مثلِ آفتاب
وہ بتِ طناز میرا دیکھہ رشکِ حور ہے

جون نگہ ہو دور اور نزدیک یکسان آنکھہ مین
ہیگا وہ نزدیک کیون کہتا تو اُسکو دُور ہے

فی الحقیقت ہے یہی شادان جو کچھ تونی کہا
یاد مین اُسکی رہی جو کوئی وہ مسرور ہے

ہم گئے سیرِ چمن کو باغبان سوتی رہے
سروِ گلشن بر لبِ آبِ روان سوتے رہے

اے دوانے چاہیے ہشیار رہنا ہر گھڑی
چور چوری کر گیا اور پاسبان سوتے رہے

نشۂ غفلت مین ایسی چور ہو کر پڑ رہے
صبح ہونے پر بھی سب خرد و کلان سوتے رہے

دل سے ہین بیدار ظاہر بر نگہ اُنکے نظر
جو کہ تھے ہشیار شادان شادمان سوتے رہے

چاہیے شام و سحر بس نام اُسکا لیجیے
جسطرح رکھے وہ ہر دم شکر اُسکا کیجیے

منتظر تھے جسکے ہم سو آ کے وہ ہل مل گئے
دینے والے کو بجز داد و دہش کب چین ہے
خوش بہت ہوتا ہے جسدم اُسکو سائل مل گئے
ہے مثل ہمجنس کو ہمجنس ہی سے میل ہے
شغل کا تھا شوق جسکو اُسکو شاغل مل گئے
بات کہنے کی نہین شادان ہین اسکو کیا کہون
زورِ طالع تھا کہ آ کر ہمسے کامل مل گئے

شکر اُسکا چاہیے کرتا رہے تو ہر گھڑی
خلق کرنے سے ہوئی انسان کی شہرت خلق مین
عید آتی ہے برس مین ہے یہان ہر روز عید
سچ اگر پوچھو تو ہین عارض پہ بکھرے اسلیے
سیکھ جائین سحر بازیگر نگاہِ ناز سے

نور سے جسکے ترا سینہ ہی مملو ہر گھڑی
غنچۂ گل ہوتے ہی پھیلی ہر طرف بُو ہر گھڑی
ہین ہلال عید ہمکو تیرے ابرو ہر گھڑی
دام مین لاتے ہین دل کو اسکے گیسو ہر گھڑی
کرتی ہے جادو تمہاری چشمِ جادو ہر گھڑی

کب پسندِ خاطرِ شادان جدائی ہے تری
چاہتا ہے دل سے ہے تو زیبِ پہلو ہر گھڑی

موقوف نہین ہے ایک دو پر — وہ حال پہ سب کی مہربان ہے

تعریفِ خدا زبان سے شادان
کیا کیجے کہ خارج از بیان ہے

مرغوب جو یار کو چمن ہے — بلبل کا اسی لیے وطن ہے
ملجائے تو خاک مین نہ جب تک — ملنا اُسکا بہت کٹھن ہے
بُو اُسکی سے ہی جہان معطر — گلرو کا جو گل سا پیرہن ہے
آتی ہے ہنسی کبھی مشکلون سے — غنچے سے بھی تنگ وہ دہن ہے
کب پہنچے ہے قند اُسکی لب کو — غیرت دہِ سیب وہ ذقن ہے
کیا شان ہی اُسکی چشمِ بد دُور — سج دھج مین عجیب بانکپن ہے
باندھے ہی جو شوخ سرخ دستار — کیا حُسن ہے واہ کیا پھبن ہے
شیرین کو جو اپنے دلمین دیکھا — عاشق تو اُسی پہ کوہکن ہے

قربان اُسیر ہون مین تو شادان
آقا جو مرا شہِ دکن ہے

سُبھ گھڑی تھی وہ ہی جسدم یار دو دل مل گئے

اے بادِ صبا کھولدے اب وقتِ سحر ہے
غنچے مین تبسم کی جو گلجھڑی سی پڑی ہے
سالک ہو طریقت کا جو مرشد تجھے ملجاے
مت بھول تو اس راہ کو گو راہ کڑی ہے

گھر شاہِ سکندر کے بہار آئی ہے شادان
ہر شاخ لیے نذر کو پھولون کی چھڑی ہے

تڑپانے مین ہر چند کہ قاتل نے کمی کی
لیکن نہ تڑپنے مین مری دل نے کمی کی
ٹک لینی تھی مجنون کی خبر دشتِ جنون مین
افسوس یہان صاحبِ محمل نے کمی کی
دینے مین تو کچھ عذر نہ تھا بحرِ کرم کو
مانگا نہ سخی سے تو یہ سائل نے کمی کی
ہے عقل سے باہر یہ ہنرمند کی نزدیک
سیکھا نہ جو کچھ علم تو عاقل نے کمی کی

شادان نہین کہتا ہو غلط بات یہ سچ ہے
جسوقت گرہ کھل گئی مشکل نے کمی کی

بے پردہ وہ چار سو عیان ہے
نافہم کو وہم ہے گمان ہے
ہے پاس ترے نہ بھول ای دل
کیا دیکھ رہا یہان وہان ہے
آنکھین ہون تو کوئی اُسکو دیکھے
آنکھون ہی کے پردے مین نہان ہے
کچھ ہو جو نشان نشان ملے تب
کیا دیجے نشان وہ بی نشان ہے

گر تجکو میسر ہو ملاقات کسیکی
تو چھیڑ کسی طور سے بھی بات کسیکی

بیگانے کا بھی ہاتھ مین دل آتا ہی اس سے
کیا چیز ہے واللہ مدارات کسیکی

ہے عیب فقیرون کے لیے شوقِ کرامات
مت پوچھ کسی سے تو کرامات کسیکی

مشغول ہدل سجدۂ و تسبیح مین رہنا
ہوتی ہے ہزارون مین یہ اوقات کسیکی

وہ شوخ جو آتا ہے ملاقات کو شادان
صد شکر کہ کٹتی ہے بھلی رات کسیکی

جسطرح رکھے یار اُسی طرح سے رہیے
احوال نہووے اُسے معلوم تو کہیے

موقع ہو نہ کچھ کہنے کا جس یار کے آگے
کیا کیجیے جو کچھ کہ کہا اُسنے سو سہیے

شایان نہین تمکو کہ بنو راہ کا پتھر
پانی کی طرح وہ جو بہاتا ہے تو بہیے

شادان تمہین کہتے ہین یہ سُن رکھو نصیحت
اُس یار کے ہر وقت لگے قدمون سے رہیے

ہے چین کہان جیسے مری آنکھ لڑی ہے
ملنے کی نجومی تو بتا کون گھڑی ہے

ہے کسکو خبر رازِ نہانی کی جو بولے
کیا عاشق و معشوق سے باتون مین جھڑی ہے

جو تو نے کہا روزِ ازل مین نہین بھولا
ہر بات تری دلمین نگینے سی جڑی ہے

محبوب نہ کیون رکھون محبوب دو عالم ہے — دل کیون نہ اُسے چاہے دلخواہ تو وہی ہے
پرتو سے اُسیکے ہے خورشید ضیا گستر — جو ماہ کو چمکائے وہ ماہ تو وہ ہی ہے
ظاہر کی محبت تو محسوب نہین ہوتی — دلسے جو کوئی چاہے بس چاہ تو وہی ہے
دردر کے بھٹکنے سے حاصل نہین کچھ نادان — چھوٹے نہ درِ جانان درگاہ تو وہ ہی ہے

مداح نکیون اُسکا دل اپنے سے ہو شادان
جو شاہِ سکندر ہے بس شاہ تو وہ ہی ہے

جسطرح ثمر دیتی پھولی پھلی ڈالی ہے — بلبل نے ترانے کی یون شاخ نکالی ہے
اللہ جو والی ہے پھر ڈر ہے مجھے کسکا — گو جاتا ہے کوسون کا اور رات بھی کالی ہے
ہر شاخ کو دیتا ہے پیوند نیا ہردم — کب خشک چمن ہووے جس باغ مین مالی ہے
جلوہ ہے عجب اُسکا ہر شام و سحر دیکھو — روشن ہی جہان مین جو فانوسِ خیالی ہے
پانی ہے بہت مشکل یہ بات کہون کیا مین — معشوق کی میری تو ہر بات نرالی ہے
مجکو تو ہر اک لحظہ اُسکا ہی سہارا ہے — کہلاتا ہون مین جسکا وہ ہی مرا والی ہے

جاروب کش اُس در کا کسطرح نہون شادان
درگاہ اُسیکی سب درگاہون سے عالی ہے

کٹھن سودا سمجھ کر سب نے چھوڑا — رہِ الفت مین کوئی بھی چلا ہے
نہ کیجے دیر کارِ نیک مین کچھ — کہ طے کرنا تمھین یہ مرحلا ہے
جو پھیرے تجھ سے مُنہ وہ مردہ دل ہے — جو تیرے سامنے ہو نچلا ہے
بھرا آنکھون مین جیسے نور ہووے — وہ ہے سب مین بھرا مت کہہ خلا ہے

سخن تیرا ثنا مین اُسکی شادان
گہُر ہے اور سانچے مین ڈہلا ہے

چمن مین بلبلون کا شور کیا ہے — وہان وحشت کا دیکھو زور کیا ہے
حقیقت مین ہین کمتر مور سے ہم — غلط ہے یہ جو کہیے مور کیا ہے
دوئی کا وہم کیون رکھتے ہو دلمین — تمھارے دل مین بیٹھا چور کیا ہے
سمجھ لے اے دوانے اب خدارا — نہین کیون سُوجھہ تجکو کور کیا ہے؟

سوا ذکرِ صنم کے اور شادان
صدا کرتا چمن مین مور کیا ہے

ہم ڈہونڈتے ہین جسکو ہمراہ تو وہی ہی — جو ظاہر و باطن ہے اللہ تو وہی ہے
گھٹ گھٹ کی وہ جانی ہی جو بات چھپی ہووے — گمراہ نہوا اُس سے آگاہ تو وہی ہے

کیا اس بات کو تحقیق مین نے | تری جو راہ بھولے گمرہی ہے
ترا جو راز ہے وہ تو ہی جانے | کسے اس بات کی یان آگہی ہے
یہان سب طفلِ مکتب ہین ولیکن | ترا طالب جو ہے وہ منتہی ہے

کسی کو اور کب جانے ہی شادان
تجھی سے بس اُسے الفت ہی ہے

جو کچھ تو نے کہا ہے حق وہی ہے | سوا اُسکے جو ہے سو گمرہی ہے
چمن مین قمریون نے غل مچایا | ترا قامت بہ از سروِ سہی ہے
ترے اسرار مین کب جانتا ہون | جو کچھ ہے بھی تو دل کو آگہی ہے
جدھر دیکھو کھِلا ہے ایک گلزار | ہوا کچھ اندنون ایسی بہی ہے
فزون ہے اوج مین مہرِ فلک سے | ترے سر پر جو یہ تاجِ شہی ہے

نہ بھولے تو کبھی ہمکو الٰہی
تمنّا تجھ سے شادان کی یہی ہے

جو کچھ تو نے کہا سو ہی بھلا ہے | چھپا اس مین نہین کچھ بر ملا ہے
اُبل جاتا ہے جون پانی سبو سے | صنم کے وصل کا یون ولولا ہے

کہون کیا تجھسے تو سب جانتا ہے
جو کچھ ہے دل مین سو پہچانتا ہے

حسینون سے جہان ہے گرچہ آباد
ہمارا دل تجھی کو مانتا ہے

اُسے سمجھا نہین سکتا ہے کوئی
وہ کرتا ہے جو دل مین ٹھانتا ہے

خوشی کے ساتھ اپنی عمر شادان
اُسکی یاد مین گزرانتا ہے

بہار تازہ موسم کی جو آئی
نوید اُس یار کے ملنے کی لائی

مرے ہوتے ملے اغیار سے تم
تمہاری دیکھ لی بس آشنائی

کہان دریا کا مچھلی انت پاوے
تجھے معلوم ہے تیری خدائی

نہ کوشش کام آتی ہے نہ تدبیر
کہان ہوسکتی ہے اُس تک رسائی

کدورت سے جو ہو جاتا ہے تاریک
کہان ہوتی ہے اُس دل کی صفائی

نرکھہ تو وصل سے شادان کو محروم
سہی جاتی نہین اُس سے جُدائی

محبت مین بہت ایذا سہی ہے
خدایا آسرا میرا تو ہی ہے

نہین پھرتا ہے تیرا حکم ہرگز
وہی ہونی ہے جو تو نے کہی ہے

کتھا الفت کی ہے سب سے نرالی ‏ اجی دو ہاتھ سے بجتی ہے تالی

کھلین ہین پھول اسمین سو طرح کے ‏ لگایا باغ اچھا تو نے مالی

مین کیا دیکھون گلونکو آنکھ بھر کر ‏ فغان کرتی ہے بلبل ڈالی ڈالی

ہُوا سے جسطرح مملو جہان ہو ‏ نہین ہے اُس سے کوئی جاے خالی

کیا کر مشورے سے کام اے یار ‏ اگرچہ ہووے تیری راے عالی

تجھے اب کون اُسجا پوچھتا ہے ‏ جناب اُسکی ہے شادان لا اُبالی

ارے دل کیون تو ایسا بے خبر ہے ‏ یہ قصہ عشق کا کیا مختصر ہے

بس اک دریار کا کافی ہے تجکو ‏ دلا پھرتا عبث تو در بدر ہے

رخِ جانان سے ہین دل سب کی روشن ‏ اُجالا ایک خور کا گھر بگھر ہے

ثناے یار مین ہون مین سخن سنج ‏ سخن اپنا ہے یا سلکِ گہر ہے

جدھر دیکھو اُٹھا کر آنکھ اپنی ‏ وہی پیارا ہمارا جلوہ گر ہے

مخاطب کر کے کہتا ہے یہ شادان ‏ کہ تو ہی یارِ من مدنظر ہے

ارے شادان تجھے جو پالتا ہے
نہین وہ بے خبر تیری خبر سے

ہمارے یار کی کیا بانکی دھج ہے
کلہ سر پر بڑی خوبی سے کج ہے

خصوصاً گائین جس مین تیری تعریف
سہانی راگنی کیسی برج ہے

بزرگون کا مقولہ ہے مجھے یاد
طواف دل کرو یہ عین حج ہے

بہت ہی راست یہ کہتا ہی شادان
نجا اُس راہ کو جو راہ کج ہے

ہزارون رنگ سے تو جلوہ گر ہی
جدہر دیکھا اُدہر تو ہی نگر ہے

نہ غفلت مین رہ ہشیار ہر دم
تجھے کچھ شوق ملنے کا اگر ہے

اُسے اب سحر کہیے یا کہ افسون
تری جو بات ہے سو پُر اثر ہے

خبر کیا یار کی ہووےگی تجکو
تو اپنے سے بھی غافل بیخبر ہے

نہین ظاہر پہ ہے گھٹ گھٹ مین موجود
کہین کیا ہم کہان ہی وہ کدہر ہے

جو ہے بیفیض اُسکو کیا کہون مین
وہ اس گلشن مین نخلِ بےثمر ہے

ہی اُس ابرِ کرم کا لطف شادان
کہ ہر اک قطرۂ نیسان گہر ہے

موحّد ہے تو یکتائی سے مت ٹل — نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے
بُرائی مین نہ کہہ ہرگز قدم تو — بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے
ہمین کیا کام ہے دونون جہان سی — ترا ملنا ہمارا مدعا ہے
نپوچھہ احوال تو کچھہ انتہا کا — تڑپنا عاشقی مین ابتدا ہے
فدا ہون دل سے تجھپر چشم بد دُور — ترا مکھڑا میان کیا خوشنما ہے
نکیجو اپنے دامن سے جُدا تو — ہمین تو یار تیرا آسرا ہے
سکندر شاہ تم دنیا مین دائم — رہو قائم ہماری یہ دعا ہے
شجیع اور تم سخی ہو اور عادل — یہی چرچا تمہارا جابجا ہے

ارے شاد ان نہ ڈر ہرگز کسی سے
کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

ہزارون تجھپہ شیدا ہین قمر سے — کرورون تجھپہ غلطان ہین گہر سے
بڑی اُمید مین رکھتا ہون تجھہ سے — کرامت تو مجھے اپنی نظر سے
سراسر رحم تو کرتا ہے پیارے — ہزارون سہو ہوتے ہین بشر سے
زوال اُسکو کبھی ہوتا نہین ہے — اُٹھے جو یاد مین تیری سحر سے

نہین چھپتا ہے جون بادل مین خورشید
اگر پنہان کہو پیدا وہی ہے

گل و بلبل فقط کہنے کو دو ہین
وہی گل بلبلِ شیدا وہی ہے

حباب اُسکی بہت ہے لا اُبالی
جسے کہتے ہین بے پروا وہی ہے

نہین رکھتا ہون اُس بن دوسرا مین
کسیکا کوئی ہو میرا وہی ہے

نہین اس مین تو کچھ اغراق ہرگز
جو میرا یار ہے مولا وہی ہے

سمجھ کر بوجھ کر دیکھا جو شادان
سبھی ہین خوب پر اچھا وہی ہے

ہمارے دل کا تو پیارا وہی ہے
چمکتا دیکھ لے تارا وہی ہے

صفت پانی کی کیا کہیے زبان سے
وہی میٹھا ہے اور کھارا وہی ہے

اُسیکا نور پھیلا ہے جہان مین
نظر کر دیکھ مہ پارا وہی ہے

رہے پھولون مین جیسے باس پیاری
وہی ہے سب مین اور نیارا وہی ہے

نکر اس راز کو شادان تو ظاہر
وہی ہے بزم آرا وہی ہے

جدھر دیکھو اُدھر جلوہ ترا ہے
نہین خالی ہر اک شے مین بھرا ہے

اگر سو طرح سے کوئی کہے کچھ
وہ ہوگی اُسکے جی مین جو ٹھنے گی

قدم تک تیرے اس حیلہ سے پہونچے
حنا اے یار پس پس کر سنیگی

ہماری تو لگن لاگی ہے تجھ سے
بھلا تیرے سوا کس سے بنے گی

مچلنا شوخ کا آفت ہے شادان
جو رُوٹھے گی پری کیونکر منے گی

لگن لاگی ہماری ہے صنم سے
ملے گا آگے وہ اپنے کرم سے

مناؤ مین یار جھائین کیونکر اُسکو
نہین کچھ طور بن آتا ہے ہم سے

کسی بھی راہ سے ملنا ہو اُسکا
محبت ہے ہمین دیر و حرم سے

ارے دل مین تجھے کہتا ہون ہر دم
اُسے مت بھول ہرگز اپنے دم سے

یہی ہے مدعا صاحب ہمارا
جدا مت کر ہمین اپنے قدم سے

سمائے کب ہزارون دفترون مین
ثنا تیری اگر لکھین قلم سے

کرم کر اپنے شادان پر الٰہی
غنی کر دے اُسے دام و درم سے

ہزارون رنگ مین دیکھا وہی ہے
وہی ہر گھر مین ہے ہر جا وہی ہے

تلاطم جب کہ ہو دریا مین پیدا
تجاوز تو نکر ساحل سے اپنے

جو دل سے چاہتا ہے وصلِ جانان
اُٹھالے ہاتھ تو حاصل سے اپنے

یہی ہے بات جو کہتا ہون تجھ سے
تو روگردان نہو مقبل سے اپنے

تجھے کیا فائدہ ہے دوسرے سے
لگن دلکی لگا مائل سے اپنے

نہ پوچھا اُسنے بھی افسوس شادان
بڑی امید تھی قاتل سے اپنے

کرم اب حال پر کیجے ہمارے
کہ کہلاتے ہین دل سے ہم تمہارے

نہ ترسا مجکو مین بندہ ہون تیرا
محبت سے تو باتین کر پیارے

خوشی سے آنکھ بھر کر تجکو دیکھون
کبھو تو میرے گھر مین بھی تو آرے

بلاشک جنکا تکیہ ہے خدا پر
خدا نے کام سب اُنکے سنوارے

ملین ہر طور سے اپنے پیا سے
پھرین ہین کھوج مین سب چاند تارے

ہزارون رنگ سے وہ جلوہ گر ہے
ارے شادان تو کر اُسکے نظارے

ہماری یار سے اچھی بنے گی
چھنے گی اُس سے اور گاڑھی چھنے گی

خیالِ و وہم سے ہیگا وہ برتر — نشان کیا دیجے اُسکا بے نشان ہی

بہت غمگین تھا وہ مدت سے لیکن
ترے ملنے سے شادان شادمان ہی

لگی جبسے مرے جی کی لگن ہے — قرارِ دل ہے وہ روحِ بدن ہے
ہدایت سے تری ہے رہنمائی — وہی ہے راست جو تیرا چلن ہے
عجائب رنگ ہین قدرت کے تیری — جہان دیکھو وہان تیرا چمن ہے
ترے ہی نور کا ہے سب اُجالا — توہی تو ایک شمعِ انجمن ہے
اُسے آغوش ہین کسطرح لیجے — کہ نازک گل سے اپنا گلبدن ہے
تری ہر بات میٹھی کیون نہووے — ثناخوان تیرا ہر شیرین سخن ہے
بغیر از راستی و نیک ورزی — نہین چلتا وہان کچھ مکر و فن ہے

ضرورت ہمسفر کی کیون ہو شادان
رفیقِ راہ جب یادِ وطن ہے

تجھے مین چاہتا ہون دلسے اپنے — جُدا مت کر مجھے محل سے اپنے
ارے جاہل تجھے اورون سی کیا کام — غرض رکھہ مرشدِ کامل سے اپنے

مجھے تسکین اب تجھ بن کہان ہے	جہان تو ہے مرا دل بھی وہان ہے
نہین ہے اُس سے کوئی جاے خالی	وہ ہرجائی جہان دیکھو تہان ہے
اُسیکے دم سے آبادی ہے ساری	اُسیکے لطف سے بستا جہان ہے
جو چاہا تو نے سو وہ ہی کرے گا	ہمین تو یار اِسکا امتحان ہے
نشانِ بے نشان کیونکر ملے گا	مکان اُسکا کہان ہے لامکان ہے
کہان تک شکرِ نعمت اُسکا کیجے	مرا صاحب تو مجھپہ مہربان ہے
اجی ہر گھٹ مین ہے اُسکا ٹھکانا	نہان کیونکر اُسے کہیے عیان ہے
سماتا تو نہین دونون جہان مین	تری تعریف خارج از بیان ہے

جو تیری ہے رضا وہ ہی ہے اپنی
بہر صورت یہ شادان شادمان ہے

نہان ہے تو مگر سب پر عیان ہی	جدھر سُنیے اُدھر تیرا بیان ہے
مشایخ اولیا سب ڈھونڈتے ہین	پتا ملتا ہے کسکو تو کہان ہے
سماتا ہے کہان کوزے مین دریا	ہزارون وصف تیرے اک زبان ہے
نہین مطلب ہے ہمکو دوسرے سے	کہ جسپر ہم ہین عاشق جاودان ہے

نگاہِ لطف کر اکدن ادھر بھی
اُٹھائین جس سے ہم کچھ تو ثمر بھی

ارے صاحب ترا بندہ ہون دلسے
کریگا حال پر میرے نظر بھی

پرائے حال کی ناحق پڑی ہے
تو رکھتا ہے میان اپنی خبر بھی

ہنرمندونکو رکھتے ہین معزز
نرہ تو بے ہنر کر لے ہنر بھی

کرونگا فرش مین آنکھون کو اپنی
کبھو کوچے مین میرے کر گزر بھی

ترے آنے سے جوہی میری گھر مین
کہین دیکھی نہ یہ شام و سحر بھی

پھرے دن یار کے آنے سی شادان
کبھو دیکھی تھی یہ شام و سحر بھی

دلا کب تک یہ تیری خاکباری
خدا کی دیکھہ تو حکمت طرازی

ترا تو نام ہے ستار و غفار
تو کر بندون کی اپنے سرفرازی

قیامت ہے کیسی زلف کا طول
شب ہجران کی جیسے ہو درازی

تمہاری یاد سے خالی ہے کوئی
خراسانی عراقی یا حجازی

کہین گل ہے کہین لالہ کہین سرو
اُسی صانع کی ہے سب کارسازی

ارے شادان یہ سُن رکھہ کان دھر کے
نکر تو نازوان ہے بے نیاز ہی

اے دل دیکھ یہ قدرت خدا کی
کہ مین نے جان ہی اُسپہ فدا کی

اسی مین دو جہان کی ہی بھلائی
اے دل جی سے طاعت کر خدا کی

مرا تو ایک وہ ہی آشنا ہی
مین چھوڑون کیونکر الفت آشنا کی

نپوچھو اُسکی شانِ بے نیازی
ہزارون بار مین نے التجا کی

محبت بیوفاؤن سے نکرنا
محبت چاہیے اُس باوفا کی

تجھے مین ہر گھڑی کہتا ہون شادان
تو کر لے بندگی حاجت روا کی

نکر ایسا کہ ہووے جگ ہنسائی
وہی کر کام جس مین ہو بھلائی

کرینگے لوگ سب بدنام تجکو
خدارا چھوڑ دے اب خود نمائی

خجل ہون دیکھ مین اعمال اپنے
مجھے کب ہو ترے در تک رسائی

ہمارا ذکر کیا ایسے ہزارون
ترے در پر کرین ہین جبہہ سائی

مہ و خورشید روشن ہین تجھی سی
مسلم ہے تجھے تیری خدائی

جو تیرے وصل کا مشتاق ہو نین
سہی جاتی نہین اک پل جدائی

صنم پر اپنے ہر دم جان و دل سی
تصدق ہے یہ شادان اور فدائی

جدھر دیکھو گھٹا ہے خوب چھائی
یہ چمک بجلی کی سمجھے چونک کر سب
برسنے مین نکر تو دیر اے ابر
خدا کے حکم سے آویگا وہ ابر
برسنے دو کہ جنگل ہووے جل تھل
مرادین مانگتے تھے جو خدا سے

مناؤ عیش اب برسات آئی
صنم نے جب جھلک اپنی دکھائی
سکندر شاہ کی تجکو دُہائی
کہ آویگی نظر اُسکی خدائی
نہ ٹوکو کیون جھڑی ایسی لگائی
اُسیکے فضل سے ایک اک برآئی

محبت مین کرون کس کس سے شادان
سوا اُسکے نہین دل مین سمائی

محبت دل سے رکھتے ہین تمہاری
ہمین ہین عاشق صادق تمہارے
ترے صدقے نہو اے یار خاموش
یہی ہے شرط جب تک دم مین دم ہے
ترے محکوم سارے تاجور ہین
رہے ہے منتظر ہر صبح شادان

رکھو کچھ شرم تم بھی تو ہماری
ہمین کرتے ہین دل سے جان نثاری
تری باتین مجھے لگتی ہین پیاری
نچھوڑونگا تری اے یار یاری
تجھے زیبا ہے سبکی تاجداری
چلے گی کب ادہر باد بہاری

تری ہے ذات ایسی سب مین شامل
کہ جیسے آب ہر گوہر مین آئی

نہین تو کون اُسکو پوچھتا تھا
چمک تیری مہ الانور مین آئی

تھکے لکھ لکھ کے سارے لکھنے والے
حقیقت کب تری دفتر مین آئی

نظر کر اُسپہ جو مبدا ہے اِسکا
کہان سے روشنی اختر مین آئی

رکھا صاحب نے جسکے تاج سر پر
جہانکی خوبی اُس افسر مین آئی

خدا کے فضل سے کہتا ہے شادان
خوشی ساری اسی کشور مین آئی

مری آنکھون مین پیارا پھر رہا ہے
فلک پر جون ستارا پھر رہا ہے

نہان جو آنکھ کے پردے مین ہیگا
نظر کر آشکارا پھر رہا ہے

ترستا ہے ترے ملنے کو عاشق
تو اب کیون اُس سے نیارا پھر رہا ہے

چھبیلا چُلبلا کہتے ہین جسکو
وہ دیکھو ماہ پارا پھر رہا ہے

مثالِ سایہ ہم ہین ساتھ اُسکے
جدہر پیارا ہمارا پھر رہا ہے

بجسے کہتے ہین شادان مدتون سے
تری خاطر بچارا پھر رہا ہے

کہان تک تجکو مین سمجھاؤن شادان
ہنر کا وقت ہے لے بے ہنر لے

کوئی قدرت کا کیونکر انت پاوے
ہزارون رنگ پل پل مین دکھاوے
نظر کر مہر کی ایسی خداوند
جہان کی ساری کُلفت جس سے جاوے
قرار آجاوے سینے مین مرے تب
حکایت اُسکی کوئی جب سُناوے
جواہر مین اُسے تولون سراسر
پیارے کو مرے جو لا ملاوے
زمانے کو ہو جس سے چین آرام
الٰہی ساعت ایسی نیک آوے
نہو جس دل مین تو وہ دل ہے سُونا
وہی ہے دل کہ جسمین تو سماوے

جو دل مچلے تو بہلانا ہے آسان
کوئی روٹھے کو شادان کیا مناوے

عجب اک حور اپنے بر مین آئی
مسرت آج میرے گھر مین آئی
کھُلا تھا در جو چشم شوق کا آج
پری بے پردہ ہو اُس در مین آئی
کہا رندون نے جان آئی بدن مین
صراحی سے جو مے ساغر مین آئی
تجلی اُسکی مثلِ برقِ تابان
یکایک چشم کے منظر مین آئی

صنم آیا مرے برمین ادا سے — اگر حاسد جلے میری بلا سے
نظر کب ہمکو ہے شوخی پر اُسکی — ہمین ہے کام اپنے مدعا سے
کبھو میلا نہ کر آئینۂ دل — کبھو بیگانہ مت ہو آشنا سے
کبھی تو رحم آجائیگا اُسکو — نہ غافل ہو خوشامد سے دعا سے
محبت چھوڑ دے ساری جہانکی — محبت دل سے رکھہ اپنے خدا سے
تری مشکل کے ہووین جتنے عقدے — کشائش چاہ تو مشکل کشا سے

نظر بھر تجکو دیکھے گا کبھو تو
ارے شادان لگا دل دلربا سے

ارے دل یار کو اب پیار کر لے — جو لینا ہے تو دریا سے گہر لے
رہائی جب سے اب ہووگی تیری — اُسیکا نام تو شام و سحر لے
سوا تیرے نہین ہے کوئی اپنا — ہمارے حال کی اب تو خبر لے
نگہ افضل سے ہے اُسکی کیمیا سے — اُسیکی چشم سے فیضِ نظر لے
نہین تو ہاتھ سے جاتا ہے ہنگام — میان کچھ بو کے اب تو بھی ثمر لے
رخِ رنگین جانان پر نظر کر — چمن کے پھولون سے دامن کو بھر لے

ہمارا یار آتا ہے نکراب دیر تو اتنی
لگی ہے آگ پروانے کی دلمین تیری چاہت سے

ارے ساقی ہمین دے ساغر صہبائے انگوری
ہوئی ہی سوختہ دیکھے سی تیرے شمع کافوری

پھڑکتی آنکھ جو بائین تھی اُسکا یہ شگون دیکھو
ملا شادان سے آکر وہ صنم در عین مجبوری

کہان بلبل صفت کنجشک زیب باغ ہوتی ہے
مگس کب مثل پروانہ سراپا داغ ہوتی ہے
رقیب روسیہ کی سے نہ تو تصویر حسن میری
مرقع مین نہایت زشت شکل زاغ ہوتی ہے
وہان دل چاہتا ہے دیکھنے کو اُس سہی قد کو
جہان برسات کے موسم مین شکل راغ ہوتی ہے
کوئی تو چاہتا ہے سرخ جوڑا اور کوئی دھانی
سبھونکو عید کے دن خواہش صباغ ہوتی ہے
کہان وہ دن کہ شادان بھیجتے تھے خط یہ خط ہمکو
مہینون مین کہین چٹھی کوئی ابلاغ ہوتی ہے

ہمیشہ یاد رکھتا ہون اُسے مین جاگتے سوتے	مجھے دلدار سے اپنے محبت ہی اجی دُونی
لگی ہے دُور آنکھونکی تری آنکھون سی جو ہر دم	یہ ہے امید الفت سے کہ ہووے اسمین افزونی
ہر اک موسم مین ہر اک چیز کی تاثیر ہوتی ہے	مزہ دیتی ہین سرما مین سبھونکو پھریان بھونی

جنون اپنا نرالا ہے زمانے بھر سی ای شادان
ہمارے سامنے چلتی نہین مجنون کی مجنونی

ہماری آنکھ مین کیا خوشنما دلبر کی صورت ہی	کہ جون قطرہ صدف مین دیکھیے گوہر کی صورت ہے
نہو تار نظر جسطرح باہر چشم بینا سے	نظر مین رات دن یون اُس پری پیکر کی صورت ہے
اُٹھے جسطرح سے بحر روان مین موج پانی کی	یونہین سرکار کی تلوار مین جوہر کی صورت ہے
اُدہر لالے کے دلپر داغ ہی تیری محبت مین	تو نرگس بھی اِدہر شبنم سے چشم تر کی صورت ہے
کرامت بولنے سی ہی وگرنہ بت کو کیا کہیے	نہ بولے گر کوئی انسان تو پتھر کی صورت ہے

خدا کی دین ہے لازم ہے اسکا شکر ای شادان
تمہارے ہاتھ پر جو خال ہے اختر کی صورت ہے

نہین لازم ہے ہمکو ایکدم اُس یار سی دُوری	لگے رہیے جو خدمت مین تو ہو پھر بندگی پوری
اُٹھے غافل نرہ غافل کہ ہی یہ وقت محنت کا	کریگا جو کہ مزدوری ملیگی اُسکو مزدوری

تیرا احسان جو کچھ ہے وہ میرا مو بمو جانے
کسیکا راز در پردہ کہان معلوم ہوتا ہے
کرامت ہے اگر کوئی کسی کی آرزو جانے
نہین ہے کام ہر اک کا کہ ایسی منزلت پاوے
جو کارِ نیک جانے بھی تو کوئی نیکخو جانے
اُٹھاتا ناز ہے اُسکا تو کہتا ہے یہی شادان
جو میرا حال ہے دل کا وہ میرا خوبرو جانے

مری حرفِ محبت کو وہ یون نامی سے دہوتا ہے
سیاہی جیسے خامی کی کوئی خامہ سے دہوتا ہے

محبت ظاہری اور باطنی مین فرق ہے نادان
دلونکا داغ کب جاوی جو تو جامے سی دہوتا ہے

نکہ تو بات جاہل سی نہوتا کوئی شر پیدا
جو دانا ہے وہ اپنا ہاتھ ہنگامی سے دہوتا ہے

ارے شادان کدورت دل سی اپنی تو بھی دہو ایسی
کہ جون دہوبی سراسر میل عمّامے سی دہوتا ہے

صنم تیری محبت کی گلی کیونکر رہے سونی
کہ تیرے در کی آگے ہم لگا بیٹھے ہین اب دہونی

ہزارون نعمتون سے ہی وہی بہتر اگر سمجھو
جو اُسکی یاد مین کھاؤ تو نعمت ہی یہی چونی

کرم کے جس گھڑی کھلتے ہین در اُسوقت کیا کہنا
کہین انعام ہوتا ہے کہین اکرام ہوتا ہے

مبارک کہیے اُسد انکو گھڑی ہی بھگھڑی وہ ہی
میسر دیکھنا تیرا جب اسے گلفام ہوتا ہے

حقیقت اُسکی تم شاداں کر دلسی ہی اجی پوچھو
میان عاشق و معشوق جب پیغام ہوتا ہے

ارے دل باولے میرے محبت یار سی کر لے
تو سب با تو نکو تج دے اور سخن دلداری کر لے

کہین سوتا بھی سوتے کو جگاتا ہی سُنا تو نے
محبت چھوڑ دے بیہوش ہی ہشیاری کر لے

تغافل کر کے مت سو اور ندی ہاتھوں سی وقت اپنا
لڑائی آنکھہ کی تک طالع بیداری کر لے

نہین ہی یہ طراوت آبجو مین اور سبزے مین
تو اپنی آنکھہ ٹھنڈی یار کے دیداری کر لے

مضرت صحبت بد کی ہے ظاہر شکل آئینہ
جدائی تجھ سے جتنی ہو سکی اغیار سی کر لے

مزاج اُس نازنین کا ہی بہت نازک اری شاداں
نہ روٹھے وہ کہین تجھ سے تو باتین پیاری کر لے

کسیکی ہے کہان قدرت حقیقت اپنی تو جانے
کہ جیسے کیفیت پانی کی جانے تو سبو جانے
ہزارون گر زبانین ہون نہو تو بھی بیان اسکا

تو ہو عاشق اُسی خور کا کہ روشن ہو سحر جس سے
تو رہ محتاج اُس ابر کرم کی فیض بخشی کا
صدف مین آبرو رکھتا ہے اے پیارے گُہر جس سے
بتا دوے کیا کسیکو راہ نابینا جو ہو رہبر
اُسے کب ہے خبر اپنی تو پوچھے ہے خبر جس سے
نہ بھولا چاہیے احسانکو اُسکے جو کہ محسن ہو
سمجھتا رہ اُسے ہر آن سیکھا ہو ہنر جس سی
کہین خارِ مغیلان بھی ثمر دیتا ہے لے شادان
تو بوے تخم نیکی کا کہ پیدا ہو ثمر جس سے

پیارے دام الفت سے ہی تو تو رام ہوتا ہے
ہزارون غوطے کھانے سے کہین ہاتھ آتی ہین موتی
کسی کے کہنے سُننے کی یہان ہرگز نہین حاجت
نہین آینکا ہاتھ اے مہربان وہ شوخ گھر بیٹھے
میانِ عاشق معشوق اک دل ہو بہم گل ہین

ترے ہی رام ہونے سی ہمین آرام ہوتا ہے
بغیر از جانفشانی کیا میان کچھ کام ہوتا ہے
جسے تو چاہتا ہے اُسکا نیک انجام ہوتا ہے
جو وحشی ہو مشقت سی شکار دام ہوتا ہے
مزہ اُسوقت ہوتا ہے کہ دَورِ جام ہوتا ہے

دُر اُسکے کان کا سو سو طرح سے دل پھنساتا ہے
نہایت زیب دیتا ہے کہوں کیا اُسکی زیبائی
شگفتہ غنچۂ دل ہو گیا شادان کا عشرت سے
خبر گلرو کے آنے کی صبا جو صبحدم لائی

ہمارے دلکو سونا سے ہر دم لبھاتا ہے
دل اُسکی دھوم پر مست جا لپٹا اُسکی دامن سے
شگون اسبات کا ہمنے پھڑکتی آنکھ سے دیکھا
نہین ہے گُن کوئی ہم مین مگر کچھ لطف سے اپنے
پھنسا ہے زلف کے پھندے مین جو دل اُس پر نثار اپنا

جو شوخی ہمسے کرتا ہی ہمین وہ شوخ بھاتا ہی
ہے اپنی حسن پر مغرور تب وہ ہمین مچاتا ہے
سراپا ناز سے دلبر ہمارا آج آتا ہے
وہ ہمپر ریجھتا ہے اور خود ہمکو رجھاتا ہے
تو دیکھ احوال عاشق کا وہ ہر دم مسکراتا ہے

برنگ غنچہ دلکو جون صبا وہ کھول دیتا ہے
صنم کی بات شادان جو کوئی آ کر سناتا ہے

حذر کر ایسے پتھر سے کہ پیدا ہو شرر جس سے
الگ رہ ایسے مفسد سے کہ اُٹھے شور و شر جس سے
نرہ خفاش سا تو کور ہی باطن سے نابینا

عجب موسم ہے یہ دیکھو جدہر کیا رنگ ہولی ہی
رچا یا رنگ کیا اسکندرِ دوران نی ہولیکا
لڑا کر آنکھہ آپس مین تبسم کرتے ہین گلرو
ہمارے شاہ نے کیسی مچائی دھوم ہولی کی

جدھر سنیے اُدہر سو سوطرح کی بولی ٹھولی ہے
کہ غنچے کی گرہ یکسر صبا نے دلسی کھولی ہے
کہون کیا لطف اس رُت کا جدھر دیکھو ٹھٹولی ہے
پڑا ہی رنگ ایسا ہر حسین کی بھیگی چولی ہے

گلال اور قمقمونکی کسطرح سے دہوم ہی شادان
نہین خالی جدہر دیکھو بھری ہر اک کی جھولی ہے

زمانے مین کسی نے اُسکی مت ابتک نہین پائی
وہی صاحب ہمارا ہے ہماری اُس سے بن آئی
دوتا ہیگا فلک سجدے مین اُسکے سرنگون ہوکر
وہ یکتا ہے خدائی مین کہون کیا اُسکی یکتائی
جدھر تو دیکھتا ہے ہوش لیجاتا ہے عالم کے
یہ عالم ہے تری آنکھون کا عالم ہے تماشائی
سراپا سروقامت کا سراسر دل نہ لی کیونکر
سمایا ہے ہماری آنکھہ مین دلبر برعنائی

نہ کوئی دل کا محرم ہے نہ کوئی اپنا ہمدم ہے
کہانی جو کہ تیری ہے کہوں کس سے سنوں کس سے

معلم تو دو عالم کا ہے تیرا نام عالم ہے
جو ہو تعلیم لینی تو سوا تیرے میں لوں کس سے

نظر بھر کر جسے دیکھا لیا بس دام میں اسکو
تری نظروں میں جادو ہے یہ سیکھا ہی فسوں کس سے

لگن جب لگ گئی تجھ سے کسی سے پوچھنا پھر کیا
شگون جب ہو گیا پورا تو اب پوچھوں شگوں کس سے

ترا ہی نام ہے جگ میں تجھی کو مانتے سب ہیں
کیا ہے کام جو تو نے بن آیا ہو گا یوں کس سے

اندھیری رات فرقت کی وہی کاٹے جو عاشق ہو
بغیر از کوہکن کٹتا ہے کوہ بیستوں کس سے

نہیں ثانی ترا کوئی کہ جس سے اپنا مطلب ہو
یہی شاداں کا کہنا ہے کہ تیرے بن ملوں کس سے

خدا کے فضل سے شادان کی آرزو یہی
رہے ہزار برس برقرار سالگرہ

ردیفِ یاے تحتانی

سحر خورشید مشرق سی یکایک جب نکلتا ہے
اُسیکی روشنی سے جو گرا ہے وہ سنبھلتا ہے

اگر سو بات کیجے غیر سے لذت نہین ملتی
ہمارا تو اُسیکی گفتگو سے جی بہلتا ہے

جو ہم محکوم ہین اُسکی تو کیا حاجت ہے کہنے کی
ہمارا زور اُسکے سامنے کیا کچھ بھی چلتا ہے

ہمارا وہ ہٹیلا ایسی ہٹ کرتا ہی کیا کہیے
اگر بہلائیے سو طرح سے وہ کب بہلتا ہے

تماشا دیکھتا کیونکر کہ تھا مین خواب غفلت مین
جو ہو وے نیند کا ماتا وہ آنکھین اپنی ملتا ہے

دو رنگی چھوڑ دے یکرنگ ہو جا آدمیت سے
کبوتر کی طرح سے رنگ کیون اپنا بدلتا ہے

اُسیکے واسطے کہتے ہین شادان تخم نیکی بو
جو بووے تخم نیکی پھولتا ہے اور پھلتا ہی

جو کچھ احوال ہے میرا سوا تیرے کہون کس سی
تو ہی بتلا کہ مین تیرے سوا مانوس ہون کس سے

دل دیوانہ تجھے کہتا ہون کچھ اب تو سمجھ
بھولتا کیون ہے تو اس راہ کو مطلب تو سمجھ

چڑیان چگ جائینگی جب کھیت تو پھر کیا حاصل
صبح کو ہو ویگا بیدار سر شب تو سمجھ

بات اب بھی جو نہ سمجھے تو عجب مو رکھہ ہے
جب لگے چوٹ تری دلکو میان تب تو سمجھ

روٹھتا کیون ہے اگر دیکھی ہی تقصیر مری
تجکو سمجھاتا ہون سو ڈہب سے کسی ڈہب تو سمجھ

دل نادان مری اتنا بھی نہو تو گمراہ
جب کرون مین تجھے آگاہ بھلا جب تو سمجھ

باادب رہ کہ ہو جس سے ترا مقصد حاصل
بے ادب ہو وی ہے کیون اپنا تو منصب تو سمجھ

ہاتف غیب سے آئی یہ ندا اے شادان
شبھ گھڑی آتی ہی کچھ گردش کو کب تو سمجھ

شہ دکن کو مبارک ہزار سالگرہ
خوشی سے آتی رہے بار بار سالگرہ

فلک کے دور مین شمس و قمر ہین جب تک
کیا کرے وہ سدا بیشمار سالگرہ

اگرچہ دور بہت گزرے بادشاہو نکے
نہ دیکھی ایسی کوئی باوقار سالگرہ

نثار ہو گئے اختر فلک کی سب اُسوقت
دم سحر جو ہنی نامدار سالگرہ

ہجوم زہرہ جبینان ہے چو طرف دیکھو
ہزار رنگ سے دے ہی بہار سالگرہ

مثال سدّ سکندر شہ سکندر کی
رہے جہان مین سدا اُستوار سالگرہ

کھلین گرہین ہزارون مقصدون کی | ہوئی شاہِ دکن کی جب برس گانٹھہ
یہ کہتے رہتے ہین سب آرزو مین | اجی آویگی شہ کی کب برس گانٹھہ
سکندر شاہ پائین خضر کی عمر | دعا دے دیکے گائین سب برس گانٹھہ
شمار اُسکا ہزارون سال ہو جب | گنونگا شاہ کی ہین تب برس گانٹھہ
تمنا اور خوشی رہتی ہے سب کو | کہ یارب آئیگی کس شب برس گانٹھہ

خوشی کرتا ہے شادان شاد ہوکر
کہ برلاویگی سب مطلب برس گانٹھہ

ذائقہ دیتا ہے کھانے مین کبابِ فاختہ | لیک مشکل ہی کوئی کھینچے شرابِ فاختہ
جسکے دل سے ہولگی اُسکا مزہ جانے وہی | سرو کے دل سے کوئی پوچھے شبابِ فاختہ
حرف رکھنا نام پر اُسکے خطا ہی یہ عظیم | حق نے بخشا لطف سے اپنی خطابِ فاختہ
کیا کرے پیوند کھا دیکا کوئی کمخواب پر | زاغ سے آتا ہے کب بایرو جوابِ فاختہ
جو کہ ہو عاشق کسیکا اُسکے دل سے پوچھیے | ہے جو یہ سیماب آسا اضطرابِ فاختہ
تو بھی عاشق ہو کسیکا تب خبر ہووے تجھے | پوچھ اپنے دل سے کچھ تعبیرِ خوابِ فاختہ
عشق کے آگے ارے شادان کوئی کیا آڑے ہو | ہاتھ اُسکا ہو نہین سکتا نقابِ فاختہ

لیتے ہین باہنر کو جواہر ہین تو لکر
کچھ تو ہنر بھی سیکھ میان بے ہنر نہو

ابتر اُسے کہینگے سبھی عاشقون کی بیچ
اے یار تیرے رنگ مین جو تر بہتر نہو

چمکین حسین ہزار پہ شادان کا ہے یہ قول
تیرا نظیر کوئی بھی رشکِ قمر نہو

اگر یہ لطف میسر ہو کیا تماشا ہو
کہ ہم ہون یار ہو ساقی ہو جام و مینا ہو

بھرا ہے کون و مکان مین ہوا کی صورت سے
اُسیکا دیکھیے جلوہ جو چشم بینا ہو

سمجھ کے فضلِ الٰہی کر اُسکا شکر ادا
تجھے جو دولتِ دنیا یہان مہیا ہو

شرابِ عشق سے سرشار گرچہ ہون ساقی
پلادے جام مجھے نشۂ دوبالا ہو

ہر ایک راہ مین چلتے نہین ہین تیری سے
قدم سنبھال کے رکھ جا جو پست بالا ہو

حجاب کا نہین موقع ہے اس جگہ شادان
تو اُس سے مانگ جو دل مین تری تمنا ہو

ردیفِ ہائے ہوز

ہوئی ہے شاہ کی جواب برس گانٹھ
رہے قائم سدا یارب برس گانٹھ

کب مرے گھر مین تو الفت سے چلا آویگا
ایک مدت سے اُسے ڈھونڈ رہا ہون گھر گھر

بس یہی آرزو اے سرو روان ہی مجکو
کوئی بتلا دے مرا یار جہان ہے مجکو

یون دل وجان سے کہتا ہے ہمیشہ شادان
تیرا ملنا ہی صنم راحت جان ہے مجکو

کسطرح ہونگے تری وصل سے ہم سیر کبھو
گردش چرخ سدا یون ہی چلی جاتی ہے
عشق بازون ہی سے پوچھے کوئی اُنکی جوہر
مرد کا کام بھی نامرد کہین کرتا ہے

تجھسے کہتے ہین جو ملِ کہتا ہی تو پھیر کبھو
جون رہٹ کا ہو گھڑا پیش کبھو زیر کبھو
(دولاب)
ابروے یار سی دیکھی بھی ہی شمشیر کبھو
لومڑی ہوتی ہے صحرا مین بھلا سیر کبھو

تیرا مشتاق سدا رہتا ہے دلسے شادان
اُس سے ملنے مین مری یار نکر دیر کبھو

بیکار ہے گہر اگر آبِ گہر نہو
پیشِ نظر رہے یہ مقولہ حکیم کا
اُس سے بھلا ہے زہر کہ رکھتا ہی وہ اثر
ایسی بڑائی کام کچھ آتی نہین ولا

کس کام کا ہے دل جسے اپنی خبر نہو
کیجے وہ کام یار کہ جس مین ضرر نہو
شیرین سخن وہ ہیچ ہے جسمین اثر نہو
سرسبز مثل سرو جو ہو اور ثمر نہو

جون تارِ نظر اُسکو جُدا دیکھہ نہ شادان
پُتلی کی طرح آنکھہ مین رکھہ پردہ نشین کو

سلطان کے گھر مین اب ہنڈولا جھولو — موسم آیا ہے سب ہنڈولا جھولو
بن ٹھن کے سب اپنے اپنے گھر سے آکر — دیکھے جب شاہ تب ہنڈولا جھولو
گھر مین اُس شہ کے جو سکندر ہیگا — بیساختہ روز و شب ہنڈولا جھولو
ہر ایک کہے ہے مُسکرا کر جی مین — سب بیٹھ کے با ادب ہنڈولا جھولو
جب ہووے جھڑی تو خوب ساون گا کر — ہل ہل کے باطرب ہنڈولا جھولو
دیتی ہے دعا تمام خلقت تمکو — ہر شب کو بفضلِ رب ہنڈولا جھولو

شادی رہے نت گھر مین تمہارے اور عیش
شادان ہو تم اس سبب ہنڈولا جھولو

نام کا تیرے سبق وردِ زبان ہے مجکو — ہووے گی میری نجات اس سے عیان ہی مجکو
دیر ملنے مین نہ کر اتنی کہ مین ہون بیچین — بن ترے چین مری جان کہان ہی مجکو
آزمائش تجھے منظور جو تھی کی تو نے — تسپہ کہتا ہے ابھی اور گمان ہے مجکو
کیون شگفتہ نہین مجھ سے ہی تجھے کیا منظور — دھیان تیرا ہی تو اے غنچہ دہان ہی مجکو

ثمر ہے تخم پر موقوف شادان
بغیر اسکے نہ ڈہونڈو تم ثمر کو

پیارے کی ہمین باتین سناؤ
ترستے نین ہین اُس بن دکھاؤ
بڑی مدت سے مجکو آرزو ہے
مرے جانان کو جا کر ڈہونڈ لاؤ
نہین منتا منانے سے ہمارے
جو روٹھا ہے اُسے جا کر مناؤ
رجہانا اُسکا ہے ہر چند مشکل
اگر ریجھے تو پھر دہومین مچاؤ
صلے مین دینگے ہم نقدِ دل و جان
صنم کو تم ہمارے لا ملاؤ

خدا کی راہ پر کہتے ہین شادان
جو بھوکا ہو کھلاؤ اور پلاؤ

جسروز سے دیکھا ہے بتِ ماہ جبین کو
لاتا نہین خاطر مین کسی اور حسین کو
اکدم کی جدائی ہے تری سال برابر
رہ پاس ہمارے تو نجا اور کہین کو
تو صاحبِ معراج ہے تو صاحبِ لولاک
رتبہ ترے قدمون سے ملا عرشِ برین کو
مشتاق تری دید کا بیتاب بہت ہے
پہنچائیو پیغام صبا یارِ حسین کو
ہان کہتے مین ہی لطف مگر سمجھی ہے دانا
لانا نہ زبان پر تو کبھی حرفِ نہین کو

جو دینا ہے سو دیدے آج مجکو
سوا اپنے نکر محتاج مجکو

تجھے اب چھوڑکر جاؤن کدہر مین
ملے تجھسا کہان سرتاج مجکو

سعادت جانتا ہون تیری خدمت
زیادہ اس سے کیا ہے کاج مجکو

ادا کب ہو سکے ہی شکر تیرا
دیا اپنے کرم سے راج مجکو

سوا تیرے نہین ہی اسکی پروا
کہ حاصل ہو سر پر و تاج مجکو

یہی ہے آرزو شادان کی بر لا
ترا دیدار ہے معراج مجکو

ہزارون ڈہونڈتے ہین اُسکی گھر کو
کہ جون غواص ڈہونڈے ہی گہُر کو

دلا کیون مفت دن کھوتا ہے اپنے
کبھو تو یاد کر اُسکی سحر کو

رہے نقشِ نگین جیسے نگین مین
تو بر مین اپنے رکھہ یون سیمبر کو

جو تیرے رنگ مین رنگے ہوئے ہین
نہین وہ جانتے ہین سیم و زر کو

ہنرمندون پہ یان موقوف کیا ہے
تو ہی پالے ہے ہر اک بے ہنر کو

پڑے ہین آنکھہ پہ پردے جنون کے
کہان پاتے ہین غافل تیرے در کو

جہان مین نور جسکا چھا رہا ہے
دیا نور اُسنے ہی شمس و قمر کو

اطاعت جان سے دل سے اگر کیجے تو حاصل ہو
نہ اُسکی دید آسان ہے نہ اُسکا وصل آسان ہے
خودی کو چھوڑ خود کو در بدر کیجے تو حاصل ہو
فریب اور مکر سے مقصود حاصل ہو نہین سکتا
مگر اپنی دعا کو با اثر کیجے تو حاصل ہو
تجھے یہ بات کہتا ہون سمجھ اور بُوجھ لے شادان
مشقت اُسکے ملنے مین اگر کیجے تو حاصل ہو

فغان کرتی ہے بلبل دیکھ گل کو
کہ تجھپر مین فدا ہون چھوڑ کُل کو
چمن مین بلبلون نے غل مچایا
بہار آئی ہے لا ساقی تو مُل کو
نہین چلتی ہے جب سیلاب آوے
تو پیش از سَیل غافل باندہ پُل کو
زبان جب بند ہو تب دل ہو ذاکر
تو رہ خاموش وے اب چھوڑ غل کو
صفائی دلکی کر جون شمع محفل
فزون ہو روشنی گر لیجے گُل کو

نصیحت راست بازون کی ہے شادان
بھلی ہے راستی تج دے تو جُل کو

دوبالا لطف ہوتا ہے صنم سی حال کہنی مین
اُسے کہیے کہ غافل کیون ہوا ہی اپنی مطلب سے
اگر تصویر جانان کی کھینچے ہاتون سی مانی کے
وہ آزادی سے پھرتا ہے جھٹک کر اپنی دامن کو
ہزارون عجز سے ہر دم جناب کبریائی مین

سُناوین حال ہم اپنا جو سرگوشی کی صورت ہو
صنم کی یاد سے جسکو فراموشی کی صورت ہو
مثالِ آئنہ حیرت سے خاموشی کی صورت ہو
گرانبار ایسے جسکو کچھ سبکدوشی کی صورت ہو
یہی ہے التماس اپنا خطا پوشی کی صورت ہو

نہین ہے صبر شادان کو صنم کی انتظاری مین
ارے قاصد تو ایسا کر ہم آغوشی کی صورت ہو

اگر شہرت کی خواہش ہے ہنر کیجے تو حاصل ہو
ثمر کے واسطے پیدا شجر کیجے تو حاصل ہو
جو ٹھنڈک آنکھ کی منظور ہے اہلِ نظر تمکو
کسیکے چاند سے رُخ پر نظر کیجے تو حاصل ہو
محبت ظاہری باتون سے گر کیجے نہین ہوتی
اگر دل مین کسیکے آپ گھر کیجے تو حاصل ہو
شمار اپنا میانِ عاشقان و ناز بردار ان

سروِ روان ہے قد مرا سروِ چمن تو مین نہین

یہ ہے سخن کی انجمن گرم سخن ہین نکتہ سنج

شادان نہ چھیڑ تو مجھے اہلِ سخن تو مین نہین

ردیفِ واو

نہین ہے چین بن دیکھے تری اے مہ لقا مجکو
درس کا مین تو پیاسا ہون درس اپنا دکھا مجکو

ہر اک کو آسرا ہر ایک کا ہوتا ہے دنیا مین
نہین ہے آسرا لیکن کوئی تیرے سوا مجکو

تسلی جسکے سُننے سے سراسر دلکو ہوجائے
حقیقت یار کی میرے ارے قاصد سُنا مجکو

ٹھکانا ایسا دنیا مین کہان ملتا کسیکو ہے
چھپا لے اپنے دامن مین کہ ہو وے جا ہے تا مجکو

اگر ڈہونڈ ونگا اب مین روشنی لیکر جہان سارا
پیارا تجھسا اے پیارے ملیگا کونسا مجکو

تجھے مین چھوڑ کر جاؤن کہان کس سے کہون پیارے
تو ہی تکیہ ہے میرا ہے ترا ہی آسرا مجکو

جسے مین چاہتا تھا دل سے اپنے ملگیا شادان
مجھے پروا ہے اب کسکی ملا ہی آشنا مجکو

صنم کے ساتھ اپنے شب جو مینوشی کی صورت ہو
الٰہی تو نکر ایسا کہ بیہوشی کی صورت ہو

اک سوا تیرے ای جہان کی یار
پیار کرتا ہے جو ہمین دلسے
اتنا ملنے مین صبر ہے کسکو

ہم کسیکے بھی یار ہوتے ہین؟
اُس صنم پر نثار ہوتے ہین
دیر سے بیقرار ہوتے ہین

پوچھہ مت وہ سرور اے شادان
ہم جو اُس سے دوچار ہوتے ہین

سبزۂ آبشار ہون کا ہِ چمن تو مین نہین
کچھہ تو چلن بھی رکھتا ہون غیر چلن تو مین نہین
تجھہ سے کرون برابری مجکو کہان یہ منزلت
عہد شکن ہو تو اگر عہد شکن تو مین نہین
گل پہ فدا ہون دل سے مین عشق مرا نہ چھپ سکی
بلبلِ خوش نوا ہون مین زاغ و زغن تو مین نہین
غیر جو کچھہ کہے مجھے سُنکے نہ کیون جواب دون
غنچہ دہن ہے تو اگر بنبہ دہن تو مین نہین
قمری باغ سے کہا چال دکھا کے یار نے

پیا جسکو چاہے سُہاگن وہی
تری بندگی مین تو ہے اک جہان

گدا تیرے در کے ہین چھوٹے بڑے
جہان تیرا مہمان ہے تو میزبان

تری حمد شادان سے ہووے ادا
کہان یاوری دے ہے اُسکی زبان

شکر اُسکا زبان سے کرتا ہون
اور دل سے دم اُسکا بھرتا ہون

ہون گنہگار اُسکا جو ہے کریم
کوئی پوچھے تو کب مکرتا ہون

معصیت مین نہ یہ ڈبو دیوین
اپنے فعلون سے مین تو ڈرتا ہون

کیون نہ سمجھون کہ دم غنیمت ہی
دم تری یاد ہی مین بھرتا ہون

اُوستادِ ازل ہے ذات تری
تیری تعلیم سے سدھرتا ہون

اک نظر دیکھ لے کہ ہون شادان
جب تری راہ سے گزرتا ہون

تخم سے لالہ زار ہوتے ہین
جون الف سے ہزار ہوتے ہین

کچھ تو سمجھے ہین تجکو ای گلِ تر
ہم گلے کے جو ہار ہوتے ہین

موجِ رحمت جو آے دم بھر مین
بحرِ عصیان سے پار ہوتے ہین

شمار جسکا نہو اُسکا کیا شمار کرون
تمام رنگ مین پچھے مگر یہ ہے یکتا
جو سنگ ہووے گران اُسکو چوم کر چھوڑو
چُرائے یار سے جو آنکھ کو وہی ہے چور
فدا ہو یار پہ تو اپنے جان سے دل سے

تری جو وصف مین مین تھک گیا اُنہین گن گن
ترے ہی رنگ مین مین نی میان رنگا باطن
وہ کیجے سعی جہانتک کہ ہو سکے ممکن
چُرائے یار جو دل کو اُسسے نہ کھہ خائن
ملے نہ تجھسے تو اسبات کا مین ہون ضامن

تمہین خبر نہین مسکن کہان ہی شادان کا
جو پوچھتے ہو تو کوے بتان کا ہے ساکن

مرا راز دل کب ہے تجھسے نہان
کوئی انتہا اُسکی پاتا نہین
بھٹکنے سے کیا فائدہ یار من
تغیر کسی طرح اُسکو نہین
دوا نے سب تجھے کیا خبر راز کی
زمین و زمان مین یون کی طرح
گنہگار بخشنے ہے اک آن مین

نمایان ہے جون آرسی مین عیان
اگر کہنے مین آئے کیجے بیان
ترے پاس ہی ڈھونڈتا ہے کہان
نظر کر کہ وہ ہے جہان کا تہان
رکھے جسطرح یار رہ شادمان
جدھر دیکھیے تو بھرا ہے وہان
وہ مان باپ سے بڑھ کے ہی مہربان

جو بات ہووے سچی بھاتی وہی ہے تجکو
بنتی نہین ہین ہرگز باتین اگر بناؤن
تجھسے وہ کب ہے مخفی جو بہ جسکے دلمین ہووے
گر جانتا نہو تو ہر طرحسے جتاؤن
ظاہر مین وہ ہی ہیگا باطن مین وہ ہی ہیگا
چھپتا نہین ہے شادان کیونکر اُسے چھپاؤن

شبانہ روز یہ آنکھین لگی درس مین ہین
نہان ہین راز اسیطرحسے پیارے کے
تری جدائی سے اک آن رہ نہین سکتے
کبھو بہار ہے گل کی کبھو ہے لالی کی
جو دُور بینی سے وہ دیکھتے تو کیون پھنستے

ہمین کہین بھی وہ لیجائی اُسکے بس مین ہین
ہزارون سیکڑون آوازین جون جرس مین ہین
نجا تو پاس سہی تجکو ہزار قسمین ہین
ہزار رنگ نئے دیکھ ہر برس مین ہین
پڑے پکارتے طوطی عبث قفس مین ہین

کوئی ہزارون مین شادان مگر ہے آزاد
جہان مین جتنے ہین چھوٹے بڑی ہوس مین ہین

سنوگی درد کی فریاد بھی کبھی اکدن
کہان ہے چین اگر پوچھیے مجھے تم بن

آئی بہار یار ہے میری نگاہ مین
ہو جسطرح سے آئینہ مین عکس جلوہ گر
آنکھین لڑی ہین جب سے مری اُس صنم کو ساتھ
سو سو طرح سے جیسے کہ ہو بحر موج زن
پھرتے تھے ہم بھٹکتے ہوئی جسکے واسطے
تو ہے رحیم تیرا بھروسا ہے روز حشر

دن دن بڑھے ہے ہی چاہ پیار کی چاہ مین
ہے نور اُس صنم کا بھرا مہر و ماہ مین
دل پھنس رہا ہے اُسکی ہی زلف سیاہ مین
یون ہے وہ شوخ جلوہ نما جلوہ گاہ مین
صد شکر ہے وہ یار ملا ہمکو راہ مین
ساری کٹی ہے عمر ہماری گناہ مین

ہے نام جسکا شاہ سکندر جہان مین
شادان رہے ہی شاد اُسکی پناہ مین

روٹھا ہے تو جو مجھ سے مین کسطرح مناؤن
قربان جاؤن تیرے کیونکر تجھے بُلاؤن
انصاف کر خدارا جب تو سُنے نہ پیارے
دلکا یہ درد اپنے مین کسکو جا سناؤن
کوئی ہنر نہین ہے جس سے تو مجھپہ ریجھے
کہہ یار میری تجکو مین کسطرح رجھاؤن

آنکھون کا تار تیری طرف ہے بندھا ہوا
تیرا ہی ذکر کرتی ہے شام و سحر زبان
جو لامکان ہے اُسکے مکان کا نہین ہی حصر
کیا کر سکے کوئی یہ تعین کہ ہے یہان
ہین باد و خاک و آتش و آب اُسکے حکم مین
پیدا ہوئے ہین کہتے ہی اک کُن کے دوجہان
کیا ہے مجال دیر کرین اپنے وقت سے
خورشید و ماہ اُسکے ہی فرمان سے ہین روان
ظاہر مین جسکو دیکھا ہے باطن مین ہے وہی
درجہ یقین کا ہو گیا کب ہے ہمین گمان
دل صاف کر کے اُسکے ٹھکانے کو ڈھونڈ تو
کیا پوچھتا ہے اُسکا نشان ہے جو بے نشان
سو سو طرح کے رنگ سے پیارا ہے جلوہ گر
قدرت کو اُسکی دیکھہ کے شادان ہی شادمان

آئینے کے مثال پڑے عکس جو ترا
مکھڑا تو پھیر یار ہماری طرف ذرا
ہے وقتِ صبح بادِ بہاری کدھر ہے تو
کہہ اُنسے یار جو کہ ہین غافل نال سے
آئینے زنگ دار مین کب مُنہ نظر پڑے

کچھ دِل سوا نہین کہ ترے روبرو کرین
دل چاہتا ہے تجھسے ذرا گفتگو کرین
گل غنچے ہو وین صحن چمن مین تو بو کرین
اب کارِ بد کو چھوڑ کے کارِ نیکو کرین
جو میل دل مین ہو وہی اُسی شست و شو کرین

شادان جنہین ہو خواہشِ سرشاریِ مدام
پیتے ہی جام کیون نہ خیالِ سبو کرین

اُسنے دیا ہے تجھکو اگر کم بہت ہی یان
کیون بھولتا ہے ہمکو تو ایشوخ نازنین
عاشق سے ملکے چاہیے ان روزون تو رہے

پانی کو تو نہ ڈھونڈ کہ شبنم بہت ہی یان
تیری تو یاد ہمکو ہر اک دم بہت ہی یان
تنہا نہ رہ کہ جاڑے کا موسم بہت ہی یان

کیون ملتجی ہون اور امیرون سے جاکے ہم
شادان بس ایک آپ ہی کا دم بہت ہے یان

اے یار تیرا وصف کرے کیا کوئی بیان
پنہان تجھے جو کہیے تو ہے سب پہ تو عیان

بہرہ ور ہین سب تمہارے فیض سے — کب کسی کے دل مین ارمان ہین
ایسا دامن ہاتھہ مین آتا ہے کب — جنکے ہم وابستۂ دامان ہین
لطف کرتا ہے جو ہمپر روز و شب — ہم اُسیکی یاد مین حیران ہین

وصفِ اسکندر ہو شادان ہمسے کیا
وہ تو سب سلطانون کے سلطان ہین

بات مجھسے یار کرتا کیون نہین — پیار اب دلدار کرتا کیون نہین
منتظر تیرا ہون مدت سے یہان — تو گذر اکبار کرتا کیون نہین
نشہ مین کیون چور اتنا ہو گیا — گفتگو میخوار کرتا کیون نہین
فرق کیا دیکھا ہماری بات مین — وصل کا اقرار کرتا کیون نہین
ساقیا کہتا ہون اپنے ہاتھ سے — مے پلا سرشار کرتا کیون نہین
تالی بجتی ہے تو دونون ہاتھ سے — عاشقون کو پیار کرتا کیون نہین

عرض یون کرتا ہے شادان یار سے
رازِ دل اظہار کرتا کیون نہین

تیرے سوا کسکی بھلا آرزو کرین — ہے کون تجھسا جسکی میان جستجو کرین

بوے گل کو اُس سے کچھ نسبت نہین
کیا نزاکت ہی بت دلخواہ مین

ڈہونڈتے تھے جسکو شادان گھر بگھر
ملگیا وہ شوخ ہمکو راہ مین

مین فدا ہون دل سے تیری راہ مین
گر ادھر پھیرا تو سال و ماہ مین

جیسے تیری زلف مین دل ہی پھنسا
راتدن گذرے ہے تیری چاہ مین

کر لے کوشش تجھسے جتنی ہو سکے
بندگی ضایع نہین درگاہ مین

مجھ مین اور تجھ مین تفاوت ہے یہی
فرق ہی جتنا گدا و شاہ مین

مھر بھی پھرتا ہے تجھکو ڈہونڈتا
داغ تیرے عشق کا ہے ماہ مین

دلکو الفت چاہیے یون یار سے
جون کشش ہو کہربا اور کاہ مین

کیون تو اے شادان ہی غفلت مین پڑا
یار بستا ہے دل آگاہ مین

سب تمہارے تابعِ فرمان ہین
تم پہ سارے ماہرو قربان ہین

لیکے چھوٹے سے بڑے تک روزِ عید
شاہ کے سب بندۂ احسان ہین

ہین جہان مین جسقدر برنا و پیر
آپکے گھر مین سبھی مہمان ہین

جو ترا مطلوب ہے موجود ہے
یاد مین رہ اُسکی شادان شادمان

اُس سوا مجکو تو کچھ بھاتا نہین
کیا کرون روٹھا صنم آتا نہین

روٹھے دلبر کو ارے قاصد مرے
مین تو ہارا تو بھی سمجھاتا نہین

مین سر آنکھون سے کرون تعمیلِ حکم
منتظر ہون کچھ وہ فرماتا نہین

ہو رہا ہے کیا مکدر آئنہ
تو جو مکھڑا اُسکو دکھلاتا نہین

غوک کو کب انت دریا کا ملے
بھید اُسکا تو کوئی پاتا نہین

جو ترا دل چاہے شادان اسگھڑی
مانگ لے تو اُس سوا داتا نہین

یوسفِ کنعان کو دیکھا چاہ مین
روشنی ایسی تھی جیسے ماہ مین

تھے وہ قیصر مین نہ وہ دارا مین وصف
وصف جیسے ہین سکندر جاہ مین

چاہتا تو کیون نہین ہمکو صنم
رات دن رہتے ہین تیری چاہ مین

غیر کو تو اپنے دل سے دور کر
دھیان رکھہ اپنا سدا اللہ مین

بندۂ عاصی ہون تیرا کہکے یون
سجدہ کیجے ہر دم اُس درگاہ مین

خاک رہون گرچہ لگا ہون پہ ترے دامن سے
اپنے دامن سے نکر دُور مجھے میرے میان

عکس تیرا جو پڑا ہیگا مری آنکھون مین
مثلِ آئینہ تجھے دیکھ کے مین ہون حیران

مال اور ملک دیا اور عطا کی نعمت
بے نہایت ہے مرے حال پہ تیرا احسان

بے خبر آپ سے رہتے ہین ترے شوق مین ہم
وصل سے اپنے کبھو ہمکو کرے گا شادان

کیجیے کیا اُسکی قدرت کا بیان
وہم و دانش کو رسائی ہی کہان

پرتوِ خورشید جون ہو جلوہ گر
جسجگہ دیکھا تو ہی تو ہی عیان

جون ہوا وہ تو بھرا ہے سب جگہ
کون سی جا ہے نہین ہی وہ جہان

ایک واحد کا یہ سارا کھیل ہے
ہی یقین مجکو نہین ہر گز گمان

گر کرون تقریر سو سو طرح سے
وصف اُسکا کچھ نہ پر ہووی بیان

دیدۂ بینا مگر دیکھے اُسے
فاش کہتا ہون نہان ہیگا عیان

رہ اسی بات پہ مسرور ہمیشہ شادان
اُس سوا دلکو مرے دوسرا بھاتا ہی نہین

دلِ نادان سے ہمین تو کوئی لہنا ہی نہین
لاکھ سمجھاتے ہین لیکن وہ سمجھتا ہی نہین
کیا کہون کیا ہے تمنا مرے دلمین پیارے
آرزو تیری ہے کچھ اور تمنا ہی نہین
دلفریبی ہین مرے یار تو ہے لاثانی
تیرا سا دلبر و دلدار تو دیکھا ہی نہین
دیکھا دنیا کا تماشا پہ نہ دیکھا تجھسا
آنکھون مین تیرے سوا اور تماشا ہی نہین

مدتین ہوگئین شادان کہ دیا ہمنے چھوڑ
کیا کرین غیر سے جھگڑا ہمین جھگڑا ہی نہین

بے نشان کا بھی کہین ڈھونڈے سے ملتا ہی نشان
ہے وہ سب مین تجھے کہتا ہون پر کہہ اُسکا مکان
فائدہ کچھ نہین اے یار جہان گردی مین
ہے وہ نزدیک ترے ڈھونڈتا پھرتا ہے کہان
غور سے دیکھنا لازم ہے سمجھ والے کو
ہے وہی ایک یہان اور وہی ایک وہان

بھید کچھ اور ہو اس مین تو بھلا بتلاؤ
ہے وہی دل مین ہمارے جو تمھارے دل مین

لامکان کہتے ہین جسکو ہے ٹھکانا تیرا
گر محبت سے تو اب جا ہے پیارے دل مین

برتر از وہم و گمان ہے نہین کچھ شک اسمین
تو نہین وہ کہ تجھے کوئی بچارے دل مین

نور تیرا تو بھرا ہیگا اُسی کے اندر
مردم دیدہ کرین کیون نہ نظارے دل مین

ہر گھڑی یاد تجھے کرتا ہے دل سے شادان
کیون گیا بھول خدا کے لیے آرے دل مین

دھیان مین وہ بت ظالم ہمین لاتا ہی نہین
دلکو ہے چین اور آنکھونکو طراوت تجھسے
روٹھے دلبر کو منانا ہے نہایت مشکل
شاید اُسکا ہی کرم ہووے تو کچھ سوجھ پڑے

لاکھ تدبیر کرو راہ پر آتا ہی نہین
بن تری دیکھے میان کچھ ہمین بھاتا ہی نہین
کیا کہین کیا اُسے سمجھائین کچھ آتا ہی نہین
مین جو بھولا ہون کوئی مجکو سجھاتا ہی نہین

جانتا کون ہی یہ دل کے مرے رازِ نہان
خوش نوائی سے تری کچھ بھی اُسی نسبت ہے
کس سے دردِ دلِ بیتاب بھلا جا کہیے

مدتون سے جو ترے عشق مین ہین جانان ہون
ہی غلط دعویِ بلبل کہ مین خوش الحان ہون
کچھ نہین چلتی ہے اُس شوخ کی آگی ہان ہون

روز و شب خوب گزرتی ہے خوشی مین اپنی
تیرے ہی وصل سے اے یار سدا شادان ہون

پھرتے پھرتے کبھو دل چاہی تو آجاتی ہین
آپ پر صبر مرے ناز و نزاکت کا پڑے
یہ کرامات نہین ہے تو بھلا پھر کیا ہے
مدعا اُنکا یہی ہے کہ اُنہین یاد کرون
اپنے مشتاقون کا رہتا ہے اُنہین دل سے خیال

اُنکا احسان ہے جھگڑا جو دکھا جاتے ہین
جب وہ آتے ہین یہی بات سُنا جاتے ہین
بن کہے مطلبِ دل میرا وہ پا جاتے ہین
بھول جاتا ہون کبھو مین تو سُجھا جاتے ہین
ہو جو گمراہ اُسے راہ بتا جاتے ہین

شاد رہتا ہے اسی بات سے ہر دم شادان
کرکے وہ لطف جو رُوٹھے کو منا جاتے ہین

عشق و الفت کے اجی راز ہین سارے دل مین
ہم جسے ڈھونڈتے ہین ہے وہ ہمارے دل مین

سُنکے یہ جینے سے ہوتا ہے خفا دل میرا
تیری ہی آنکھ مین تیری ہی نظر مین رہکر
جانتا ہون کہ سوا تیرے نہین کوئی مرا

تو جو کہتا ہے کہ مین تجھ سے خفا رہتا ہون
جون پہ چھپے تارِ نظر ویسے چھپا رہتا ہون
اِسلیے تجھپہ دل و جان سے فدا رہتا ہون

پوچھتا جو کہ ہے شادان سے یہی کہتا ہے
یار سے اپنے مین دن رات ملا رہتا ہون

ہر گھڑی دیکھ تجھے دل سے فدا ہوتا ہون
ہر بہانے سے گزر ہووے مگر تیری طرف
بیڑیان عشق کی ہین اور دلِ دیوانہ
مجھسے اب کون زمانے مین بُرا ہوگا مگر

سُنکے باتین تری قربان سدا ہوتا ہون
تیرے کوچہ مین تو ہمراہِ صبا ہوتا ہون
کب تری زلف کے پھندے سے رہا ہوتا ہون
تو بھلا بولے تو اے یار بھلا ہوتا ہون

جسم سے روح جُدا ہوتی ہے اُسدم شادان
صبح جسوقت وہ کہتا ہے جُدا ہوتا ہون

مثلِ آئینہ تجھے دیکھ کے مین حیران ہون
غنچۂ دل نے عجب کام کیا بادِ صبا
مجھسے پردہ تجھے اے یار نہین لازم ہے

جیسے دیکھا ہے ترے عشق مین سرگردان ہون
صبح کی ہوتی ہی مین گل کی طرح خندان ہون
مین تو سو جان سے صورت پہ تری قربان ہون

ہم تو اک تمپہ میان دل سے فدا بالکل ہین
کیون نہ شادان ہون مین اسبا تکو سُنکر دلسے
تیرے آنے کے مرے یار یہان پر غل ہین

رُوٹھ اے یار نہ عشاق سبھی جب تیری ہین
بخشند ے گرچہ گنہگار ہین اب تیری ہین

مثل خورشید کے پرتو ہی ترا ہی گھر گھر
ایک پر کچھ نہین موقوف کہ سب تیری ہین

مثل ابلیس کہین انکو نہ کسطرح سے ہم
جو کہ ملحد ہین دل و جان سبھی وہ کب تیری ہین

ہے مسبب تو ہی اس عالم اسباب مین یار
جسطرف کھوج کرین ساری سبب تیری ہین

سبز اور سُرخ ہر اک رنگ مین دیکھا تجکو
کیا ہی نقاش ہے تو رنگ عجب تیری ہین

وا چھڑی میری میان کام عجب کرتا ہے
دلکو لیجانا ہر انداز سے ڈھب تیری ہین

اسلیے ناز اُٹھاتا ہے تو اب شادان کا
بندے ہم اپنے کو کہتے ہین کہ اب تیری ہین

پوچھتا کیا ہے ترے در پہ پڑا رہتا ہون
تیری ہی یاد مین اسے یار سدا رہتا ہون

دستگیری نکرے تو تو بھلا کون کرے
راتدن تیرے ہی دامن سے لگا رہتا ہون

جسطرح ڈور لگی رہتی ہے دُنبالِ پتنگ
تو جدھر جائے تری ساتھ مین آ رہتا ہون

سو طرح کے رنگ سی جلوہ دکھاتا ہی مجھے
دلربا دیکھا ہی یون پنہان کہین پیدا کہین

گرچہ ہین لاکھون مگس لیکن نہین پروانہ وار
گل پہ بلبل سا کسی نے دیکھا ہی شیدا کہین

کیا پری کیا حور کیا جن و ملک کیا آدمی
جو ہمارا یار ہے اُسکا نہین ہمتا کہین

بات جو پردے مین ہو وہی ہی شادان بھلی
رازِ دل کا دلمین رکھ ہرگز نکر افشا کہین

وہ ترے باغ کے اے یار ہزار و گل ہین
شیفتہ جن پہ دل و جان سے گُل و بلبل ہین

سرو وارفتہ ترے قد پہ ہے اے سروِ روان
زُلف و رُخ پر ترے قربان گل و سنبل ہین

اس جہان کی تو ہے محفل کا یہی رنگ بندھا
لیکے اس ہاتھ سے اُس ہاتھ مین دیتے مُل ہین

پیرِ کامل کا تو ارشاد سمجھ یون جیسے
پار دریا سے اُترنے کو بناتے پُل ہین

لاکھ معشوق سہی ہمکو کسی سے کیا کام

سامنے دستِ کرم کے یون خزینے تنگ ہین
جون حدیثِ عشق لکھے سے سفینے تنگ ہین
جوہری کے سامنے جوہر کھُلے تو قدر ہو
رازِ دل اُن سے نہ کہہ تو جنکے سینے تنگ ہین
عکس تیرا اگر پڑے دریا مین وہ بھی تنگ ہو
حُسن کی وسعت سے تیرے آبگینے تنگ ہین
حاسدونکا ہے یہی شیوہ تو اندیشہ نکر
دیکھہ کر تیری رسائی کو کمینے تنگ ہین
دیکھکر تیری نزاکت مین تو ڈرتا ہون بہت
بام پر آہستہ چڑہ پیارے کہ زینے تنگ ہین
اتنے ارمان ہین کہ اے شادان نکلنے کے لیے
ایک دن کیا سال کے بارہ مہینے تنگ ہین

کیا نظر آئی ہی تجکو صورتِ زیبا کہین	سچ تو کہدے جھوٹ کہنے سی نہو رسوا کہین
جنس جب لینی ہی تو تکرار ہے بیفائدہ	کھو ندے اپکی بھی تو بازار مین سودا کہین

کچھ نہین اِغراق اسمین تو نہ شادان جو کہا
پہرتا ہے وقت جب آتا ہی توسن آب مین

موسم گرما مین خوش آتی ہین خس کی ٹٹیان
گرد و پیش اپنے برائے احتیاطِ مردمان
عشق تجکو چاہیے سیکھے پرندونسے سدا
روبرو شیرونکے ٹھہرے ہی کہین روباہ بھی
جسطرح سے شیخ چلی کے ہون منصوبِ فضول

گرچہ یہ بہتر ہین پر تو باندہ جس کی ٹٹیان
چاہیے تجکو کہ باندہے اپنی بس کی ٹٹیان
توڑتی ہین بلبلین اپنی قفس کی ٹٹیا ن
عنکبوت اکدم مین توڑے ہی مگس کی ٹٹیان
بوالہوس باندہے ہی یون دلمین ہوس کی ٹٹیان

موسم گرما مین شادان کیلیے اے خادمو
تو ہو باندہو نہ باندہو کہہ خس کی ٹٹیا ن

ذات اُسکی یون ہی شامل آب جون ہر رنگ مین
جس مین گن ہوتا ہی کہتے ہین اُسی کو سب گُنی
غرق ہی مائومنی کے بحر مین نادان تو
کر خیال اُسکا جو باہر ہے گمان و وہم سے
لاابالی ہے جناب اُسکی ارے شادان سُنا

آتشِ سوزان نہان ہو جسطرح سے سنگ مین
ڈُہنگ ڈہونڈی بہی نہین ملتا ہی کچھ بے ڈہنگ مین
صلح مشرب ہو دلا کیا فائدہ ہی جنگ مین
مست و لایعقل پڑا ہی کیون خیالِ ننگ مین
تو جو اپنے کو گنے ہی تو ہی کس پاسنگ مین

جسطرف دیکھو بہار آتی ہے سبزی کی نظر — موسمِ بارش مین ہو جاتی ہی یکسر تر زمین

وصف جو کیجے دکن کا ہی کہین اُس سی فزون — گوہر و جوہر سے مالامال ہے یکسر زمین

دلربا اکروز شاید اسطرف پھیر اکرے — نقشِ پا کے واسطے آتی ہی بن بن کر زمین

باندھنے کو قافیے کے رنگ کچھ تو چاہیے — شعر اُس مین خوب کب ہو جب نہو بہتر زمین

دیکھ غنچون کو کہا **شادان** نے یہ دلدار سے
نذر کرنے کو تری لائی ہے یہ گوہر زمین

گرچہ ہے صیاد اُنپر ناوک افگن آب مین — مچھلیونکے واسطے موجین ہین جوشن آب مین

گر ثمر تو چاہتا ہے کر حفاظت ہر طرح — مت ڈبو نادان غافل اپنا خرمن آب مین

گلبدن گلشن سے نسبت کسطرح دیجے تجھے — عکس تیرا جبکہ خود ہوتا ہے گلشن آب مین

جو کہ ہو غواص اُسکے ہاتھ آتا ہے فقط — گوہرِ نایاب کا ہے گرچہ معدن آب مین

غوک کی صورت اگر غوطہ لگایا کیا حصول — ڈوبتا ہے کیون عبث تو ای برہمن آب مین

لوثِ دنیا سے مُبرا چاہتا ہی گر رہے — مت بھگو تو دیدہ و دانستہ دامن آب مین

اولیا رہتے ہین دنیا مین منزہ اسطرح — جسطرح طینت نہ بدلے اپنی روغن آب مین

جو کہ ناممکن ہے اُسمین سعی ہے بیفائدہ — روشنی کب ہو جو مشعل کیجیے روشن آب مین

عجب اُلجھاو ہے دنیا کا دیکھو
کہ دہندے مین پھنسا آٹھون پہر ہون

گنہگارون مین ہے مشہور شادان
نہ کیونکر وہ کہے سب سے بتر ہون

جب سے کہ چمن مین گل منہ اپنا نکالے ہین
بلبل کی زبان پر بھی فریاد ہے نالے ہین

جس روز سے دیکھا ہے ہون حلقہ بگوش اُسکا
اُس شوخ کی کانون مین کس طرح کے بالی ہین

خاموش ہین بیخود ہین سکتے کا ہی اک عالم
قدرت کے تماشے کو جو دیکھنے والی ہین

منظور نہ تھی اُسکو کچھ بات محبت کی
جو ہمنے کہے فقرے بالو نین وہ ٹالی ہین

جس روز سے گلرو کو دیکھا ہے گلستان مین
ہم تخم محبت کے دل اپنے مین ڈالی ہین

اب دیر نکر شادان یہ محفل عشرت ہے
شیشے مین بھری مے ہی ہاتھون مین پیالی ہین

بول تو انصاف سے ہوتی ہے ایسی سر زمین
جس زمین پر یار ہو اُس سی ہو گیا خوشتر زمین

فی الحقیقت ہی کہان پانی سے بالاتر زمین
بھول کر کہتے ہین بعضے لوگ پانی پر زمین

سر زمین دل فقط ہی تخم الفت کیلیے
خاک پھل پائے اگر بوئی کوئی بنجر زمین

کون جاوے چھوڑ راہ راست کو ایسی طرف
کنج اور کاو اک جسجا ہوے جون خنجر زمین

نظر میری نہین ہے دوسری پر
اُسیکا ہو رہا ہون آشنا مین

جدا مت کیجیو قدمون سی اکدم
کہ کہلاتا ہون صاحب آپکا مین

نہین ہے ایسی ویسون سے مجھے کام
تمھین پر دل سی ہون بس مبتلا مین

نظر آتا ہے مجکو ایک تو ہی
نہین رکھتا ہون تجھ بن دوسرا مین

دوئی کی بات جو دلسی اُٹھادی
نہین کچھ جانتا تیرے سوا مین

ملے شادان سے آکر یار اُسکا
یہی دیتا ہون اُسکو اب دعا مین

نہین معلوم مجکو مین کدھر ہون
تجھے دیکھا ہے جیسے بے خبر ہون

کہون کیونکر کہ مجکو رکھہ نظر مین
نہین مجھ مین ہنر کچھ بے ہنر ہون

مری آنکھون مین تو جو بس رہا ہے
ترا جلوہ سدا کرتا نظر ہون

نہین مین بھولتا ہون تجکو اکدم
تری ہی یاد مین شام و سحر ہون

تو ہی غفار مین مجرم ہون تیرا
خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون

نہین بے علم کی کچھ منزلت ہے
تری تعلیم سے مین بہرہ ور ہون

اجی بچہ بغلمین اور ڈہنڈورا
تجھے مین ڈہونڈتا ایدہر اُدہر ہون

سوا تیرے نہین کچھ جانتا ہون
تجھی کو جانِ من پہچانتا ہون

وہی ہر گھٹ مین ہے مین جانتا ہون
ازل سے اُسکو تو پہچانتا ہون

توہی تو ایک میرا مہربان ہے
سوا تیرے کسے مین مانتا ہون

نکل جاتا ہے آنکھون سے نگہ سا
تجھے خاطر مین جب مین ٹھانتا ہون

ثنا و مدح مین سلطان کی شادان
غزل کا مین ورق گردانتا ہون

اکیلا ہون نہین کچھ جانتا ہون
مگر ہان اک تجھے پہچانتا ہون

ہزارون رنگ سے جلوہ گری ہے
تجھے اے عشوہ گر مین مانتا ہون

شبانہ روز کے اوقات اپنے
اُسیکی یاد مین گزرانتا ہون

یہی ہے مشغلہ ان روزون شادان
جنون مین خاکِ صحرا چھانتا ہون

نہ آیا پاس وہ مضطر رہا مین
فدا دل سے رہا جسپر سدا مین

کرم کرنا اُسیکا کام ہیگا
جو کچھ کہنا تھا مجکو سو کہا مین

ترا ہی جاننا مجکو تو بس ہے
نہین کچھ جانتا ہون مدعا مین

سُکھی رکھے اپنے ملنے سے پیارے
کہان وہ بت جو رہتا ہے دلون مین

ترا تو نام ہم سُنتے ہین سُکھ رین
کہان متھرا بنارس اور اُجّین

کبھی شادان کو کر تو وصل سے شاد
نہین کٹتی ہے اُسکی بن ترے رین

سکندر رسا ندیکھا ہمنے سلطان
جہان کو کر رکھا ہے جسنے بستان

ملازم اُسکے ہین مانندِ دارا
نہ پہنچے اُسکی شوکت کو سلیمان

نکلتا ہے برائے سیر جسدم
بھرا رہتا ہے لشکر سے بیابان

شجاعت اور سخاوت مین ہی بے مثل
شہنشاہِ زمان ہین اُسکے دربان

رسائی ہو نہین سکتی نظر کو
فلک سے اُسکا بالا تر ہے ایوان

خدا کا نور ہے چہرے پر اُسکے
خجل ہووے نکیون مہرِ درخشان

زمانِ حضرتِ آدم سے اب تک
سُنا ہے تمنے ایسا کوئی خاقان

خدا رکھے اُسے سرسبز دائم
برنگِ گُل ہمیشہ ہو وہ خندان

کرم سے اسکے عالم بہرہ ور ہے
ثنا خوان ہے جہان مین جسکا شادان

تری کاکل ہے ایسی مشک افشان
کہ شُہرہ جسکا ہے چین و ختن مین

نزاکت مین وہ بت ہے غنچۂ گلُ
سمائی بات کی ہے کب دہن مین

جو تم آکر ہوئے ہو بزم افروز
عجب رونق ہے اپنی انجمن مین

بہار آکر ہمارے شاہ کے گھر
نہین پھولی سماتی پیرہن مین

سکندر شاہ با اقبال و اجلال
رہے یارب سدا ملکِ دکن مین

اُسی کا ہو کے تج دون سبکو شادان
یہی آتی ہے ہر دم میرے من مین

وہ بُت یارب کیا ہے جسنے بیچین
کبھی مجھسے کرے گا پیار کی مین (بات)

کبھی تو خواب مین آجا ہمارے
ترستے ہین ترے دیدار کو نین

تغافل اسقدر اللہ اللہ
یہ بُت ہمسے کبھی کرتے نہین سین

نہ ہو خورشید تو پردے سے باہر
گزر جائیگی جلدی وصل کی رین

بکرماجیت تھا راجہ وہان کا
جسے کہتے ہین شادان شہر اُجین

ترے بن دیکھے اب دل کو نہین چین
لگے رہتے ہین در سے اپنی دو نین

کہان احسان کا تیری ہووے بدلا ہزارون سجدے گر در پر کرون مین
لے آ ساقی نہ ٹھہری دیر کی اب لبالب مے سے تا ساغر کرون مینا
جواب خط جو اُس سے لاے قاصد نثار اُسپر زر و گوہر کرون مین
میسر جس سے ہووے سربلندی قدم پر اُسکے اپنا سر کرون مین

حکایاتِ کرم سے اُسکے شادان
فراہم لکھ کے اک دفتر کرون مین

ترے اوصاف جب سے سن چکا ہون دل و جان سے مین دیوانہ ہوا ہون
نہین ہو سکتی ہے تعریف تیری تجھے دیکھا ہے جبسے مین فدا ہون
مری گنتی رہے بندون مین تیرے اگرچہ کمترین ہون باوفا ہون
نہین خورشید سے سایے کو نسبت جو کچھ ہے سو وہی ہے مین تو کیا ہون
ازل کی ہے مری پہچان اُس سے نہین بیگانہ ہرگز آشنا ہون

تمہارے لطف سے رہتا ہون شادان
مجھے جسطرح سمجھو آپ کا ہون

گلِ لالہ کھلا ہے یون چمن مین عقیقِ سرخ ہو جیسے یمن مین

کوئی اس شان کا شاعر اگر ہووے تو مین جانون

ترا رُخ پھر کے عالم سے اِدہر ہووے تو مین جانون
تجلی گاہ تیری میرا گھر ہووے تو مین جانون

نکلنے سے ترے ہے روشنی ورنہ اندھیرا ہے
بغیر از مہر عالم مین سحر ہووے تو مین جانون

یہ مانا چار دن اُس سے بھی دنیا مین اُجالا ہے
مقابل تیرے عارض کے قمر ہووے تو مین جانون

غزالِ دشت مین کیا ہے فقط آنکھین ہی آنکھین ہین
میان تیری کمر جیسی کمر ہووے تو مین جانون

وہی ہادی ہمارا ہے وہی خضرِ طریقت ہے
وہ ہو جس راہ کا رہبر خطر ہووے تو مین جانون

ترا تو دیکھنا الفت بھرا ہیگا ارے شادان
اُسے تیرے نظارے سے نظر ہووے تو مین جانون

تری حمد و ثنا کیونکر کرون مین
نہین یارا زبان کو تر کرون مین

ترا ہی گیت سُننا مجکو خوش آتا ہے ساون مین
نہووے کسطرح شادان فدا اُسپر دل وجان سے
ہزارون عشوے دیکھے اُسنے دلبر تیری چتون مین
وہی ہے ایک گھر گھر مین دگر ہووے تو مین جانون
دگر تم جسکو کہتے ہو اگر ہووے تو مین جانون
کہین تارِ نظر کو بھی نظر بھر کوئی دیکھے ہے
تو آجا چھپ کے میرے گھر خبر ہووے تو مین جانون
کہان طوطی مین گویائی کہ تیرے سامنے بولے
مقابل گر ترے لب کے شکر ہووے تو مین جانون
سُنا ہے ہمنے افسانہ ترے افسونکا افسونگر
اگر کالے کے کاٹیکا اثر ہووے تو مین جانون
نہووے ابرِ رحمت کی ترے بارش اگر یارب
صدف مین ابرِ نیسان سے گہر ہووے تو مین جانون
جزاک اللہ غزل پر تو غزل کہتا ہے اے شادان

دلِ پژمردہ مین بالیدگی ہوتی ہی روزی سے
درخت خشک زندہ ہویہ ہے تاثیر پانی مین

جو اُترا گھونٹ می کا حلق سی جان آگئی ساقی
پلادے جیسے کوئی گھولکر اکسیر پانی مین

محبت ہی کہ جو اک ذات کر دیتی ہی دو دل کو
ملادینے سی ملجاتا ہے جیسی شیر پانی مین

یکایک شور اور غوغا ہوا دریا مین ای شادان
جو دیکھی شوخ نے شوخی سے کل تصویر پانی مین

جو ڈورا ہے بتِ قاتل تری شمشیرِ آہن مین
اُسی سے رشتہ رکھتی ہے جو رگ ہے اپنی گردن مین

ہماری تو کہان گنتی ہے اُس معشوق کے آگے
بندھے ہین دل ہزارون عاشقون کی اُسکے دامن مین

غزالون کی طرح کرتا تھا تو رم اپنی شوخی سے
تجھے ہم ڈہونڈتے پھرتے تھے بیخود ہو کے بن بن مین

ہزارون سیکڑون کے دل پگھل کر ہو گئے پانی
ہوئی ہے موم سی نرمی ترے ہاتھون سی آہن مین

نہو وے جسمین تیرا ذکر وہ نغمہ ہے کیا نغمہ

نہین یہ داغ چیچک دیکھ تو ہین چُنیان جٹریان
نجومی سُبھگھڑی کہتے ہین کسکو کیا خبر تجکو
لگن پیار یسے جب لاگے وہی ہین ہمکو سُبھگھڑیان

بڑی اُلجھن مین ہوتی تھی بسر اپنی مگر شادان
ملا ہے جب سے وہ گلرو کُھلی ہین دلکی گُلجھڑیان

سمجھتے ہو اُٹھا ہے شور کیون اکبار پانیمین
قیامت کا تلاطم اُسگھڑی دریا مین پیدا ہو
چراغان یار نے باندھا جو ساحل پر تماشی کو
یہ ہے مضمون مستعمل نہین تشبیہ مین جدّت
مثل ہے چوم کر سنگِ گران کو چھوڑ دیتے ہین
تم ایسے کیون ہو غافل موت سی بحرِ حوادث مین

تڑپتی ہین یہ موجین دیکھ عکسِ یار پانیمین
کبھو ٹکڑا جو دیکھے جھک کی وہ دلدار پانیمین
نظر آتا ہے ہمکو ہر طرف گلزار پانیمین
جو باندھے ہے موج کو شاعر کہی یہ مار پانیمین
نہین بندھتی اگر باندھے کوئی دیوار پانیمین
سدا رہتی ہے ماہی دام سی ہشیار پانیمین

یہی ہے قول شادان کا ذرا غواص سُن رکھّو
کہ ہاتھ آتا ہے ڈھونڈیسے درِ شہوار پانیمین

مصور سے کب ایسی ہو سکی تحریر پانی مین
نظر آتی ہے جیسی موج کی زنجیر پانی مین

مجھے اسطرح سے پہچانتا تھا کون دنیا مین
تری طاعت مین تیری بندگی مین یاد مین تیری
اگرچہ نفسِ امّارہ ہزارون پیچ کرتا ہے

تری الفت کا باعث ہی جو یون مشہور رہتا ہون
نہین مقدور لیکن پھر بھی تا مقدور رہتا ہون
ہوا و حرص سے شکرِ خدا مین دور رہتا ہون

رہون کیونکر نہ شادان شاد ہر دم بات اپنی ہی
کرم اُسکا ہے میرے حال پر مسرور رہتا ہون

یہ آنکھین میری جب سے یار کی آنکھون سے جا لڑیان
نہین ہے چین اُس بن رات دن گنتا ہون مین گھڑیان
اگر بس ہو تو صدقے کیجیے عقدِ ثریا کو
ہین اُسکے کان مین کیا خوب مروارید کی لڑیان
بہار آئی ہے کچھ اس رنگ سے گھر میرے سلطان کے
جدھر دیکھو حسین پھرتے ہین پھولون کی لیے چھڑیان
جدھر دیکھو اُدھر گلشن مین سبزہ لہلہاتا ہے
صنم ہے اور ہم ہین اور ہین برسات کی جھڑیان
چمن مین برگِ گل شبنم سے جیسے خوشنما ہووے

دلدہی خستہ دلون کی ہی ضرور اے شادان
زخم جو ہووے رکھا چاہیے اُسپر مرہم

شہِ دکن کو مبارک سدا ہو عیدِ صیام
رہے بدولت و اقبال اُسکی ذات مدام

درخت جیسے ہو سرسبز آبیاری سے
تمام خلق کا سمجھو کہ ہے اُسی سے قیام

ہر ایک بات ہے دلچسپ دلربا ایسی
کہ آبِ زر سے لکھا چاہیے اب اُسکا کلام

عرب سے تا بعجم کیون نہ ایسا شہرہ ہو
کہ اُسکی ذات سے ہی آج قوتِ اسلام

یہ اُسکی قدر شناسی یہ قدردانی ہے
جہان تلک ہین ہنرمند پاتے ہین انعام

رہے یہ شاہِ سکندر ابد تلک قائم
فلک سے بھی ہی دو بالا بلند جسکا نام

ہر ایک مُلک کا ملت کا آج ای شادان
جو پوچھیے تو حقیقت مین ہی اُسی سے نظام

ردیفِ نون

صنم کی یاد مین ہر وقت مین مسرور رہتا ہون
ہمیشہ نشۂ الفت مین اُسکی چور رہتا ہون

مجھے کیا کام ہے اب دو سر ایسے تو جو میرا ہی
تجھے دیکھا ہے جب ہی سب سے مین مغرور رہتا ہون

دولت ہے ہمین تمہارا ملنا — ملنے ہی سے کامگار ہین ہم
مت بھولیو تم ہمین خدا را — اے یار تمہارے یار ہین ہم
جون دستِ شکستہ ہو گلوگیر — یون تیرے گلے کا ہار ہین ہم
اب شکل دکھا حجاب مت کر — سو جان سے ترے نثار ہین ہم

وہ پوچھتے ہین جو ہمکو شادان
تم کہدو کہ جان نثار ہین ہم

پیارے کے جو دوستدار ہین ہم — اسواسطے آشکار ہین ہم
مانندِ درختِ عشق پیچان — معشوق سے ہمکنار ہین ہم
جھٹکے بھی تو چھوڑینگے نہ تجکو — دامن کے ترے غبار ہین ہم

شادان وہ ملے گا آکے کس روز
حسرت کشِ انتظار ہین ہم

آرزو ہے کہ دھرین تیرے قدم پر سر ہم — نہ تو دینار ہے درکار نہ ہمسکو درہم
تونے پوچھا نہ کبھو کون ہے اس در پہ پڑا — عمر گزری کہ پڑے رہینگے ترے در پر ہم
دل ہے گیسو مین تو گیسو ہین دلِ شیدا مین — عشق پیچان کی طرح دونون ہین درہم برہم

تری ہی یاد مین مسرور ہوکر
اُٹھا کرتا ہے شادان توگجر دم

کہان ہے چین تیرے بن دلارام
چھپا رہنے دے اُس کا رازِ الفت
مرا مالک ہے تو مختار ہے تو
ہزارون جرم کا ہے بار سر پر
غنیمت جان لے مت ہاتھ سے دے
گلستان سے مجھے کیا کام ہیگا

کیا ہے تو نے میرا جان و دل رام
نکر للہ تو عاشق کو بدنام
مین اک بندہ ہون نیزادہ بھی بیدام
نہین معلوم کیا ہو اپنا انجام
کمائی کا تری ہے یہ ہی ہنگام
مری آنکھون مین بستا ہے وہ گلفام

اگر شکوہ کرین ہم کیون کسی کا
ہمین شادان ہے اپنے کام سے کام

بیخود شب انتظار ہین ہم
سرسبز تری نظر سے ہو جائین
دامن ہے تمہارا ہاتھ اپنا
دشمن کا قرارِ دل بنا ہے

جون مرگ سے ہمکنار ہین ہم
گر دیکھے ادہر بہار ہین ہم
بیکار نہین بکار ہین ہم
جسکے لیے بیقرار ہین ہم

بجا لائین جو ایما ہمکو ہو جاے	تمہارے تابعِ ارشاد ہین ہم

دعا کرتا ہے یون وزرات شادان
کہ تجھ سے چاہتے امداد ہین ہم

کبھو تو آؤگے اے دلربا تم	کروگے مہربانی سے وفا تم
نہین رکھتا کسی سے آشنائی	مجھے تو ایک بس ہو آشنا تم
تمہارے جانِ نثار با وفا ہم	ہمارے جان و دل کے مدعا تم
تمہین کیونکر خریدے بے بضاعت	کہ ہو قیمت مین لعلِ بے بہا تم

مرا دل پھیر کر بولے وہ شادان
تمہارا دل ہی کیا ہے اور کیا تم

مجھے تو آسرا تیرا ہے ہر دم	ترا مین ذکر کرتا ہون سحر دم
ترے دم سے ہے میری زندگانی	ترا بھرتا ہون مین آٹھون پہر دم
نچھوڑو رائگان تم اسکو زنہار	گذارو یاد مین ہو جسقدر دم
دم اسکا بھر جو تیرے کام آوے	بھرے ہے غیر کا کیون بیخبر دم
رہے تا وہ نگاہِ بد سے محفوظ	دعا پڑھ پڑھ کے اسکے منہ پہ کر دم

نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھ سے
کیا ہوویگا انجام مرا کچھ نہین معلوم

آنے مین ہوئی دیر تو اس سوچ مین ہین ہم
مشاطہ نے کیا اُس سے کہا کچھ نہین معلوم

شادان طلب یار کچھ آسان نہین ہے
ہم ڈھونڈین کہان اُسکو پتا کچھ نہین معلوم

صنم ہمراہ ہوگا تو کرینگے سیر گلشن ہم
دُوبالا حُسن سے اُسکے بھرینگے گُل بدامن ہم

تو بت کو پوجتا ہے پُوجنا تجکو مبارک ہو
صنم کو رکھتے ہین سینے کی اندر اے برہمن ہم

نظر مین دلمین آنکھون مین پھرا کرتا ہے تو ہردم
تری ہی یاد کی ہین پھیرتے دن رات سُمرن ہم

تری الفت نہین ایسی کہ دل ہی دلمین رہجائے
کسیدن جوگ لینگے دیکھ لینا تیری کارن ہم

ہماری اس غلط فہمی پہ ہے افسوس اے شادان
وہ ہیگا پاس اپنے ڈھونڈتے ہین جسکو بن بن ہم

تری الفت سے نت دلشاد ہین ہم
اِسیرِ عشق ہین آزاد ہین ہم

بُھلا مت ہمکو اپنے دل سے پیارے
کہ صبح و شام کرتے یاد ہین ہم

وہ شاگردی کے قابل بھی نہین ہین
جو کہتے پھرتے ہین اُستاد ہین ہم

تری تصویرِ دلکش کھینچکر آج
مصور نے کہا بہزاد ہین ہم

جاروب کش اک عمر سے اُس در کی ہین شادان
کسطرح بھلا کوچۂ جانان سے پھرین ہم

جون موج ہو دریا مین ہین یون تجھ سے قرین ہم
جون شیر مین روغن ہو جدا تجھ سے نہین ہم

ہین دیکھنے مین دُور نہین دُور پر اُس سے
سچ پوچھیے ہمسے تو جہان وہ ہی وہین ہم

باقی نہ رہا حرفِ دوئی پیشِ رُخِ یار
آئینے کو دیکھا تو نظر آئے ہمین ہم

جون ماہ تو چھپتا ہے عبث ابر کے اندر
بے پردہ تجھے دیکھتے ہین پردہ نشین ہم

شادان ہین اُسی روز سے مثلِ گلِ خندان
جس روز سے دیکھا ہے تجھے ماہ جبین ہم[لہ]

کیا ہمسے ہوئی ایسی خطا کچھ نہین معلوم
تو ہمسے جو اتنا ہے خفا کچھ نہین معلوم

پروا ہی نہین تجکو مرے یار کسی کی
کسطرح کریگا تو وفا کچھ نہین معلوم

آتی ہے پے سیرِ چمن کسکی سواری
اتراتی ہے کیون آج صبا کچھ نہین معلوم

ہو گُل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن
کیا ہونیکو ہے ہوویگا کیا کچھ نہین معلوم

شاید کہ اُسے اور ہی کچھ بات ہی منظور
کیون باندھی ہی پاؤن پہ حنا کچھ نہین معلوم

کیا رات کو میخانے مین پیمانہ کشی تھی
آتا ہے جو مستانہ چلا کچھ نہین معلوم

لہ یعنی ہمنے دیکھا ہے

ہووے ہمیشہ تمکو مبارک یہ ماہ و سال
جتنے عدو ہین آپکے ہووین وہ پائمال

شُہرہ ہے آج شاہِ سکندر کی عدل کا
اس دَور مین جہانکو ایسا رکھا سنبھال

ہیبت سے اُسکی زہرۂ رستم ہے آب آب
مفسد تھے جو زمانے مین سبکو دیا نکال

کیونکر نہ بیدریغ لُٹائے وہ گنجِ زر
دولت ہے اُسکی فضلِ آلٰہی سے بے زوال

شادان رہیگا شاہِ دکن سیکڑون برس
دیکھی جو ہمنے فال تو نکلی یہ نیک فال

ردیفِ میم

قد دیکھہ ترا سروِ گلستان سے پھرین ہم
لب دیکھہ ترے غنچۂ خندان سے پھرین ہم

تابع ہین ترے حکم کے افلاک و مہ و مہر
طاقت یہ ہماری نہین فرمان سے پھرین ہم

میدانِ حقیقت کی ہم ایسے ہین سپاہی
دشوار ہے یہ بات کہ میدان سے پھرین ہم

اب دیر نکر ہان یہی گو ہے یہی میدان
بد عہد نہین تجھسے جو پیمان سے پھرین ہم

ناجنس کی صحبت سے کنارہ ہی بھلا ہے
لازم ہے یہی صحبتِ نادان سے پھرین ہم

اے ماہ ترے حُسن کی تعریف کرین کیا
رُخ دیکھہ ترا مہرِ درخشان سے پھرین ہم

سمجھتا ہی نہین اسکو اگر سمجھائیے ہر دم
بھٹکتا پھرتا ہے ادہر سے ادہر کو ہمارا دل
لیا ہے جسنے دل تیرا وہ ہی تیرے لیے کافی
دوانے اور باتین چھوڑ دی اُسکا ہی رہ مائل
وہان تو بے نیازی ہی ہمین ہی عاجزی لازم
اگر قائل اُسے کیجے تو ہوتا ہی وہ کب قائل

ارے شادان تجھے کہتا ہون رکھہ اسپر عقیدہ تو
وہ دُے ہی بے طلب اُس سی نہونا چاہیے سائل

کسطرح سے فدا نہو یہ دل
دل مرا تجھپہ ہو گیا مائل
کیون بھٹکتا ہے در بدر بیجا
ہو ہدایت اگر ملے کامل
تجھسے مین یہ سوال رکھتا ہون
ہوئیگی حل کبھو مری مشکل
یار مجھکو بنا لے یار اپنا
ہون کہان مین جناب اس قابل
دیکھیے کسطرح پہونچتے ہین
پاؤن مین لنگ دور ہی منزل
ناؤ ملتی نہین نیا د کرد
جائیے کسطرح سے تا ساحل
رنگ پانی مین جیسے ملجاے
تو بھی اس رنگ اُس سی ہو شامل

دیکھ تو کھیت مفت لُٹتا ہے
کر لے شادان تو اب بھی کچھ حاصل

نہین خورشید کو نسبت ہی اگر ہے بے مثال | اللہ اللہ وہ رکھتا ہے عجب حُسن و جمال
کیون نہ تعریف سے باہر ہو سراپا اُسکا | ہوتی قاصر ہے زبان کہیے اگر اُسکا کمال
خالِ رخسار پہ صدقے ہون فلک کی تارے | ناخنِ پا ہے جسے کہتے ہین سب لوگ ہلال
جور و رضا اُسکی ہو تسلیم کرو تم دل سے | شکر واجب ہی کرو اُسکے کرم کا ہر حال
کیا کہین اُس سے بھلا جانتا ہو جو سب کچھ | جو نجانے تو وہان پہ کیجیے کچھ قال و مقال

عرض اب کیون نہین کرتا ہی خوشی سے شادان
پوچھتا لطف سے ہے آج تو وہ تیرا حال

گوش سے پنبۂ غفلت کو تو بیہوش نکال | دلمین تیرے جو بدیکا ہے بھرا جوش نکال
روز و شب چین کہان ہیگا ترے بن مجکو | آرزو دلکی مرے ہو کی ہم آغوش نکال
کان میرے جو تری بات کی ہینگے مشتاق | کچھ زبان سے تو سخن ای بتِ خاموش نکال
شعر مین نے جو سنائے صفتِ دندان مین | دیدیا یار نے خوش ہو کے دُرِ گوش نکال

جانِ من بات یہ شادان کی تجھے یاد رہے
دفترِ دل سے تو اب لفظِ فراموش نکال

لہے ہے کیون پڑا غفلت مین آتا تو اری غافل | ہوا و حرص پر رہتا ہے کیون اسطرح سے مائل

پاؤن رکھے گلبدن صحنِ چمن مین جسگھڑی
شوق کے مارے رگِ گُل سے گلاب آئے نکل

لفظ سے معنی حقیقت مین جُدا ہر گز نہین
دُور کب پانی سے ہووے جو حباب آئے نکل

جسگھڑی ابرِ کرم دیکھے صدف کو آنکھ بھر
قطرۂ نیسان گرے دُرِ خوش آب آئے نکل

جشنِ شادی ہے سکندر جاہ کے گھر کیا عجب
زُہرہ لیکر چرخ سے چنگ و رباب آئے نکل

اُڑ گئی ہے نیند جسکے ہجر مین شادان مری
کیا مزہ ہووے ادھر جب وقتِ خواب آئے نکل

اور سے عرض کرین جا کے نہین ہے یہ مجال
تو سُنے یا نہ سُنے تجھسے ہی اپنا ہی سوال

ہو نظر حال پہ خلقت کے خداوندِ کریم
گرچہ ہین غرقِ گناہون ہین کرم کر فی الحال

ناز جون طفل کرے ہے پدر و مادر پر
نازیون کرتے ہین ہم تجھپہ بہر حال سنبھال

تجکو عفو و کرم و رحم و عطا زیبا ہے
مت نظر کر تو اگر بد ہین ہمارے اعمال

اپنے ابرِ کرم و فیض سے برسا پانی
ہووے سرسبز خلائق کی یہ کشتِ آمال

دیر کیون اتنی ہے بارش ہین اب اے ابرِ کرم
حکم کر ابر کو برسے جو گرج کر اس سال

تیرے بندے ہین کہان جائین تری در کو چھوڑ
ہے یہ شادان کی دعا کر تو الٰہی افضال

ردیفِ کاف عربی

کہدو صبا سے مانگ لے زلفِ دوتا سی مشک — تا آئے ہر مشام مین ملکر ہوا سے مشک

پوشیدہ ہے جو نافے مین اسکا سبب یہ ہے — زلفونکو تیری دیکھہ چھپا ہی حیا سے مشک

خوشبو یہ اُسکے خُلق کی پھیلی ہی خلق مین — آتا ہے اُسکی نذر کو اب جابجا سے مشک

وہ سرخرو ہے جسکی رسائی ہو تجھ تلک — ہے روسیاہ حسرتِ رنگِ حنا سے مشک

تب نامور ہوا ہے وہ ایسا جہان مین — اہلِ خطا جو لیگئے زلفِ دوتا سے مشک

بلبل کہے ہے فاش گلستان مین یہ سخن — پھولون مین بس رہا ہی اُسی دلربا سے مشک

شادان سُنا جو شہرۂ گیسوے عطر بیز
آیا نثار ہونے ختن سی خطا سے مشک

ردیفِ لام

ہو جہان روشن اگر وہ بے نقاب آئی نکل — ابر کے پردی سے جیسے آفتاب آئی نکل

دل مرا یون چاہتا ہے اسکو دیکھون بی حجاب — کہدو اُس دلدار سے تک بی حجاب آئی نکل

نقشِ الفت اُسی کے دلمین ہے
جو کوئی ہے نگار سے واقف

بیخزان جسکا وصف ہے مشہور
ہمتو ہین اُس بہار سے واقف

کام ہے اُسکا راست جو ہو وے
یار کی کاروبار سے واقف

رہبر عشق کیون نہون شادان
ہمتو ہین اُس دیار سے واقف

ردیفِ قاف

اُس سے ای بادِ صبا کہیو سلامِ عاشق
طول دے دیکے بیان کیجو پیامِ عاشق

اور تو اُسکا ٹھکانا ہی نہین عالم مین
یار کے دل مین مگر ہووے مقامِ عاشق

رام اسیر بھی کہان ہوتے ہین آہو چشم
جذبۂ عشق ہی ہر چند کہ دامِ عاشق

ہو کے وحشت زدہ پھرتا تھا سدا جون مجنون
الفتِ یار سے ہے ابتو قیامِ عاشق

عطرِ گل جسکی لطافت کو نہ پہنچے ہرگز
اُسکی خوشبو سے معطر ہے مشامِ عاشق

نہین پروانے سی زنہار مگس کو نسبت
چھوڑ دے عشق کو اے یار بنامِ عاشق

فخر اسکا تو کیا چاہیے سب مین شادان
چشم و ابرو سے اگر لے وہ سلامِ عاشق

تو بھی کبھی نہ دلسے بھُلا مجکو ایکدم
مائل ہے دل مرا جو تری یاد کی طرف

آنکھون مین کھُب رہا ہے جو وہ قامتِ بلند
اپنی نگاہ رہتی ہے شمشاد کی طرف

شادان وہان بھی کیا ہی حسینونکی انجمن
جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کی طرف

ہوتا ہے کون عاشقِ ناشاد کی طرف
سارا جہان ہے اُس ستم ایجاد کی طرف

کیا رنگ رنگ کی ہین طرحدار صورتین
کچھ تو نگاہ کیجیے ایجاد کی طرف

جو حکم ہو کرون مین سر آنکھون سے وہ قبول
رہتا ہے میرا دہیان تو ارشاد کی طرف

جز انفعال اسمین نہو ویگا کچھ حصول
کیجیے نہ قصد پنجۂ فولاد کی طرف

تا داد رس کہے تجھے دنیا مین ساری خلق
گوش اپنا رکھنا چاہیے فریاد کی طرف

شادان تجھے جو کہتے ہین یہ بات گوش کر
تو دل سے اعتقاد رکھہ اُستاد کی طرف

جو کہ ہین اپنے یار سے واقف
کچھ وہی ہونگے پیار سے واقف

واقفیت جو ایک سے ہو جاے
کیون نہ ہووے ہزار سے واقف

ہمکو یہ بات خوش نہین آتی
تم جو ہوتے ہو چار سے واقف

ردیفِ غینِ معجمہ

دیکھنے مین گرچہ ہے خوشتر اجی روی چراغ
مغز کرتی ہے پریشان یار من بوی چراغ

روشنی سے ہی عیان اُسکا عذارِ آتشین
اور دہوین سی ہین نمایان سربسر موی چراغ

جلوۂ عارض کو اُسکے دیکھکر شیدا ہوا
جانتا مطلق نہ تھا پروانہ تو خوی چراغ

حال اُسکا ہے مگر پروانی کو ہی آشکار
کسکو ملتا ہی اگر ڈہونڈے کوئی کوی چراغ

روشنی کا اُس سے جلوہ صاف آتا ہی نظر
روزنِ فانوس بہی ہے چشم جادوی چراغ

بزم والون مین لگی دلکی بجہاتا کون ہے
ہے اگر کوئی تو ہے پروانہ داروی چراغ

چاندنی کی تاب توای جان تہین آتی نہین
ہو ویگی گرمی نہ بیٹھو تم بہ پہلوی چراغ

خوبرو معشوق پرشادان کا یون آتا ہی دل
جسطرح جائے پتنگا دوڑ کر سوی چراغ

ردیفِ فا

شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف
جز عشق تھا نہ کوئی بہی فرہاد کی طرف

غیرِ غواصی دریا کب ملے درِّ یتیم — یہ سنا ہیگا اُٹھاتا ہے کوئی بیکار نفع
بے بضاعت کو ہو کیا حاصل اگر جاوے وہان — ہاتھ آوے جنس جو لیوے سرِ بازار نفع

دمبدم دم بھر اُسیکا جب تلک ہی دم مین دم
یاد سے شادان اُٹھالی یار کی ہر بار نفع

کوئی کیا جانے کہ جلکر کیا ستم ڈھاتی ہی شمع — دل سے پروانے کی پوچھو جبکہ جلجاتی ہی شمع
خود بخود ہوتی نہین ہے داغِ حسرت سے گداز — دیکھکر چہرے کو تیرے یار شرماتی ہی شمع
اشکِ حسرت مت سمجھ یہ ہی خجالت کا عرق — جون بتا سارا رات کو محفل مین گھل جاتی ہی شمع
ہے کسیکے عارضِ روشن سے شرمائی ہوئی — پردۂ فانوس سے باہر نہین آتی ہی شمع
جسجگہ ہو روزِ روشن کون پھر پوچھے اُسے — حسن تیرا دیکھ کر مجکو نہین بھاتی ہی شمع
بجھگیا دل کثرتِ آہ و فغان سے ہجر مین — ہو جہان آندہی وہان کب ٹھیر پاتی ہی شمع
دھوپ سائے کی طرح دم بھر کی ہے یہ آب و تاب — حسن پر اپنے تو کس برتے پہ اتراتی ہی شمع

جمع ہو جاتے ہین پروانے بھی ماتم کیلیے
تربتِ شادان پہ جب روتی ہوئی آتی ہی شمع

عام ہو جلوہ دیدار تو کیا کہنا ہے
لطف ہے یہ کہ ہون نامحرم و محرم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہے کچھ اور نہین
ہمسے محظوظ ہو تو تجھسے رہین ہم محظوظ

ردیفِ عینِ مہملہ

دل کو سمجھ رہا ہون مین دلدار کی متاع
اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

اس حسن کے تو جن و ملک بھی ہین مشتری
ایسی کہان ہے جیسی ہی سرکار کی متاع

حنظل کا جسطرح سے ثمر کام کا نہین
جائے ہی رائگان جو ہے بیکار کی متاع

جو خالی ہاتھ جائے تو کیا اُسکے ہاتھ آئے
لیوے جو کوئی اُسکی ہے بازار کی متاع

ہشیار رہ کہ دزد نہون تیرے گرد و پیش
غفلت ہی سے لُٹے ہی خریدار کی متاع

لائے ہین ہم کہان سے جو دینی کہین اُسے
جو کچھ ہے اپنے پاس وہ ہی یار کی متاع

شادان اسی رَوِش پہ رکھہ اپنا کاروبار
جاتی کہین سُنی نہین ہشیار کی متاع

دیکھنا تیرا سراسر ہے مجھے اے یار نفع
سب نہ سمجھین پر سمجھتا ہے اہی ہشیار نفع

ہر اک عسس کا کام نہین جو سمجھ سکے / ہوتی ہے کس طرح سے بیابان کی احتیاط

لازم ہے اُسکو ہو وے جو دنیا مین ہوشمند / رکھّے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

کیونکر نہ دل مین اُسکو چھپا کر رکھون مدام / برتر ہے اپنی جان سے جانان کی احتیاط

در سے ترے کہین مین ٹلون یہ محال ہے / مشہور ہے جہان مین دربان کی احتیاط

اُسپر نثار کیونکہ نہو جان و دل سے وہ / رکھتا ہے ذو الجلال تو شادان کی احتیاط

ردیفِ ظائے معجمہ

کیون نہون سُنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ / ایک مین ہی نہین محظوظ ہے عالم محظوظ

ہم بھی یون وصل سے اُس یار کی خوش رہتے ہین / جون ہم آغوشیِ گل سے ہوئی شبنم محظوظ

دوستون سے جو ملین دوست تو ہو جاتے ہین / عید کے روز ملاقات سے باہم محظوظ

تیرا الحان ہے داؤد کے مانند اے یار / اہلِ دل سُنکے اسے ہوتے ہین کیا کم محظوظ

راگ وہ شے ہے کہ ہین دام مین آہو آتے / ہو وے حیوان جو خوش کیون نہو آدم محظوظ

آپ کا شکر ین کیون نہ زبان و دل سے / آپ کے لطف سے ہم رہتے ہین خرم محظوظ

پانی کی طرح چاہیے ہر رنگ مین ملے
اُسکی خوشی سے کام ہے تکرار سے غرض

شادان نہ رکھیو اور چمن کی طرف نظر
رکھتے ہو تم جو اُس گلِ بیخار سے غرض

ردیفِ طاے مہملہ

ہر چند کچھ نظر مین نہین خاک کی بساط
پر اُسکے آگے ہیچ ہے افلاک کی بساط

باندھا جو عہد سو نہ کیا آج تک وفا
بس دیکھی ہمنے یار ہوسناک کی بساط

وہ تند خونگار کہان اور مین کہان
شعلے کے آگے کیا خس و خاشاک کی بساط

پہونچا نہ اُسکی کنہِ حقیقت کو زینہار
معلوم ہو گئی ہمین ادراک کی بساط

نکلے تھے ڈھونڈنے اُسے پایا نہ کچھ نشان
گردش مین ہین بڑی یہ ہی افلاک کی بساط

لائے پیام جو مرے دلدار کا شتاب
اتنی کہان ہے قاصدِ چالاک کی بساط

شادان محیطِ عشق سے لو پار ہو گیا
کیا اس سے بڑھکے اور ہو پیراک کی بساط

کیونکر رہے نہ اُسکو ہر آنکی احتیاط
رہتی ہے باغبانکو گلستان کی احتیاط

ردیفِ ضادِ معجمہ

باغبان ہر گھڑی کرتا ہے چمن مین مقراض
گل کترتی ہے نئے شاخِ کہن مین مقراض

کہین دیکھی نہ سُنی تیز زبانی ایسی
ہے زبان شوخ تری یا ہے دہن مین مقراض

قدرتی ہو جو تراش اُس مین نہین دخلِ بشر
کیا کریگا کوئی اب برگِ سمن مین مقراض

روشنی گل کے کترنے سے تو ہوتی ہے دوچند
واسطے شمع کے لازم ہے لگن مین مقراض

باد کو قدرتِ خالق نے بنایا خیاط
جبکہ آتی ہے خزان ہوتی ہے بن مین مقراض

قطع کرنا نہین لازم ہے سخن ہر اک کا
کیون چلاتے ہین عبث آپ سخن مین مقراض

قطع کرتی ہے رگِ حرص قناعت شادان
جسطرح چلتی ہے تیزی سے رسن مین مقراض

رکھنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض
کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت زدون سے کام نہ رکھ جہان مین
رکھے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

جو تیرے دل مین آوے سو ہمسے سلوک کر
ہمکو تو ہے ہمیشہ ترے پیار سے غرض

وان بندگی قبول ہے گر دل سے کیجیے
اُسکو نہین ہے سبحہ و زُنّار سے غرض

وہ جو پنہان ہے سبکی آنکھوں سی
کب ملے ہی کرین ہزار تلاش

نہین ہیوقت جستجو اچھی
چاہیے یار وقت کار تلاش

وہ تو اپنے ہی دل مین بستا ہی
تو جو کرتا ہے گلعذار تلاش

کسطرف جاکے چھپ رہا شادان
کرتے ہین اُسکے دوستدار تلاش

ردیف صاد مہملہ

کیا کرو ذکر ہے وقتِ سحر خاص
مگر تجھپر پڑے اُسکی نظر خاص

کیا کر یاد تو اُسکی ہمیشہ
ترا دل یار کو چاہے اگر خاص

ہنر مندون کا یہ ہیگا مقولہ
کہین ہوتا ہے یارو بی ہنر خاص

مرا دل چھین لینے کو ہے کافی
تری بالے مین جو ہی یہ گُہر خاص

یہ فیاضی کسیکی چاہتی ہے
کہ ہووے بہرہ ور ہر عام ہر خاص

تم اپنے دل مین شادان اُسکو ڈھونڈو
سوا اسکے نہین ہے کوئی گھر خاص

حال پر خلق کے کرتے ہو جو تم لطف و کرم
ایک عالم ہے دل و جان سے تمہارا دلسوز

ہے دعا ایزد سبحان سے یہی شاداں کی
فوجِ اعدا پہ رہیں آپ ہمیشہ فیروز

ردیفِ سینِ مہملہ

کس نے تجھے کہا تھا کہ جا طور پر برس
اے ابر آ اِدھر کسی مخمور پر برس

موسم میں جب برستا ہے ہوتی ہے تب بہار
ہر ماہ میں کیا برستا ہے دستور پر برس

عاشق کو چین کب ہے جدائی میں جان من
اک دن ہے ہجر کا ترے مہجور پر برس

سایہ ترا ہے رحمتِ باری جہان کو
ہے یہ دعا ہماری کہ جمہور پر برس

شاداں یہ ابرِ فیض سے کہتا ہے بار بار
نزدیک پر برس تو کبھی دور پر برس

ردیفِ شینِ معجمہ

[illegible]ون کیوں میں بار بار تلاش
دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

کرین تعریف ہم شادان تمہاری
غزل ایسی ہی تم لکھو اگر روز

مری نظرون مین ہے وہ بااثر روز — جو کرتا ہے کسیکے دل مین گھر روز
ترا پیارا خوشی کے ساتھہ تجھسے — ملے جسدن وہی ہے خوب تر روز
اُسیکو مغتنم بس جان اے دل — مسرت سے جو گذرے سر بسر روز
چمک جائین مری تاریک راتین — اگر آئے مرا رشکِ قمر روز
تجھی سے روشنی پاتا ہے خورشید — ترے ہی نور سے ہے جلوہ گر روز

درِ سلطان درِ حاتم ہے شادان
ملیگا جا تجھے وان سیم وزر روز

جشن کا روز تمہین ہووے مبارک ہر روز — ہر شب و روز رہے در پہ تمہارے نو روز
مثل اسکے نہ کبھی چشم فلک نے دیکھی — آپکی بزم طرب خیز ہے عشرت اندوز
شاہ سے میرے ارسطو بھی یہی کہتا ہے — اے سکندر تری حکمت تو ہی حکمت آموز
سیکڑون پہونچین ہین مقصود کو اپنی اُنسے — جسگھڑی نام خدا ہوتے ہین جلوہ افروز
آستان اُسکا ہے رتبے مین فلک سے برتر — ماہ و خور اُسکے جلو مین ہین رواں تا بہ ہنوز

ردیفِ زاے معجمہ

تم جسطرف نگاہ کرو ہے بہار سبز
ہر شاخِ گل ہے سبز تو ہر برگ و بار سبز

غنچے چٹک کے کہتے ہین کچھ اسمین شک نہین
آنے سے تیرے باغ ہوا گلعذار سبز

ساقی خدا کیواسطے مینا و جام لا
کیا خوشنما ہے دیکھہ تو یہ جویبار سبز

اے گل ترا گزر ہو تو سر سبز اور ہو
منہ پڑنے سے اگرچہ ہوا کوہسار سبز

اُسکے ہی عکس سے یہ زمرد کا رنگ ہی
جوڑا ترے بدن مین جو ہی لے نگار سبز

دیکھا جو سیر کرتے اُسے سبزہ زار مین
ڈالا گلے مین یار کے مینے کا ہار سبز

شادان نے سُنکے چھچے اُسکے یقین کیا
بلبل کی ہے نگاہ مین ہر شاخسار سبز

ترے ہی دھیان مین رہتا ہون ہر روز
پروتا ہون مین پلکون مین گہر روز

تمہاری یاد جب آتی ہے مجھکو
تو کیا کٹتی ہے خوش شام و سحر روز

کب آویگا مرا دلدار گھر مین
رہون ہون سوچ مین دو دو پہر روز

تبہ کاری مین اور لہو و لعب مین
تو کیون کھوتا ہے یون اے بیخبر روز

زمین و آسمان مین ڈہونڈ دیکھا ۔ نہین کوئی جو ہو تیرے برابر

چمکتا ہے جو شادان مثلِ خورشید
اُسیکا نور یہ چھایا ہے گھر گھر

کبھو تو نگاہِ کرم ہو ادھر ۔ کدھر جاؤن اب مین تجھی چھوڑ کر
کہون کس سے مین تو ہی انصاف کر ۔ اگر ہے حکایت مری دردِ سر
سزاوار تجکو تری صاحبی ۔ مرے حال پر بھی خدارا نظر
مین بھولا ہوا راہِ مقصود ہون ۔ بتا راہ مجکو مرے راہبر
ہوا انجام کیا اس گنہگار کا ۔ نہین ہے مجھے آہ اپنی خبر
مرے ساتھ کے سب ہنرمند ہین ۔ فقط ایک مین رہگیا بے ہنر
بہت دن سے مشتاق ہون مین ترا ۔ کریگا اِدھر بھی کبھو تو گذر
گنہگار کو گرچہ رو ہے کہان ۔ الٰہی دعا کو مری دے اثر
ترا نام ستار و غفار ہے ۔ خطاوار ہون مین ترا سربسر

مناجات شادان کی ہووے قبول
ترا نام جپتا ہے شام و سحر

لب رنگین کے آگے غنچۂ گل کی حقیقت کیا
کہ ہے لعلِ بدخشان بھی نثار اُس لعلِ خندان پر

مدادِ بحر سے بھی شکر اُسکا لکھ نہین سکتا
نگاہِ لطف جو اُس یار کی ہی حالِ شادان پر

تجھے دیکھون کسی دن آنکھ بھر کر
رکھیگا کب تلک مشتاق مجکو
جو قسمت کا لکھا ہے سو ملیگا
کھان کھوٹی کو نسبت ہی کھرے سے

پڑا ہون اسلیے مین تیرے در پر
پھرائیگا مجھے کب تک تو دردر
ارے نادان کیون پھرتا ہی گھر گھر
نہ کر تو زر گری اسجا پہ زرگر

کھلی جب آنکھ شادان کیا مزہ تھا
صنم کو خواب مین دیکھا جو دربر

پڑا پھرتا ہے کیون ایدہر سے اُدہر
توقع مین اسیکی ہے گزرتی
جدھر دیکھو اُدھر غولِ بیابان
بجز رسوائی کچھ حاصل نہو گا
نگر مین پھر گیا اِسکا ڈھنڈورا

خیال اب کیا ہی تیرا کیون ہی مضطر
کبھو تو آئیگا بر مین وہ دلبر
ترے بن کون ہو سکتا ہی رہبر
دوانے کسلیے پھرتا ہے دَر دَر
وہ ہے صاحب مرا مین اُسکا چاکر

یہی وہ قصے ہے جو کام اُنکی ہر منزل مین آئی ہے
مسافر کو بوقتِ کوچ آوازِ جرس بہتر

مقولہ ہے یہ دل کا وصل ہے دلدار کا اچھا
نظر کہتی ہے آنکھون مین کہ ہی اُسکا درس بہتر

بہت سی باتین ہونگی جنکو بہتر لوگ کہتے ہین
ہمین تو دیکھ لینا ہے ترا اے یار بس بہتر

جو ہین آزاد مشرب اُنکو پابندی نہین اچھی
کہین طوطی بھی کہتی ہی کہ ہوتا ہی قفس بہتر

دکن مین اور ملکون مین بفضلِ حضرتِ باری
ہوئی بارش اچی ہر سال سے ابکے برس بہتر

فریدون اور حاتم کا جہان مین نام ہی اب تک
تو مت کر بخل کی باتین کہ ہی دنیا مین جس بہتر

وہ بدتر دُزد سے ہی پاسبانی مین جو ناقص ہے
حفاظت جو کرے خلقت کی ہی وہ ہی عسس بہتر

رہے شادان نہ کیونکر شادمان دورِ سکندر مین
کہ حق مین دادخواہونکی ہے وہ فریادرس بہتر

بہار ایسی کبھی چھائی نہین دیکھی گلستان پر
گمان ہوتا ہے جنت کا زمین کوہی جانان پر

نہ وہ سامان کیا تو نے جو دان درکار تھا تجکو
عبث مغرور ہے اے دل دوانی پانکے سامان پر

کسی سے کیا غرض کیا مدعا کیا کام کیا مطلب
کہ تکیہ مجکو رہتا ہے ہمیشہ لطفِ جانان پر

چمن مین دیکھکر پھولونکی رنگت وجد آتا ہی
چڑہایا رنگ صانع نے عجب لعلِ بدخشان پر

گلِ بیخار تو ہے اور اُسے ہی خار سے نسبت
نہ کیون گل کا گریبان چاک ہو تیرے گریبان پر

اپنے جمال کا ہے وہ مفتون آپ ہی — جو شمع خود جلے اُسے پروانہ کیا ضرور

شانہ وہان ضرور ہے اُلجھے جہان مین بال — سُلجھی جہان ہو زلف وہان شانہ کیا ضرور

سُنتے ہین ہم کہ دشت مین مجنون نے گھر کیا — دیوانہ جو کہ ہو اُسے کاشانہ کیا ضرور

بیدانہ اُسکے دام مین دل آپ ہی پھنسا — مفتون دام جو ہو اُسے دانہ کیا ضرور

پابندِ حرص بحر مین غوطے لگاتے ہین — آزاد جو کہ ہو اُسے دُر دانہ کیا ضرور

جا پوچھ عاشقون سے تو اس بات کا مزہ — دل سے صنم کو پوجے تو بتخانہ کیا ضرور

شادان تو اسکی شرح مین کہہ دوسری غزل
اندھے ہین جو وہ کہتے ہین جانانہ کیا ضرور

دیوانے ہو وین جسجگہ فرزانہ کیا ضرور — فرزانے ہو وین ہمسرِ دیوانہ کیا ضرور

فی الفور لیجیے نہ ذرا دیر کیجیے — جو جنس بے بہا ہو تو بیعانہ کیا ضرور

ہین دانت اگر ضرور تو آرے کیواسطے — شمشیر آبدار کو دندانہ کیا ضرور

شادان کہانی اور کوئی کسطرح سُنے
رہتا ہے اُسکی یاد مین افسانہ کیا ضرور

نہ اسکی ہے ہوس بہتر نہ اُسکی ہے ہوس بہتر — جو اُسکی یاد مین گزرے وہی ہی اک نفس بہتر

وعدہ خلاف یار کو سمجھاؤن کسطرح
آیا نہ رحم اُسکو مرے انتظار پر

پہ مینے سے جسکے نشۂ دوبالا ہو ساقیا
دے جام اور جام سے مے خوشگوار پر

وہ کیا ہوا سے گل مین اُڑ گئی مری طرح
مانا کہ عندلیب کے ہین تین چار پر

کر شکر اُسکا جسنے یہ رتبہ تجھے دیا
شادان سدا رہے تو اسی اقتدار پہ

آتا ہے یار گرچہ مرے گھر مین بار بار
گہتی ہے چشم شوق کہ دیکھون ہزار بار

کیا نازنین نگار نزاکت سے ہی بھرا
جسکے گلے مین ہو وی ہے پھولونکا ہار بار

مت دیکھو اُسکو گھور کے کب تاب ہی اُسے
ہے جسکی چشم مست کو مے کا خمار بار

پستان یار سے ہی مثال اُسکو دیجیے
ایکے چمن مین لایا ہے کیا خوش انار بار

جا سیر باغ کو کہ طراوت ہو چشم مین
لایا ہر اک درخت ہے اب بیشمار بار

ہم تیرے در پہ کیسے کھڑے ہینگے او میان
محفل مین اپنی دی تو ہمین ایکبار بار

آٹھون پہر خیال ہی شادان کو اب ترا
اے کاش آئے چار پہر مین تو چار بار

سرشار حسن یار کو پیمانہ کیا ضرور
میکش جو ہو وے عشق کا میخانہ کیا ضرور

انسان کو خوے نیک سے کہتے ہین آدمی ۔۔۔ ہیزم کی ہے مثال جو رکھے نہ بُو اگر

شادان یہی ہے راہ سُنی ہے جو پیر سے
مت چھوڑ بھولکر اُسے اپنی جو ہے ڈگر

ہر صبح و شام یار کا دل مین خیال کر ۔۔۔ غفلت مین زینہار نہ رہ دیکھہ بھال کر
دوڑیگا جو گرے گا نصیحت یہ گوش کر ۔۔۔ ہووے کٹھن جو راہ قدم رکھہ سنبھال کر
ذرات ہرزہ گردی سے کیا فائدہ تجھے ۔۔۔ اک لحمہ بیٹھہ دل کو کبھو تو بحال کر
سُن بات وہ کہ جس سے بھلا ہو ترا سدا ۔۔۔ جس کان سے سُنے تو بدی گوشمال کر
اُس شوخ کو قرار نہین ہے قرار پر ۔۔۔ کب آئیگا تو یار سے اتنا سوال کر
احسان کر کے کہہ نہ زبان سے کہین مثل ۔۔۔ خاموش رہ تو نیکی کو دریا مین ڈال کر

شادان وہ آئنہ ہی نہین جسمین زنگ ہو
کر اپنے دل کو صاف تو کینہ نکال کر

کیا حُسن کی بہار ہے اُس گلعذار پر ۔۔۔ جوبن ہو جیسے پھولی پھلی شاخسار پر
پتھرا کے رہگئی وہین موسیٰ کی چشمِ شوق ۔۔۔ نور اُسکا جلوہ گر جو ہوا کوہسار پر
دیکھا نہ ہمسر اُسکا کسیکو جہان مین ۔۔۔ غالب ہے ایک یار مرا سو ہزار پر

ہان اور کھلا تازہ چمن اُسکی ثنا مین
شادان تو نہو خطۂ کشمیر سے باہر

ایدل تو سمجھ کر نہو تسخیر سے باہر
ہوتا ہے کوئی زلفِ گرہگیر سے باہر

گو اُسکی حقیقت نہین ظاہر کسی پر
مس کو نہ سمجھ تو کہ ہے اکسیر سے باہر

ہر گھٹ مین سمائی ہوئی یون ذات ہی اُسکی
روغن نہو جسطرح اجی شیر سے باہر

الفاظ کو معنی سے جدائی نہین ہوتی
ہوتا ہے کہین خواب بھی تعبیر سے باہر

صیاد مین کچھ ہووے جو چالاکی و چستی
جاتا نہین پھر صید کوئی تیر سے باہر

بیکار جو رہتا ہے اُٹھاتا ہے وہ نقصان
معمار کبھو تو نہو تعمیر سے باہر

شادان اُسے سُن لیکہ جو ہو کام کی کچھ بات
کسکام کا نسخہ جو ہو تاثیر سے باہر

دیر و حرم مین ایک تو ہی ہیگا جلوہ گر
حق بین جو ہی وہ اُسے پہچانے گا مگر

تِل اُوٹ ہے پہاڑ تماشے کی بات ہی
ہم تجکو ڈھونڈتے ہین پیارے نگر نگر

اِس بات کی تو ہیگی تمنا و آرزو
کیا لطف ہووے آج کہ آجاے تو اگر

پروانے سے مثال مگس کو نہ دیجیے
ہے سوز دل کے واسطے عاشق کا ہی جگر

شوخی سے جو لیجاے دلِ عاشقِ بیتاب
ایسے ہی پریزاد کا دیوانہ رہا کر

سُننا تو وہی بات کہ جو کام کی ہووے
شاداں نہ کبھو مائلِ افسانہ رہا کر

ہرگز نہ رہا کیجیے بیڈھنگ سے ملکر
ہر بات کیا کیجیے آہنگ سے مِلکر

وحدت کی حقیقت سُنو ہے شرح یہ اُسکی
پانی کی طرح رہیے سدا رنگ سے ملکر

بیشی و کمی اُسکی نظر کیجیے کب تک
پاسنگ بھی رہتا ہے بھلا سنگ سے ملکر

دل اپنا رکھا کیجے کدورت سے سدا صاف
آئینہ بھی رہتا ہے کہین زنگ سے ملکر

یون تارِ نظر تو بھی لگا یار سے اپنے
جون ڈور لگی رہتی ہے بس چنگ سے ملکر

ہنستے رہو جون پھول سدا صحنِ چمن مین
غنچے کی طرح رہیے نہ دلتنگ سے مِلکر

نادانون کی صحبت سے مضرت کا گمان ہے
شادان ہی تو رہ صاحبِ فرہنگ سے مِلکر

گر بحث پڑے تو نہو تقریر سے باہر
زنہار نہو نا کبھو تدبیر سے باہر

تقریر کیجیے اس مین ہے نہ تمہید ہی اسمین
ہے وصف ترے حُسن کا تحریر سے باہر

جو اُسنے لکھا ہے نہین ٹلتا ہے کسی سے
کوئی بھی ہوا ہے کہین تقدیر سے باہر

مٹتا ہے مٹانے سے کہان جوہر ذاتی
ہوتی ہے کہین آب بھی شمشیر سے باہر

دیکھا نہ کوئی ایسا نواز ندہ جہان مین
طنبور کے ہے تار سے آہنگ ہوا پر
افسوس سے کہتا ہے یہ بھنگڑ کہ غضب ہے
نظرون سے اُڑی جاتی ہے لوبنگ ہوا پر

نادانون کا جو کام ہے اچھا نہین شادان
سُن بات مری تو نہ اُڑا چنگ ہوا پر

دیکھی نہ کوئی گردشِ افلاک زمین پر
نت تازہ و سرسبز رہی تاک زمین پر
ہے حکم گل اندام کا فراشِ صبا کو
گلشن مین نہو کچھ خس و خاشاک زمین پر
سنجیدہ قدم چاہیے میدانِ جہان مین
مستی سے تو کیون پھرتا ہے بیباک زمین پر
پھرتے ہین فلک پر تری دہشت سے مہ و مہر
ہر ایک کو رہتی ہے تری دھاک زمین پر
آسان نہین یہ بات مگر ہووے مکدر
پانی کی طرح کون رہے پاک زمین پر

شادان تو نہ رہیو کبھو اس بات سے غافل
ڈھونڈیے سے ملے صاحبِ ادراک زمین پر

پی بادہ تو اب شوق سے مستانہ رہا کر
یاد اُسکی ہین ہر چیز سے بیگانہ رہا کر
رہ ایسا کہ جون پھول سے بُو ہووے مُنزہ
دنیا سے ملوث تو اب اتنا نہ رہا کر
تنویر سے جسکی یہ جہان ہیگا منور
اُس شمعِ شبستان کا پروانہ رہا کر

ہے سزاوار اسکو اُسکی صاحبی
پردۂ غفلت اُٹھا دے آنکھ سے

کیا خبر رہیگی تجھے اے بے خبر
یاد مین رکھ تو ہمین شام و سحر

ہے اُسی سے التجا اپنی مدام
دے ہے شادان کی دعا کو جو اثر

نشۂ مین دلبر کو دیکھا مین نے چُور
راست مین کہتا ہون تھا وہ رشک حور

آیتِ قرآن کی یہ تفسیر ہے
ہے جو وہ نزدیک مت کہہ اُسکو دُور

ذرہ کو خورشید سے نسبت نہین
وہ سلیمان ہے تو مین ہون مثلِ مور

جسکو کہتے ہین تکبر ہے بُرا
یا الٰہی دُور کر سر سے غرور

نور جسکا ہے در و دیوار مین
دیکھ لے آنکھون سے تو اُسکا ظہور

ایک دن شادان سے جو ملکر گیا
رات دن اُسکا ہی رہتا ہے سرور

بیڈھنگ نہ کہہ اُسکو جو ہے ڈھنگ ہوا پر
نیرنگیِ افلاک سے ہے رنگ ہوا پر

ہو تیر اسہارا تو کھچے کاہ سے آہن
ہمراہ بگولے لیکے چڑھے سنگ ہوا پر

جون شیر سے بکری سی لڑائی ہو زمین پر
یون باز سے گنجشک سے ہے جنگ ہوا پر

پیار رکھتا ہے تو ازبسکہ بہت پیارون پر
گر نظر مہر کی ٹک اپنے گنہگارون پر

بن ترے آسرا اُنکو تو نہین ای پیارے
دیکھیے کب ہو نظر لطف کی بیچارون پر

ٹکٹکی ایسی لگی رہتی ہے تجھسی جیسے
سب کو رہتی ہے مسافر کی نظر تارون پر

جام مے بھر کے محبت سے پلا بھر خدا
ساقیا لطف کیا چاہیے مےخوارون پر

ہم یہی چاہتے ہین ہمکو یہی بھاتا ہے
ناز کرتے ہو میان تم جو خریدارون پر

جمع کرتی ہے پریشانیِ دل ای شادان
زلف بکھرے ہے عجب حُسن سی رخسارون پر

جرم پر مت کر ہمارے تو نظر
گرچہ ہینگے غرقِ عصیان سر بسر

تیرے در کو چھوڑ کر جائین کہان
مت پھرا تو اپنے در سے در بدر

رحم اُنکے حال پر اب چاہیے
خلق کو ہیگا وہان سے بس خطر

گرچہ مجرم ہین کرم پر چاہیے
بیرخی اتنی بھی خلقت سے نکر

لاابالی یار کی درگاہ ہے
کب کسیکا اس جگہ ہووے گزر

سیکڑون دانا پڑے ہینگے جہان
کون پوچھے ہے تجھے ای بے ہنر

کچھ نہ بویا تونے جسپر یہ غرور
تخم جو بوتا ہے پاتا ہے ثمر

گلِ بیخار چمن مین ہے سدا تیری بہار
دیکھنے والے تجھے دیکھتے ہین لیل و نہار

اتنا ترسانا بھی عاشق کو نہین لازم ہے
تیرا مشتاق ہون آجا تو پیارے اکبار

شب معراج نہ کیون اُنکے لیے ہو ہر رات
انبیا اور ولی رہتے ہین دائم بیدار

اتنا کیون مست ہی کچھ تجکو نہین اپنی خبر
دن جوانی کے چلے خواب سی اب ہو ہشیار

بندگی اور عبادت تجھے کرنی ہے ضرور
کیون بدلتا ہے کیا اُس سے جو تونے اقرار

کونسی چیز پہ مغرور ہوا تو جگ مین
کیون میان کرتا ہے کس بات پہ اتنا پندار

اک غزل دوسری لکھ اُسکی ثنا مین شادان
حامی ہووے گا اسی بات پہ تیرا کرتار

یہ گنہگار سُنا نام ترا ہے غفار
حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستّار

دین و دنیا کی خبر کچھ نہین اُسکو معلوم
ہوش رکھتا نہین جو ہووے ہمیشہ سرشار

نحن اقرب سے یہ سمجھے کہ عجب بھول پڑی
دلمین تو بستا ہے پر تجکو نہ دیکھا دلدار

سیکڑون جوگی و سنیاسی تجھے چاہتے ہین
برہمن ڈالے ہین تنہا نہ گلے مین زنار

تیرے کارن ہی یہ سب بھیس بدلکر پیارے
ڈھونڈتے پھرتے ہین ملجای کسی شہر و دیار

تو ہر اک شے مین ہی اور پھر ہے منزہ سب سے
کبھو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

اُسکے اعدا ہوویں قربان عید مین جون گوسفند	اسطرف دیکھے جو بد بین آنکھ اُسکی ہووے کور
ماہ اور خورشید سے نسبت جو دیجے کچھ نہین	اُسکے چہرے سے خدائی کا چمکتا ہیگا نور
جسطرف دیکھو مسرت ہی جہان مین آشکار	عیش اور عشرت کا اُسکے عہد مین ہیگا ظہور
دہاک سے اُسکی گیا ہے شیر کا زہرہ پگھل	دیکھ تیور مٹ گیا سر سے مخالف کے غرور
تختِ شاہی شاہِ اسکندر کو دیتا زیب ہے	پڑ گیا ہے ماہ سے ماہی تلک یہ اسکا شور
جن و انسان ہین عطا پاشی سے اُسکی بہرہ ور	فیض یاب اُسکی سخا سے ہین ملک سے تا بہ مور
سبز ہووے کشت اُسکی ابرِ رحمت سے سدا	دست بستہ ہر برس آئے بہار اُسکے حضور

پھر ثنا خوان کیون نہووے اُسکا شادان شاد ہو
ہین ثنا خوانہ ہمین اُسکی جلتے ہین نزدیک و دور

ہین وہ متوالی نگاہین یا کسی ترکش کے تیر	بیگمان چلتی ہین یون جیسے کسی میکش کی تیر
اُسکا ترچھا دیکھنا خالی نہین انداز سے	دیکھیے تو دلمین جا لگتے ہین اُس ہوش کے تیر
نالۂ آتش فشان سے یہ ہوا دشمن کا حال	ہوش اُڑین جیسے ہوائی دیکھ کر آتش کے تیر
جو کہ ہو پامال اُس پر رحم کرنا چاہیے	ہٹ دھرم ہے جو کوئی عالم مین مارے عشق کے تیر
اپنے ترکِ شعلہ رو کو دیکھ شادان نے کہا	یون برستے ہین ترے ہاتھون سے جون آتش کے تیر

کب ملیگا کب کریگا شاد اپنے وصل سے — ڈھونڈتا پھرتا ہون تجکو اے پیارے ہر دیار
ریگِ صحرا کا شمار آتا نہین کچھ دہیان مین — وصف تیرا کیا کرے کوئی کہ ہیگا بیشمار
نام تیرا ہے زبان پر اور سُمرن ہاتھہ مین — کب ملیگا تو یہی رہتا ہے مجکو انتظار

بھولنا مت دل سے شادان کی تمنا یہی
دہیان رہتا ہی ترا اے یار اُسے لیل و نہار

لیکے پھولون کا طبق جسوقت آئی ہے بہار — جسطرف دیکھو نظر بھر کے تو چھائی ہے بہار
تازگی ہی تازگی آتی ہے ہر جانب نظر — کیا کہون آنکھون مین کیا بنکر سمائی ہے بہار
ہم ہین اور معشوق ہے سو سو طرحکی خوشی مین — ساقیا لا جام بھر کر یہ سنائی ہے بہار
دَور ہے شاہِ سکندر کا سراسر با نشاط — روز سامانِ طرب ساتھ اپنے لائی ہے بہار
تا کہ منظورِ نظر ہو شاہِ والا جاہ کی — زیب و زینت سے بناو اپنا بنائی ہے بہار
گھر مین میرے شاہ کے نت نت ہو شادی رچی — ہو نسبتی پوش کیا دہوم مچائی ہے بہار

دیکھ تو شادان خوشی سے آنکھ بھر کر ہر طرف
کھل رہے ہین پھول گلشن مین تو بہائی ہی بہار

یا الہی گھر مین سلطان کے ہمیشہ رکھ سرور — مال و دولت کا رہے اُسکے خزانے مین وفور

ڈھونڈتا ہے کب سے شادان کوئی تبلادے اُسے
کیون نظر سے چھپ گیا اپنا خریدارِ نظر

اتنے بھی تنتے نہین ہین تیغِ ابرو کھینچکر
مغز نکلے پوست سے جبدم نہین پھر قدر کچھ
اُسکی باریکی میان بہزاد پاوے کسطرح
جسکے دیکھے سے تسلی ہو دلِ بیتاب کو
مین محبت کا ہون بندہ ہوا اسطرح آتا نہین
یارِ جادو فن سے تجکو ہے محبت گر میان
تا کہ ہچشمون مین ہووے دل تری کچھ منزلت

کیون تو روٹھا ہے مرے دلدار اُٹھ کھینچکر
گل مین کیا رہتا ہے جب لیوے کوئی بُو کھینچکر
رہگیا حیران مانی اک سرِ مو کھینچکر
دیکھتا ہون مین وہی تصویرِ دلجو کھینچکر
ہان مجھے لیجاے تیری بُوے گیسو کھینچکر
تُو بلالے اپنی جانب خطِ جادو کھینچکر
اپنے پہلو مین بٹھالے اسکو بازو کھینچکر

دیر کچھ شادان نکر ہرگز بوقتِ امتحان
نامور ہو جا میان اسدم کمان تو کھینچکر

دیکھنا تیرا پیارے ہے مجھے باغ و بہار
دَورِ ساغر کسطرحکا تھا بدستِ یکدگر
چاہتا ہے دل کہ اک ساغر مجھے تو اور دے

گر نہ دیکھون ایکدم رہتا ہون مین بس بیقرار
بھولتا ابتک نہین شب کا مجھے جلسہ وہ یار
ابتلک اُترا نہین ساقی یہان شب کا خمار

ہے اُسی کے فضل سے امیدِ بخشائش مجھے
ہو رہا ہے جرم کا بارِ گران بالاے سر

نالۂ دل کو پہونچنا ہے شبِ غم تا بعرش
کہکشان کو چاہیے ہے نردبان بالاے سر

کچھ نہین اغراق اس مین سچ جو تھا مین نے کہا
تو نگہبان ہیگا میرا ہر زمان بالاے سر

تو مگر اُسکی حقیقت جانتا مطلق نہین
باغبان ہیگا ترے سروِ روان بالاے سر

اُسکے دامن کا سہارا کیون نہ لون مین حشر مین
دھوپ مین تو چاہیے ہو سائبان بالاے سر

سایۂ ابرِ کرم کا شک ہوا شادان مجھے
آئی جسدم یار کی تیغِ روان بالاے سر

میری نظرون سے تو کب باہر ہے جون تارِ نظر
دیکھتی رہتی ہے تجکو ہے یہی کارِ نظر

گل سے تو نازک ہے دیکھے سے بھی کمہلا جای ہے
کب نزاکت تیری ہوتی ہے سزاوارِ نظر

اک نگاہِ لطف ادہر بھی بندہ پرور کیجیے
مین تو رہتا ہون سدا تمسے طلبگارِ نظر

کوئی نشہ ہو دو روزہ اُسکا رہتا ہے سرور
کام کیا نشے سے مجکو مین ہون سرشارِ نظر

زلف کے پھندے مین جو آئے رہائی ہے محال
کب رہا ہوتا ہے جو ہووے گرفتارِ نظر

ناز اُسپر ہے ہمارا جسپہ دل ہے مبتلا
ہے نظر مین رات دن وہ ناز بردارِ نظر

حُسن تیرا آنکھ مین پتلی سا میری کُھب گیا
بن ترے اب دیکھنا ہوتا ہے یان بارِ نظر

اہلِ دل کو چاہیے دل ہی کرین تسخیرِ دل
گر منافع چاہتا ہے کھینچ لے تو زر بزر

ہے مثل مشہور یکدر گیر و محکم گیر و بس
اے دوانے کیون پھرے ہی تو جہان مین دربدر

اُس ہمائے حُسن کو لکھتا ہون مین شادان جو خط
جاے ہے نامہ مرا لیکر کبوتر پر بپر

جی سے تجکو چاہتا ہے اب تو دل کو پیار کر
یار جو تیرا ہے خاطر اُسکی میرے یار کر

جس سے آوے چین جی کو اور ہو تسکین فزون
گر تو کرتا ہے اری دل یار وہ دلدار کر

خوابِ غفلت مین رہیگا کب تلک ٹک جاگ لے
کام جو کرنا ہے تجکو ہو کے تو ہُشیار کر

ایسے دریا سے کہ جسکی تھاہ کچھ ملتی نہین
تو ہی کھیوٹ ہے مرا اللہ بیڑا پار کر

گرچہ اُسکے سامنے کہنے کی کچھ حاجت نہین
اپنے مالک سے مگر تو رازِ دل اظہار کر

بھولیجا جو کچھ کہ آگے کر چکا اے باولے
جو کہ کرنا ہے تجھے اب اُس سے تو اقرار کر

غرقِ بحرِ معصیت کب تک رہیگا بیخبر
جرم و عصیان سے تو شادان اب تو استغفار کر

تو سمجھتا ہے کہ ہے کیون آسمان بالای سر
ایستادہ ہے یہ بحرِ امتحان بالاے سر

ہے ترے نزدیک پر تو جانتا اُسکو نہین
یار تو تیرا کھڑا ہے بیگمان بالاے سر

دیکھہ اِسمین جو حال ہے اُسکا
تجکو شادان دیا ہے سب کاغذ

ردیفِ رائے مہملہ

یا الٰہی یہ دعا شادان کی ہے شام و سحر
شاہِ اسکندر رہے آباد تا دَورِ قمر

بات مین ادنی کو وہ اعلےٰ بنا دیتے ہین اب
ہے شہنشاہِ دکن کی بات مین ایسا اثر

دہوم ہے بخشش کی اُنکے شرق سے تا غرب
بخش دیتے ہین بسانِ ابرِ نیسان وہ گہر

شکوہٗ بیداد سے پہلے ہی دیتے ہین وہ داد
خلق مین دیکھا سُنا ایسا نہ ہمنے دادگر

باذل و عادل سخی صاحب مروت ذی کرم
اک جہان ہے اُسکی دولت سے ہمیشہ بہرہ ور

پرورش ہوگی ہنرمندون کی اُنکی ذات سے
دَور مین اُنکے اگر ڈہونڈو نہ پاؤ بے ہنر

وصف اُنکا کر سکے شادان کیا مقدور ہی
ہین جو سلطانِ دکن عالی نسب والا گہر

پردۂ خورشید مین ہو نور جیسے سر بسر
ہے سبھون کی پاس وہ پر ڈہونڈتے ہین گھر بگھر

رنگ مین رنگریز چندریکو بھگو دے جسطرح
یون کیا ہے رنگ مین پیاری نی ہمکو تر بتر

شادیانے خوشی کے بجتے ہین
رہے سرسبز شاہ کی اولاد

دورِ شمس و قمر رہے جب تک
قائم اُسکی خدا رکھے بنیاد

یہ دعا ہے مدام شادان کی
شاہ کا گھر سدا رہے آباد

ردیفِ ذالِ معجمہ

اُسنے بھیجا ہے مجکو اب کاغذ
لطف سے اپنے بے طلب کاغذ

دلکو جب تک نہ کچھ علاقہ ہو
کوئی لکھتا ہے بے سبب کاغذ

جسمین تیری حکایتین ہین صنم
دیکھتا ہون وہ روز و شب کاغذ

ولولہ میرے دلمین اُٹھتا ہے
یار آتا ہے تیرا جب کاغذ

جبکہ دیکھونگا تیری خوشنودی
مین لکھونگا پیارے تب کاغذ

وہ سند ہے تمام عالم کو
جو کیا تو نے منتخب کاغذ

مجھسے کہتا ہے یار شوخی سے
کیون تو لکھتا ہے بے سبب کاغذ

جسکے دیکھے سے دل ہوا مسرور
تو نے بھیجا مجھے عجب کاغذ

ردیفِ دال مہملہ

ملکِ شاہِ دکن رہے آباد
تندرستی سے نت رہے وہ شاد

غسلِ صحت کی جو سُنی ہے خبر
دلسے دیتے ہین سب مبارکباد

سلطنت مین یہ بات نادر ہے
کرتے ہین روز و شب خدا کی یاد

مال اور ملک و نعمتِ دنیا
ملتی ہے جو کہ مانگے دلکی مراد

عدل اُسکا ہے ایسا دنیا مین
داد ملتی ہے بے کیے فریاد

اُسکا شاگرد تھا ارسطو بھی
سب کمالون کا ہے وہی اُستاد

یہ دعا ہے ہمیشہ شادان کی
قائم اُسکی خدا رکھے بنیاد

دے صبا شاہ کو مبارکباد
جسکی دولت سے ہے مرادل شاد

ہے فضیلت مین ایسا وہ کامل
جسنے علم و ہنر کیا ایجاد

کامران اُسکے عہد مین مفلس
بہرہ ور اُسکے دَور مین آزاد

خالقِ دوجہان طفیلِ رسول
کرے پوری جو ہووے اُسکی مراد

ہزارون کام برآتے ہین دے لکے
دو نکتی جسگھڑی ہے گھر بگھر صبح

فدا اُسپر کرون مین اپنے دلکو
وہ آوے ناگہان دلبر اگر صبح

تہِ دل سے ہو تو صرفِ مناجات
دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

مسرت کیا کہین اسکی کہ وہ یار
ملا ہمسے ہوئی جب جلوہ گر صبح

ملے شادان اگر دلدار مجھسے
نثار اُسپر کرون مین سیم و زر صبح

ردیفِ خاے معجمہ

بالفرض اگر کہو کہ زبان ہے دہن مین شاخ
توبھی نہ سبز ایسی ہو جیسی چمن مین شاخ

گل لیجیے تو اسکی دوبالا ہو روشنی
ہوتی ہے شمعِ شب چمنِ انجمن مین شاخ

بڑہتا ہے شیر پینے سے جون طفلِ شیرخوار
یون پہیلتی ہے موسمِ باران بن مین شاخ

جو رخت کہنہ ہو اُسے درکار ہے رفو
پیوند خوب ہوتی ہے نخلِ کہن مین شاخ

شادان سنے اس زمین مین اچھی کہی غزل
گویا نئی طرح سے نکالی سخن مین شاخ

ردیفِ حاے حطی

ٹلیے نہ اُس سے جسمین ہو دلدار کی صلاح
راضی اُسی پہ رہیے جو ہو یار کی صلاح

وہ کام دیکھیے تو بگڑتا نہین کبھو
جس بات مین کہ ہوتی ہے دو چار کی صلاح

کب تک پڑا رہیگا تو غفلت کے خواب مین
اے دل بس اب تو لے کسی ہشیار کی صلاح

جس جاے پر شمار ہو اہلِ صلاح کا
لیتا ہے کون مجھسے گنہگار کی صلاح

کیا ڈر عسس کا اور کسیکا اُسے ہو خوف
لیوے جو کوئی آن کے سرکار کی صلاح

اندھا بتاوے راہ اندھیرے مین کور کو
میکش مدام مانے ہے میخوار کی صلاح

دیکر فریب تجکو ڈبو دینگے چاہ مین
مت لے کبھو تو بھول کے اغیار کی صلاح

زنہار جنگ مین نہ مخنث سے کام رکھ
لینا مقابلے مین تو سردار کی صلاح

دیدار یار ہو ویگا اُس حیلہ سے اُسے
شادان نے لی ہے دیدۂ بیدار کی صلاح

چمن مین گل لہکتے ہین جو ہر صبح
بجھا دیتی ہے شبنم سے گہر صبح

جگا دیتی ہے یکسر غافلونکو
بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح

ابر کیسا اُمنڈ کے آیا ہے
یا آلٰہی یہ خوب برسے آج

شعر کہہ آبدار اے شاداں
بے بہا ہووے جو گہر سے آج

ردیفِ جیم فارسی

ہاتھ اس عاشقِ جانباز سے اکبار نہ کھینچ
دل تڑپتا ہے یہی بات سوا اے یار نہ کھینچ

ہمتو خوگر ہین اسی بات کے شکوہ کیسا
ہاتھ شوخی سے تو ای شوخ خبردار نہ کھینچ

چاہتا ہون کہ تری دید کرون بے پردہ
سامنے بہرِ خدا پردے کی دیوار نہ کھینچ

ڈور الفت کی ہے نازک نہ کہین جاوی ٹوٹ
تار جو تونے لگایا ہی سو وہ تار نہ کھینچ

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجھا ہے
خار کی طرح سے تو دامنِ دلدار نہ کھینچ

ہاتھ کا کام نہین نقشِ صنم کر دلمین
کھینچ نہین سکتی ہے تصویر تو زنہار نہ کھینچ

ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے
رنج تو کھینچ مگر منتِ اغیار نہ کھینچ

عرض شادان کی یہی ہی کہ گلے مین تیرے
ہار الفت کا جو ڈالا ہے تو وہ ہار نہ کھینچ

کر رہا ہے جو بات ہمسے آج
دل ہے خوش اُسکے اس کرم سے آج

جوکہ یکرنگ ہے اجی اُسکو
کام ہے دیر اور حرم سے آج

مختلف گرچہ دیکھنے مین ہین
ہے صدا ایک زیر و بم سے آج

معتبر جس جگہ نہووے سخن
فائدہ کیا وہان قسم سے آج

جوکہ دینا ہے لطف سے دیجے
عرض میری یہ ہے صنم سے آج

جلد دلوائیے نہ کیجے دیر
پڑ گیا کام ہے درم سے آج

اپنی قسمت پہ رہتے ہین شادان
کیا ہمین کام بیش و کم سے آج

یار نکلا ہے میرا گھر سے آج
نور دہ چند ہے قمر سے آج

جسکو دیکھا تھا خواب مین اُسکو
یاد کرتا ہون مین سحر سے آج

جبکہ بندہ ہون مین ترا دل سے
مت گرا تو مجھے نظر سے آج

دیکھیے کسطرح سے بنتی ہے
ہے بڑا کام فتنہ گر سے آج

باغبان خود لُٹا رہا ہے دیکھ
بھر لے جھولی کو تو ثمر سے آج

مثل خورشید کے ہے جسکا نور
یار آتا ہے کر و فر سے آج

جلوہ اُس مہ کا جو ہے پر تو فگن
کیا چمک ہی دیکھنا اختر مین آج

ہر ورق مین ذکر پاتا ہون ترا
غور کرتا ہون مین جس دفتر مین آج

شہ کی آمد ہے کہ نکلا آفتاب
غل پڑا ہیگا یہی لشکر مین آج

ہے نظر مین جس طرف دیکھو بہار
جلوہ گر ہے وہ جو بحر و بر مین آج

مہربان ساقی ہمارے واسطے
بادہ بھر لایا ہے کیا ساغر مین آج

فیض کسکا ہے یہ شادان پوچھیے
موج زن ہے آب جو گوہر مین آج

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج
یہ خوشی ہے ملے وہ ہمسے آج

چشمِ ساقی سے ہو گئے سرشار
کیا غرض ہمکو جامِ جم سے آج

اسقدر بیرخی نہین لازم
میرے پیارے تو مل کرم سے آج

دہیان رکھتے ہین دمبدم تیرا
دم ہمارا ہے تیرے دم سے آج

کیون نہ قدمون پہ سر جھکاؤن کہ ہی
سرفرازی ترے قدم سے آج

مین ہون مداح یار کا شادان
لکھ رہا ہون ثنا قلم سے آج

مرے ملنے مین ای پیارے ترا نقصان کیا ہی
جو تو کرتا ہے ہٹ اتنی بتا دے دلربا باعث

نسیمِ لطف اُسکی سب کے دل کو تازہ رکھتی ہی
چمن مین گل کے کھلنے کی ہوئی بادِ صبا باعث

ارے شادان خبر ہے یا نہین اس باتکی تجکو
تری عقدہ کشائی کے ہوئے مشکلکشا باعث

ردیفِ جیمِ عربی

موتیون کے مثل بوندین ابر نے برسائین آج
شاہِ اسکندر کے گھر اللہ رکھے اُسکا راج

راجہ اندر کا سا ہے جشنِ طرب برسات مین
زیب دیتا ہی سکندر شاہ کو ہی تخت و تاج

مثلِ ذرہ مہر کے پرتو سے سب ہین بہرہ ور
جتنے سلطان ہین جہان مین اُسکو دیتے ہین خراج

کھوٹ پن دنیا مین جتنا تھا نکالا جانچ کر
سکۂ خالص دیا ہے عہد مین اپنے رواج

قائل اُسکی اُستواری کے تو ہین گے سب حکیم
عہد سے اپنے نہین ٹلتا وہ ہے قائم مزاج

ایسے شاہنشاہ کا ہو کیون نہ شادان مدح خوان
ہے وہ یکتا دوسرے کی کب ہی اُسکو احتیاج

آفتاب آیا ہمارے بر مین آج
روشنی ہی جس سے ساری گھر مین آج

فراغت مجکو حاصل ہے فقط اُس یار کی باعث
مری آنکھین ہین روشن جلوۂ دیدار کی باعث

سُنا تو نے اسی باعث اُسے شیطان کہتے ہین
ذلیل و خوار کیون ہوتا ہے تو پندار کی باعث

مجھے پہچانتے ہین رشتۂ الفت سی اہلِ دل
برہمن جسطرح مشہور ہو زُنار کی باعث

کہان ہو چین عاشق کو پھنسے جو دام مین دلسی
گرفتاریِ دل ہے طرۂ طرار کی باعث

گزر تو حجبتون سے تاکہ تجھسے یار راضی ہو
نہین آتا ہے تیری پاس وہ تکرار کی باعث

ہمیشہ شکر مین اُسکا کرون کیونکر نہ ای شادان
مجھے حاصل جو ہے یہ مرتبہ دلدار کی باعث

نہ آنیکا مین تجھسے پوچھتا ہون برملا باعث
نہ آیا بر مین کیون میرے مجھے اسکا بتا باعث

ہزارون کام ہین تجھسے نہ آؤن پاس کیون تیرے
جو مجھسے پوچھتا ہی تو تو دیتا ہون جتا باعث

تماشا ہے کہ بن دیکھے یہان تو مین تڑپتا ہون
گرا دینے کو بیر دیکھے ہوئی ہی وان حنا باعث

مریدونکا ہے بیڑا پار مرشد کی توجہ سے
روان کرنیکو کشتی کی ہوا ہے ناخدا باعث

زہے طالع پھنسا تھا جسطرح دامِ مصیبت مین
رہائی کو مری پر ہو گیا لطفِ خدا باعث

ہوا ہے کیا گنہ مجھسے ہوئی ہی کیا خطا مجھسے
نگہ کرتے نہین ہو اسطرف تم ہے یہ کیا باعث

بذاتِ خود سراسر نگارین ہے وہ رنگین ہی
نہین کچھ زینتِ پا کا ترے رنگِ حنا باعث

موسم مین وقتِ صبح صبا صحنِ باغ سے
گل کا طبق لے بہر نثار آئی در بسنت

محفل مین آج نغمہ سرائی کو گل بدست
لے نذر بلبلون کی قطار آئی در بسنت

محفل مین شاہ کی جو مچا ہیگا راگ رنگ
زہرہ فلک سے لیکے ستار آئی در بسنت

مشاطۂ بہار سکندر کے واسطے
لے گل کا ہار بہرِ سنگار آئی در بسنت

شادان نثار ہونے شہنشاہ کی حضور
لیکر چھڑی گلون کی ہزار آئی در بسنت

رکھے تو اگر حرفِ فراموش پر انگشت
مت بھول تو مسجد مین کبھو گوش پر انگشت

یون دلکی صفائی کے لیے چاہیے صوفی
کف لینے کو جون مارتے ہین جوش پر انگشت

مجلس مین تماشا ہو عجب طرحکا جسوقت
چپ کہہ کے وہ رکھے لبِ خاموش پہ انگشت

بندش سے یہان قافیے کی صاف وگرنہ
مہمل ہے اگر کوئی کہے ہوش پر انگشت

انگشت نما کرتا ہے شادان کو بتِ شوخ
صوفی رکھے جسطرح سے مینوش پر انگشت

ردیفِ ثاے مثلثہ

رُخ دیویگا تو جو کچھ بھی ہمکو ۔۔۔ ہم تجھسے کرینگے یار تب بات
کیا بات ہے کیون خفا ہے دل مین ۔۔۔ کر بھر خدا تو مجھ سے اب بات
رہتے ہین اسیکے منتظر ہم ۔۔۔ سچ بولو کروگے ہمسے کب بات

خدمت مین تمہاری میرے صاحب
شادان تو کرے ہی بادب بات

یہ تجھسے ہے مری ہر دم مناجات ۔۔۔ کہ پورے کردے میرے دلکے حاجات
سخن تیرا تو کرلیتا ہے تسخیر ۔۔۔ فسون ہے سحر ہے یا ہے کرامات
ہزارون عید سے بہتر ہے مجکو ۔۔۔ میسر ہووے گر تیری ملاقات
خصوصاً یار جب ہوتا ہے بر مین ۔۔۔ بھلی لگتی ہے سب موسم مین برسات
وہ مہمان ہے مرا یان کچھ نہین ہے ۔۔۔ سوا اک دل کے کیا کیجے مدارات
اُچٹ جاتی ہے نیند آنکھون سے میری ۔۔۔ سُنا کرتا ہون جب تیری حکایات

اجی یہ بات سچ کہتا ہے شادان
کہان ہے چین تم بن اُسکو دن رات

ساعت خوشی کی مثلِ نگار آئی درسبنت ۔۔۔ شاہِ دکن کے گھر مین بہار آئی درسبنت

ہر اک گھر شادمانی دَورِ اسکندر مین کیسی ہے
کہ جسکے لطف سے بجتی ہی شادان جابجا نوبت

روٹھے ہوے ہو تم تو کرتے ہو ہمسی کب بات
دل سے نثار ہونگے ہمسے کروگی جب بات

اسبات کو سمجھ کر ہم چھیڑتے ہین تمکو
ہرگز نہین کروگے تم ہمسے بی سبب بات

شاید تمہین کسی نے ایسا ہی ڈہب سکھایا
کرتے ہو تم جو ہمسے آہستہ تر یہ اب بات

تیرا ہی دہیان ہیگا تیرا ہی گیان ہیگا
کرتے ہین ای پیاری ہم تجھسے روز و شب بات

آنیکا قصد کرکے وان سوچ تم رہے ہو
یان دل تڑپ رہا ہے یہ بھی ہی کچھ عجب بات

بیفائدہ تو کہنا کچھ کام کا نہین ہے
کرنی وہی ہے لازم جو ہووی منتخب بات

رہتا ہون مین اسیکا امیدوار دلسے
سچ تو کہو پیارے ہمسے کروگی کب بات

گر تم ہزار غمزہ مجھسے کیا کروگے
بندے سے پر نہوگی خدمت مین بی ادب بات

لکھ کر ردیف یہی جو اس غزل مین ہیگی
کر بحر دوسری مین شادان تو اور ڈہب بات

کرتے ہین صنم سے ہم جواب بات
کہتا ہے تو کر نہ بے سبب بات

ہمسے جو کرے ہے غنچہ لب بات
ہم دل سے کرین ہین روز و شب بات

کیون تو دوڑاتا ہی نادان حرص کا گھوڑا بہت
دلمین ہی جسکے قناعت اُسکو ہی تھوڑا بہت

رہِ الفت ہی کٹھن رکھنا نہ تو اس مین قدم
راہبر وکہتے ہین ہیگا راہ مین روڑا بہت

تن کے ڈہکنے سے غرض ہی چھوڑ تو اسراف کو
اے دوانے کیا کریگا ایک ہی جوڑا بہت

کب تلک بیرخ رہیگا اپنے دلبر سے میان
رُخ اُدہر کرلے کبھو تو گرچہ مُنہ موڑا بہت

ہو شکستِ نفس تو اک بات بھی ہی کوہکن
فائدہ کیا تو نے پتھر کو اگر پھوڑا بہت

مالِ دنیا سے غنی ہین منعم اربابِ عشق
جو ہے اس دولت سے محروم اُسکو ہی توڑا بہت

گرچہ فرصت کارِ دنیا سے نہین شادان تجھے
ذکر کرنا چاہیے اللہ کا تھوڑا بہت

یہ دیتی ہی صدا در پر جو بجتی ہے سدا نوبت
سحر کے وقت اُسکی یاد مین شادان بجا نوبت

لگے گی آجکی شب سُبھ گھڑی سب لوگ کہتے ہین
ارے نقارچی ہے جشنِ شاہانہ بجا نوبت

ذرا ہم بھی سُنین تو ذکرِ حق کسطرح کرتا ہے
بجانیکا ترے شُہرہ سُنا ہیگا سُنا نوبت

رقیبِ روسیہ لیتا ہے کیون ہمسے تعلی کی
ہماری بھی ترقی کی تو آویگی بھلا نوبت

مسرت جسکے سُننے سے دوبالا دلکو ہو جائے
کہین بجتی ہوئی اسطرح دیکھی ہی بتا نوبت

ندیکھا ایسا باذل اور سخی ہمنے زمانے مین
ق
جواہر جسنے بخشے سامنے ہے اُسکی کیا نوبت

رنگ ہی ایک پہ سو رنگ سے کھینچا ہی اُسے
ہے نظر مین مری دیکھی ہی جو گھر گھر صورت

خلق گو کچھ بھی کہے لیک جہان ہون وان مین
ساتھ تیرا تو نہ چھوڑونگا مین اب ہر صورت

دہیان رہتا ہے مجھی اُسکا اسی باعث سے
نظر آتی ہے مری آنکھ مین اکثر صورت

پوچھ دیکھا اسے ہر ایک سے مین عالم مین
تیری صورت سے کہین ہوتی ہی بہتر صورت

اور لکھی گا غزل شوق مین اُسکے شادان
نظر آوے گی کبھو اُسکی جو خوشتر صورت

مین نے دیکھی ہی تری یار جو اکثر صورت
ہووے تسکین نظر آوے تری گر صورت

تجکو نسبت نہین باطن مین مگر کچھ اُس سے
گرچہ ہے تیری یہان مثلِ قلندر صورت

پردۂ چشم مین اُسکو مین چھپا رکھونگا
نظر آوے جو تری مجکو مکرر صورت

تو مگر آپ کرم کر کے اُٹھا دے پردہ
ورنہ پردے مین نظر آئیگی کیونکر صورت

یان مصور کا نہین کام مگر الفت سے
مین نے کھینچی ہے تری صفحۂ دلپر صورت

میری خاطر سے تو اے یار پہن لی گہنا
خوشنما ہوتی ہے معلوم بزیور صورت

سوچکر کہتا ہے اسبات کو دلمین شادان
ڈہونڈ کر لاؤن کہان تیرے برابر صورت

پاسبانی ہے سزاوار اُسکو وہ ہے پاسبان
کسطرح ہوتا ہے کوئی پاسبانِ کوی دوست

گو چھپا دین سو طرح سی لیک چھپ سکتی نہین
رہروانِ کوی جانان میہمانِ کوی دوست

کچھ نہین ہے لاف اسمین صاف مینے کہدیا
جو کہ ہین آزاد وہ ہین پہلوانِ کوی دوست

ایسے دیسون سے تو شادان ملکی خوش ہوتا نہین
اُنکا ہے مشتاق جو ہین ساکنانِ کوی دوست

ذکر مین عمر کٹے جن کی سدارات کی وقت
پھول کیون انکے دہن سی نہ جھڑین باتکی وقت

جیسے خورشید نکلنے سے جہان ہو روشن
خط یہ اُٹھتا ہے ہمین تیری ملاقات کی وقت

اے بخیل اتنا بھی بدنام نہو دنیا مین
کیون تو مہمان سے بگڑتا ہی مدارات کی وقت

دوسرا لطف ہی گر ہووے صنم اپنے پاس
ساقیا مے تو بھلی لگتی ہی برسات کی وقت

کونسی بات کی کہہ گھر مین کمی ہی تیرے
کیون تو ترساتا ہے لوگونکو عنایات کی وقت

جیت اور ہار زمانیکی لگی رہتی ہے
ششدر اتنا بھی نہو کھیل مین تو مات کی وقت

صبح افلاک پہ کہتے ہین ملائک آمین
ہاتھ شادان جو اُٹھاتا ہے مناجات کے وقت

دیکھے آئینہ بھی تیری جو سکندر صورت
ہوسکے حیران کہے کیا ہی منور صورت

ردیفِ تاے فوقانی

لطف رکھتی ہے برنگِ یکدگر ہر ہر نوشت
پر نہین مٹتی ہے جو اُسنے لکھی ہی سر نوشت

صاف جون سلکِ گہر تھے یکقلم اُسکے حروف
خوب دیکھی جانچ کر ہمنے تری اکثر نوشت

لوحِ دلپر نقش جو ہوتا ہے کیونکر پہ چھیلیے
محو گر کیجے اُسے جاتی نہین ہی ہر نوشت

کیا کہے اُسکو کوئی جو کچھ نہ آئے فہم مین
جو ترے اوصاف ہین آتی نہین اندر نوشت

مثلِ آئینہ ہوا حیرت زدہ مین دیکھ کر
جو لکھی آبِ طلا سے یار نے یکسر نوشت

سیرِ گلشن مین کہان یہ لطف ہی اور تازگی
مردمک کی تازگی چاہی تو دیکھا کر نوشت

شاد ہو کہتا ہے شادان دیکھکر تحریرِ یار
کسنے ہے دیکھی سُنی ایسی کہین بہتر نوشت

کوئی بتلادے مجھے آکر نشانِ کوی دوست
یا مرے آگے کرے کوئی بیانِ کوی دوست

دل تو ہے اُسکا ٹھکانا اسطرح جسکی بھول ہی
ڈھونڈتا پھرتا ہون کس جا ہی مکانِ کوی دوست

اسکو جو سمجھا ہے وہ سمجھا ہی اس دنیا مین کچھ
اس جہان سے دوسرا ہیگا جہانِ کوی دوست

کوئی بھی آکر سناوے جس سی دل کو چین ہو
چاہتا ہے دل کہ سُنیے داستانِ کوی دوست

راتدن یون ہی گزرتی ہے یوہین کٹتی ہے
بیقراری ہے تری یاد مین مثلِ سیماب

جبکہ کھلتی ہے میری آنکھ اُچٹ جائی ہی نیند
دھیان تیرا جو بندھا مجکو تو ہے تو ہمخواب

ہو پہونچ جس سے مری کوچۂ محبوب تلک
کوئی بتلادے مجھے آکے اجی راہِ صواب

بحرِ دنیا سے جو ہو پار تو ہان جانین ہم
گرچہ ایسا تو شناور ہے کہ پانی پہ حباب

جا کے پیوستہ ہو دریا سے تو کچھ آب ملے
کیون تو دہوکی مین پڑا ہیگا بھلا مثلِ سراب

آبیاری سے میسر ہے اُسے فصلِ بہار
لطف سے تیرے جو ہی مزرعِ شادان سبزا

کب سی ہون آپکی درگاہ کا دربان صاحب
دردِ دل کا مرے اب کیجیے درمان صاحب

بیکسون کا تمہین کہتا ہے زمانہ والی
جنکو سامان نہین تم اُنکے ہو سامان صاحب

تم سوا کون ہے جس سی کہون احوال اپنا
مشکلین جتنی ہین سب کیجیے آسان صاحب

آپکو پا کے نچھوڑونگا کبھی مین زنہار
اب مرا ہاتھ ہے اور آپکا دامان صاحب

راست کہتا ہون نہین اسمین تکلف ہرگز
ڈر مجھے کسکا ہے جب تم ہو نگہبان صاحب

اتنو ظاہر ہوئی یہ بات چھپیگی کیونکر
مین تو اک بندہ ہون اور تم ہو مری جان صاحب

کیا مجال ایسی جگہ مین جو ذرا دم مارون
جسطرح رکھنی ہو تم اُس مین ہون شادان صاحب

وقت کو ہاتھ سے مت دے کہ نہ پھر آویگا — یاد کر اُسکی جواب ہیگا مہیا اسباب

کیون تو کھوتا ہے اُسے لہو و لعب مین نادان — مفت جاتا ہے ترے ہاتھ سے ہنگام شباب

برگ و بر شاخ و شجر ذکر کیا کرتے ہین — تیری ہی یاد مین رہتے ہین سبھی شیخ و شباب

دوسری بار ہر اک طور سے ہو کر شادان
تیرے ہی عشق و محبت مین ہین لکھتا ہون کتاب

اتنا کیون کرتا ہے اے یار تو عاشق سے حجاب — حال کو میرے ذرا دیکھ اُٹھا مُنہ سے نقاب

جو گزرتی ہے مرے دل پہ تجھے ہی معلوم — لا مرے یار کا قاصد تو شتابی سے جواب

اِس سے بڑھ کر نہین سجدے کی جگہ اور کوئی — ابروِ یار رہے مجکو تو بجائے محراب

اسطرح شوخ نظر پڑتی ہے اُسکی ہر سو — موج مارے ہی ہر اک سمت کو جیسے تالاب

کیون عبث ہاتھ سے کھوتا ہے تو یہ وقتِ عزیز — طفل کی طرح سے ہوتا ہی جو ہر وقت خراب

وقت کھوتا ہے جو ہر پھر کے ادہر اور اُدہر — بیل تیلی کا ہے تو بحر کا یا ہے گرداب

کسنے اسطرح گرہ دی غزل ثالث کی
کام شادان کا یہ ہے آج نہین جسکا جواب

جب سے دیکھا ہے ترا روے منور مہتاب[۱] — لوٹتا مشرق سے تا غرب ہے ہو کر بیتاب

[۱] یعنی مہتاب نے دیکھا

تعصب سے نہین ہرگز مجھے کام — جو پوچھو مجھسے میرا ہے یہ مشرب

تو بخشے یا نہ بخشے ہون گنہ گار — ترا تو نام ہے غفار یا رب

عنایت کی نظر سے دیکھہ اُسکو
کہ تجھسے ہے یہی شادان کا مطلب

عجب ہے عکس کو اُسکے حجاب در تہِ آب — حجاب سی جو گیا ہے نقاب در تہِ آب

فلک پہ جسکا جھمکڑا نظر کے آگے ہی — تو دیکھ ہے یہ وہی آفتاب در تہِ آب

حباب کا جو یہ خیمہ تنا ہے دریا پر — کھنچی ہے اُسکی بظاہر طناب در تہِ آب

جو بات ہونی ہوتی ہے وہ ہی ہوتی ہے — جو بھونیے نہین بھنتا کباب در تہِ آب

کرے نہ ریگ کا جسطرح سے شمار کوئی — شمار ماہی کا ہے بیحساب در تہِ آب

نہین ہے اُسکی خدائی کی انتہا دیکھو — جو کھودیے تو نکلتا ہی آب در تہِ آب

تو غوطہ مار کے شادان نکال حکمت سے
چھپا ہوا ہے وہ دُرِ خوش آب در تہِ آب

پند دیتا ہون تجھے گوش تو کر در ہر باب — گوہر ناب کو لے بسکہ جو ہیگا نایاب

جیسے اکسیر ہے نایاب مین سچ کہتا ہون — ڈھونڈیے تو نہین ملتے ہین جہان مین احباب

اگرچہ منزلت اُسکی نہین ہے
بلالے اپنے شادان کو کسی ڈہب

مرا دل چاہتا ہیگا تجھے اب — ملیگا تو پیارے آن کر کب
اگرچہ عید دن شادی کا ہے لیک — وہی ہے عید مجکو تو ملے جب
مزہ اسباب کا کیا پوچھتے ہو — جو کٹتی ہے خوشی سے وصل کی شب
فلک کا دَور جب تک ہے زمین پر — ق — سکندر جاہ کو رکھہ شاد یارب
اُٹھا کر آنکھہ جب وہ دیکھتا ہے — ہزارونکا تو بر آتا ہے مطلب
مہ و خورشید اُس سے بہرہ ور ہین — چمکتا ہے جہان مین اُسکا کوکب

پہلو پہولو رہو شادان و فرحان
دعا دینا تو ہے شادان کا مشرب

لڑی تھی آنکھہ میری شوخ سے جب — ہوا اُنھا حال میرے دلکا کیا تب
منا کر مین تو اُسکو تھک گیا ہون — لے آوے کوئی پیارے کو کسی ڈہب
نہ رکھہ توکل یہ گلر و بیکلی مین — نہین ہے چین آجا آج کی شب
مجھے بھی کردے اس لذت سی محظوظ — ترے لب سی جو ہے ساغر لبالب

نظر ٹک مہر کی کرنا تمہین لازم ہی اب صاحب
تمہاری حکم سے باہر بھلا ہم ہینگے کب صاحب

اگرچہ جانتے ہین کب تمہین پروا کسیکی ہے
نہ روٹھو تم اجی زنہار ہمسے بے سبب صاحب

ہزارون ڈھب تمہاری واسطے ملنے کے سہارے
ملو اگر روز ہمسے بھی نکالو کوئی ڈھب صاحب

کرمی کی صفت تمسے ہزارون سیکھ جاتی ہین
کوئی کیا تمسے مانگے دیتے ہو تم بیطلب صاحب

نہ بھولو دل سے تم اپنے یہی ہی آرزو میری
تمہارا دھیان رہتا ہی مجھے تو روز و شب صاحب

تمہارے بن نہین آتا ہی اکدن چین کیا کیجی
وہی ہے سبحہ گھڑی پھیرا تمہارا ہوی جب صاحب

ہزارون رنگ سی دیکھا تمھین شادان نی ہو شادان
تمہاری صاحبی نام خدا ہے کچھ عجب صاحب

تمنا ہے مجھے دیکھون تجھے کب
پڑیگا چین دیکھونگا تجھے جب

نہین ہے دلکو میرے چین جب سے
سنا ہے دلربا آتا ہے امشب

مین روٹھے کو مناؤن کس طرح سے
بتاؤ تم علاج اس بات کا اب

لگی ہیگی لگن میرے اور اسکے
گواہی دیجیئے اس بات پر سب

مرا مطلب عبث سب پوچھتے ہین
مجھے تو دیکھنا ہے اسکا مطلب

اٹھا دے آنکھ سے غفلت کا پردہ
مین تجھسے مانگتا ہون تجکو یارب

حال دشمن کا پوچھ مت ہمسے
سوختہ جسطرح کباب رہا

صاف مطلع جو تھا کدورت سے
آفتاب آج بیحجاب رہا

طفل بے تربیت پہ ہے افسوس
جو کہ ابتر ہوا خراب رہا

ہوسکے دوش جون کدو بر آب
بار سے سنگ غرقِ آب رہا

فضل خالق سے جاودان شادان
وصلِ دلبر سے کامیاب رہا

دلدار کو ہر طرحسے روٹھے تو سمجھانا پڑا
خاطر سے اُسکی جسطرف لیجائے وہ جانا پڑا

کیا لااُبالی یار ہے قائم نہین اک رنگ پر
ہر رنگ سے ہر طرحسے اب اُسکو بہلانا پڑا

بہلائیے سمجھائیے پرچائیے ہر طور سے
آوے نہ پیار اجسگھڑی تو اُسکو بلوانا پڑا

سو سو طرح سے پھیریے شانہ کو لیکر ہاتھ مین
جب پیچ آوے زلف مین پھر اُسکو سلجھانا پڑا

دورِ سکندر جاہ مین کیا خلق کو آرام ہے
ہر اک سہیلی کہتی ہے چل ری سکھی جانا پڑا

شادان حقیقت اُسکی اب نہ ملین تو اپنی سوچ لی
آوے نہ وہ دلبر اگر ہر طور سے لانا پڑا

ردیف بائے موحدہ

ناامیدی مین دے ہی وہ اُمید
شب ہجران کو کب سحر نہ کیا

عیب کچھ تو اُسے نظر آیا
میرے دل مین جو اپنا گھر نہ کیا

اتنا بے باک کیون ہوا غافل
اے دوانے کبھو حذر نہ کیا

بزمِ محبوب تھی ادب کی جگھ
ڈر تجھے چاہیے تھا ڈر نہ کیا

شکر اُسکے کرم کا کر شادان
اپنے در سے جو در بدر نہ کیا

جب سے دیکھا تجھے نہ ہوش رہا
ہو کے حیرت زدہ خموش رہا

رات ساری تڑپتے ہی گزری
تیرے ملنے کا دل مین جوش رہا

بھول ایسی پڑی تھی کیا مجکو
جو کہا تونے سُن بگوش رہا

اُسکا ممنون کیون نہو شادان
جسکا احسان بارِ دوش رہا

جسطرح بحر مین حباب رہا
اپنا اسطرح سے شباب رہا

حسن کو تیرے دیکھ حیرت سے
برلبِ بام آفتاب رہا

دلِ مضطر کو صبح سے تا شام
تیرے ملنے کا اضطراب رہا

آنکھ میری جھپک گئی یکسر
شوخ جسوقت دوبدو آیا

قدر اُسکی تو جانتا ہون مین
ہے غنیمت جو وہ کبھو آیا

دلمین میرے جو تو بسے ہی سدا
خواب مین دیکھتا ہون تو آیا

کیون نہ شادان کرے خوشی اسکی
شکر ہے یار نیکخو آیا

آسرا اُس سوا رکھون کس کا
فی الحقیقت وہی ہے جس تس کا

دیکھ کر یار آنکھ کو تیری
پھول کھلا گیا ہے نرگس کا

اپنے دل ہی کو تو بنا اکسیر
فائدہ کیا جو ہو طلا مس کا

ماہ انجم مین جون نظر آوے
زیب تو یون ہے ساری مجلس کا

دوسرے سے غرض نرکھ ہرگز
رکھ بھروسا تو یار مونس کا

فضل اللہ سے اُترتا ہے
زہر چڑھتا ہے جسگھڑی لس کا

بات اچھی ہوئی سنا شادان
تھا تکبر دماغ مین کھسکا

مین نے پیدا جو کچھ ہنر نہ کیا
میرا کہنا اُسے اثر نہ کیا

توبھی اب ڈوبے ڈال جانان پر
جیسے کشتی کو آب نے کھینچا

ہفت اقلیم کی خلائق کو
شاہِ عالیجناب نے کھینچا

دلکو عاشق کے جو تڑپتا تھا
زلف کے پیچ وتاب نے کھینچا

مین نہ دیتا تھا دل اُسے شادان
دل اُسی بیحجاب نے کھینچا

یار اپنا بہار مین آیا
مے پلانے خمار مین آیا

چین کب تھا بغیر اُسکے ہمین
رہتے تھے انتظار مین آیا

قول اُس یار کا تو سچا ہے
جو کہا تھا قرار مین آیا

وصف شاہِ دکن کا جسنے سُنا
دور سے اُس دیار مین آیا

نہر پانیکی شاہِ اسکندر
دیکھنے لالہ زار مین آیا

مثلِ پروانہ عاشقِ شیدا
سیر کو بزم یار مین آیا

کام کیا ہیگا غیر سے شادان
یار اپنا کنار مین آیا

ایکدن وہ جو رد بر و آیا
آبِ رفتہ جو تھا بجو آیا

جو کہانی مری سناویگا
روٹھے اُس یار کو مناویگا

کیا کہوں کارساز کی قدرت
کام اپنے سبھی بناویگا

تب کریگا تو رحم جب کوئی
حال میرا تجھے جتاویگا

تک رہا ہوں اُسے جو مین دلسی
ہے یقین ایکدن وہ آویگا

التجا کب سے دیکھ کرتے ہین
اپنا مکھڑا کبھو دکھاویگا

دل سے شادان ہے مبتلا جسکا
میرے دلکو تو وہ ہی بہاویگا

آبِ دریا سحاب نے کھینچا
پھر اُسے آفتاب نے کھینچا

خیمہ دریا پہ ہوگیا برپا
جب ہوا کو حباب نے کھینچا

ابر مین جیسے آفتاب چھپے
حُسن اُسکا نقاب نے کھینچا

دھوکا پانی کا دیکے اپنی طرف
تشنہ لب کو سراب نے کھینچا

جون مگس گر پڑے ہی میٹھے پر
میکشونکو شراب نے کھینچا

دل جو اُسکا جلا تھا گرمی سے
خوب روغن کباب نے کھینچا

تھا جو گمراہ راہبر اُسکو
بل مین راہِ صواب نے کھینچا

شب و روز بھرتے ہین دم آپکا
کیا ہمکو ممنون کرم آپکا

مکان ایک ہی گرچہ راہین ہین دو
یہ دیر آپکا وہ حرم آپکا

پلک مارنے مین کہان ہی کہان
زیادہ ہے بجلی سے رم آپکا

مناسب نہین اسقدر جانِ من
باحوالِ عاشق ستم آپکا

نہو جسطرح خار گل سے جدا
نچھوڑونگا ہرگز قدم آپکا

سدا اُسپہ چشم کرم چاہیے
کہ بندہ ہے شادان صنم آپکا

ڈھونڈ اُسکو ادہر اُدھر دیکھا
دل مین تھا پر نہ بے خبر دیکھا

یار آنے پر کب ہوا راضی
جو کہ کرنا تھا مین نے کر دیکھا

باغ کیا مفت باغبان کو ملا
تخم بویا تھا سو ثمر دیکھا

یار میرا تھا اسطرح روپوش
نہ ملا گو گھر ایک گھر دیکھا

خواب سے چونک کر اُٹھا جسوقت
اُسکو پہلو مین جلوہ گر دیکھا

شادمانی سے کہتا ہے شادان
نظر آیا تو بھر نظر دیکھا

توکس بھروسے پہ اتنا غرور کرتا ہے
کہاں سے تو نے یہ پیدا کیا دماغ نیا
یہی ہے وقت سمجھ لے تو اور کچھ کر لے
تو تنگ وقت مین پیدا نکر فراغ نیا

تمام سال کی کلفت گئی ارے شادان
بچار شنبۂ آخر جو دیکھا باغ نیا

بھلی لگے ہے کسے سیر بوستان تنہا
نہ جاؤن باغ کو بے یار باغبان تنہا
قرار و ہوش و خرد سبکو لیکے ساتھ اپنے
چلے ہو چھوڑ کہان ہمکو مہربان تنہا
خلائق اور ملائک تری ثنا مین ہین
کرون ہون وصف ترا کچھ نہ مین بیان تنہا
مزہ اُٹھیگا بہت ساتھ مین مجھے لی چل
نجا تو سیر گلستان کو اے جوان تنہا

لپٹ گلے سے تو شادان کی تا کہ ہو آرام
کٹے گی تیرے سوا کس طرح یہان تنہا

ترا سخن نہین قطرہ دماغ کا ٹپکا
کہ جون ہو شعلہ زمین پر چراغ کا ٹپکا
سحر کے وقت گلستان مین ہی بہار اُس سے
نہین یہ اوس ہے لالی کے داغ کا ٹپکا
کسی کے خون شدہ دل کا پتا یہ دیتا ہی
شکست سے جو لگا ہے ایاغ کا ٹپکا
کھلا لے کھا لے جو کچھ کام آوی ای شادان
ثمر درخت سے خوشرنگ باغ کا ٹپکا

بسایا تمنے یہ کسطرح کا جہان نیا — کہ یان ہے بات نئی اور ہی بیان نیا

جہان تلک تمھین کرنا تھا سو وہ کر گزرے — کہان تلک یہ کروگے تم امتحان نیا

تمہارے ایسے کہین بدگمان ہوتے ہین — گمان ہوتا ہے پر تمکو ہے گمان نیا

جو کچھ بھی عیش میسر ہو تو غنیمت جان — زمانہ رنگ بدلتا ہے آن آن نیا

کچھ اُسکی کیجیے مدارات اور دلداری — تمہارے گھر مین جو آتا ہے میہمان نیا

نظر مین ہم اُسے رکھتے ہین مردمک آسا — بسے ہے دل مین ہمارے جو مہربان نیا

وہ کہتے ہین کہ یہ عاشق کا آشنا نکلا — کہان سے لائیے اب ڈھونڈ پاسبان نیا

ہزارون ٹھوکرین کھائین تب اُسنے کچھ پایا — سمجھ مین پیر کو پہونچے ہی کب جوان نیا

پڑے ہین بھول کی جو لوگ اسکی گردش مین — پرانے چرخ کو کہتے ہین آسمان نیا

برائے سیر خلائق سدا رہے شادان — بنایا تمنے جو ہے باغ مین مکان نیا

شب برات مین روشن ہو جون چراغ نیا — بروز عید بھی درکار ہے ایاغ نیا

پھرے ہزارون ہی محنت سے ڈھونڈتی تمکو — ملا ہے دل کی ذریعے سے اب سراغ نیا

تمھاری روٹھنے سے اور اس مچلنے سے — ہر ایک آن مین عشاق کو ہے داغ نیا

صنم کے ہاتھ سے جسوقت ہمنے جام لیا
مزہ جو دورِ فلک مین تھا سو تمام لیا

ہمین امید یہ اُس شوخ سے نہ تھی لیکن
نگاہ پڑتے ہی کس لطف سے سلام لیا

ہمین جو کام تھا اُس سے سو کر دیا پورا
اُسے جو کام تھا ہمسے سو اُسنے کام لیا

تمام کُلفتین دنیا کی دُور بھاگ گئین
اُسیکے نام کو جب ہمنے صبح و شام لیا

ہزار طرح کی نعمت کا کیا بیان کیجے
دیا جو یار نے شادان کو لا کلام لیا

نہین اُترتا ہے آنکھون سے جو خمار چڑھا
عجیب نرگسِ شہلا پہ رنگ یار چڑھا

نصیحتون سے ہی ناصح کی اسطرح تسکین
کہ بیٹھتا ہے برسنے سے جون غبار چڑھا

فلک پہ جادے اگر برق و باد کے مانند
کبھو تو گرتا ہے گھوڑے سے شہسوار چڑھا

غرور پر جو چڑھے ہے گرے ہی وہ ایسا
ڈھلکتا پانی ہو جسطرح کوہسار چڑھا

تلاش کرتے تھے ہر روز جسکی صحرا مین
خدا کے فضل سے اب ہاتھ وہ نگار چڑھا

نپوچھ عشق کی حالت کبھو تو عاشق سے
کہ کس کے واسطے کوٹھے پہ بیقرار چڑھا

تجھے جو دیکھا ہے شادان سرور مین ہمنے
ہماری آنکھون مین ہے نشۂ بیشمار چڑھا

صد شکر اُسنے ہمکو آج اپنا یار مانا
ہمنے کہا جو اُس سے بے اختیار مانا

ساقی نہ بیخبر ہو احوالِ ہکیسان سہی
ساغر پلا تو اُسکو جسنے خمار مانا

ہم اعتبار اُسکا اب کیا کرین بتاؤ
اُس شوخ نے تو ہمکو بے اعتبار مانا

ہیگا جو شوخ چنچل آتا ہے دام مین کب
ہم کہہ تھکے نہ اُسنے پر زینہار مانا

ہیگا وہ لاوبالی شادان نکر تو حجت
کہنا ترا جو اُسنے ہی ایکبار مانا

آتا ہے آج کی شب سُنتے ہین یار اپنا
جی چاہتا ہے جسکو بے اختیار اپنا

سیرِ بہارِ گلشن کیا پوچھتے ہو ہمسے
نظرون مین ہے ہماری رشکِ بہار اپنا

اسواسطے بچھایا ہمنے ہے دامِ الفت
آجاے دام مین اب شاید شکار اپنا

اُسکو نہین ہے لازم ملنے مین دیر کرنا
آتا ہے یاد ہمکو ابتو نگار اپنا

جون طفلِ شیرخوارہ پالے ہی مادر اُسکی
یون ہمکو پالتا ہے پروردگار اپنا

شادان کو ہے بھروسا اُسکا ہی کچھ نہ پوچھو
کیا ڈر ہمین کہ حامی ہے شہریار اپنا

اُسیگھڑی کہ جو ہمنے کسیکا نام لیا
تڑپ رہا تھا دل اپنا سو اُسنے تھام لیا

دل میرا ایسا جان تو دلدار مین بند ہا
آویزہ اُسکے گوش کا جون تار مین بند ہا

دل بیقرار ہے جو کسی طرح جا ملون
مجکو خیالِ زلف شب تار مین بند ہا

کب ہو نجات ایسے گرفتار کو بھلا
تارِ نظر ہے طرۂ طرار مین بند ہا

لیل و نہار دیکھیے یک جا نظر پڑے
پٹھا زری کا یار کی دستار مین بند ہا

ہر ایک خبط رکھتا ہے اپنے خیال مین
بامھن کا اعتقاد ہی زنار مین بند ہا

شادان اُسیکی زیست بھلی ہے جہان مین
ہے جسکا دہیان شام و سحر یار مین بند ہا

دونون جہان پہ رحم و کرم ہے رحیم کا
جو فعل ہے سو خوب ہے میرے حکیم کا

نیسان کی بوند چاہے ہی جیسے سدا صدف
محتاج مین ہون ایسا ہی اپنے کریم کا

تقریر تو جو کرتا ہے تکرار یان نہین
قائل ہون مین تو تیری ہی طبع سلیم کا

پائے گا بو تو ہو گا شگفتہ وہ مثلِ گل
غنچہ امیدوار ہے تیری شمیم کا

اِکروز لطف سے تو ادھر آ دم سحر
جون غنچہ منتظر ہون مین تیری نسیم کا

پیارے کبھو نگاہ کرم کی کر ادھر
امیدوار رہتا ہون فیضِ عمیم کا

شادان سوال کیون نہ کرون اُس سے بارہا
خوگر ہون مین قدیم سے لطفِ قدیم کا

تیرے بغیر چین نہ تھا رات دن اُسے
کیا پوچھتا ہے یار جو عاشق کا حال تھا

ایسا جواب دے کہ نہ ملنے مین ہو درنگ
تو مجھسے کب ملیگا یہ میرا سوال تھا

لیلی بغیر جیسے کہ مجنون ہوا تباہ
دیکھے بغیر تیرے ہمارا یہ حال تھا

شادان وہ کیا گھڑی تھی مبارک مین کیا کہون
دیکھا جو اسکا حُسن عجب بے مثال تھا

جس روز اُسکے سامنے تو بیحجاب تھا
شرمندہ تیرے حُسن سے کیا آفتاب تھا

ملنے کا تھا پیام اِدہر سے مگر وہان
میرے سوال کا نہ کوئی بھی جواب تھا

تو جسکو در سے دُور کرے دربدر پھرے
مُنہ جس سے تو نے پھیر لیا وہ خراب تھا

جو دیر و کعبہ چھوڑ گیا کوے یار کو
گمراہ مت کہو کہ براہِ صواب تھا

دیکھا نہ مین نے تیرے سوا دو جہان مین کچھ
تجکو جو مین نے چُنکے لیا انتخاب تھا

کیا شکر اسکا کیجیے اللہ رے کرم
جو کچھ کہ مین نے اُس سے کہا مستجاب تھا

حیرت مین ہم ہین سوچکے اپنے مین ہر گھڑی
جو کچھ کہ تھا سو عمر مین عہدِ شباب تھا

کیا اُس سے ایسی بات ہوئی قابلِ کرم
شادان کے حال پر جو کرم بیحساب تھا

اے یار جان و دل سے تجھے چاہتا ہون مین
کیونکر رہے نہ ناز مجھے تیری چاہ کا

دفتر ہزار ہو وین پہ ہرگز لکھا نجاے
لکھین حساب گر مرے جرم و گناہ کا

بیڑا ہو پار جسگھڑی دیکھے نگاہ بھر
کرتا ہون انتظار مین اُسکی نگاہ کا

دنیا مین جسکو کہتی ہے شادان تمام خلق
اُسکو تو اعتماد ہے تیری پناہ کا

پردے مین چھپ رہا ہے جو محبوب دیکھنا
سیری نہ جب تلک ہو اُسے خوب دیکھنا

مدت سے انتظار مین ہین بیقرار ہم
کب بھیجتا ہے وہ ہمین مکتوب دیکھنا

لکھنے سے جو کتے ہین بھلا کاتب عمل
جو کچھ کیا ہے ہو ویگا محسوب دیکھنا

آنکھون مین ہے جو شرم تو اُسپر نجایئے
ہوتا ہے بیحجاب وہ محجوب دیکھنا

برسات خوب ہوئے خدا سے یہی دعا
شادان کا تب برآوے گا مطلوب دیکھنا

دیکھا تو خواب مین بھی ترا ہی خیال تھا
اُٹھا جو چونک کر وہی شوق وصال تھا

کب دوسرا سماتا ہے آنکھو نمین بن ترے
دیکھا مین جسطرف کو ترا ہی خیال تھا

داتا نہین ہے دوسرا تیرے سوا کوئی
پالا جو بیکسون کو ترا ہی کمال تھا

سمجھکے سوچکے اسکو مین کیون کہون شادان
مری زبان پہ نام اُسکا بار بار رہا

جو نقشِ دل ہوا وہ مٹایا نہ جائیگا
اُسکو بھلائیے تو بھلایا نہ جائیگا

کیا دیکھیے دکھائیے گم عقل و ہوش ہین
دیکھا جو ہمنے اُسکو دکھایا نہ جائیگا

پر دیمین دل کی جلوہ فزا ہے جو داغِ عشق
گر سو طرح چھپاؤ چھپایا نہ جائیگا

مت روٹھہ ہمسے ہمتو عنایت کے ہین غلام
روٹھا اگر تو ہمسے منایا نہ جائیگا

منزل ہے دور خارِ مغیلان ہین راہ مین
بارِ گران ہے سر پہ اُٹھایا نہ جائیگا

شادان اُسے سنائیے جسکو نہو خبر
وہ سُن رہا ہے آپ سنایا نجائیگا

دیکھا مین شب کو چہرہ جو اُس رشکِ ماہ کا
عالم ہوا کچھ اور ہی اپنی نگاہ کا

جسکی پلک سنان ہے اور ہے نگاہ تیر
ہو وے کہان مقابلہ اُس بی سیاہ کا

اعمال جیسے میرے ہین سب ہین آشکار
محضر کہان سے لاؤن مین مُہرِ گواہ کا

حسرت ہے جسکی داغ ہے لالی کو باغ مین
دیکھے تو کوئی لطف مری سیرگاہ کا

دامِ نگہ سے جسکے نہ کوئی نکل سکے
آئین اور کچھ ہے مرے کجکلاہ کا

آنکھ جھپکی نہ مری تارِ نظر کا جو بندھا
رات بھر چاند سا مکھڑا ترا دیکھا ہی کیا

کتنا سمجھائیے کچھ کہیے سمجھتا ہی نہین
غیر کو دوست وہ دشمن بے مجھے سمجھا ہی کیا

ہم نہ عاشق ہون تو پھر کون ہو کہیے شادان
عشق کے واسطے اُسنے ہمین پیدا ہی کیا

اپنا بندہ مجھے سمجھا ہی کیا
کام میرا مرا مولا ہی کیا [۵]

کام کرنیکے جو تھے کچھ نہ کیے
جو کیا دل نے سو بیجا ہی کیا

دیکھکر حسن ترا ایک نظر
دلکو مین اپنے سنبھالا ہی کیا

تھا جو پردہ سو اُٹھا کر رخ سے
عشق کو میرے دوبالا ہی کیا

شرح کیا کیجیے اُسکی شادان
اُسکی قدرت کو مین دیکھا ہی کیا

ہمیشہ فرطِ حیا سے وہ پردہ دار رہا
ہمیشہ دید کا مشتاق بیقرار رہا

حقیقت اُسکی وہی سمجھے جسکو لذت ہی
تمہارے نشے مین مجکو کہان خمار رہا

ترے خیال مین شب بھر لگی نہ آنکھ اپنی
تڑپتے یون ہی کٹی اور انتظار رہا

محبت اسکو ہی کہیے کہ مثلِ مقناطیس
تری کشش مین کہان مجکو اختیار رہا

[۵] اب زبان یون ہے کام میرے مولا ہی نے کیا ۱۲

نازنین ہمتو ترے ناز کے ہینگے عاشق	پھر تو کیون ناز سے کہتا ہے مچل جاؤنگا
جتنی شوخی تو کرے عین عنایت تیری	شوخ باتون سے تری مین کوئی ٹل جاؤنگا
عہد جو ہے کیا تجھ سے نہین ٹلنے کے	عہد کر کسلیے کہتا ہے بدل جاؤنگا

ساتھ شادان کے اگر سیر چمن ہے منظور
آج کسواسطے کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

کیا کہون آپکے عاشق کا ہی کیا حال ہوا	آپ سے دل کا لگانا اُسے جنجال ہوا
دیر ملنے مین جو کرتا ہے تجھے کیا حاصل	ایکدن ہجر کا میرے لیے اک سال ہوا
زلف عارض پہ ترے پھر نگہ دام ہوئی	دلفریبی کے لیے رُخپہ ترے خال ہوا
نظرِ مہر سے تیری جو بنا ہے خورشید	پڑگئی سنگ پر اُسکی جو نظر لال ہوا
جب چلا سیرِ چمن کو وہ مرا گل اندام	گل بھی مانندِ حنا دیکھکے پامال ہوا

دیکھنا یار کا تاثیر عجب رکھتا ہے
دیکھا شادان نے اُسے صاحبِ اقبال ہوا

جو کیا تو نے مرے یار سو اچھا ہی کیا	عمر بھر مین نے تو قدرت کا تماشا ہی کیا
دستگیری کی جو تھی شرط نباہی تو نے	گر نے ہرگز نہ دیا مجکو سنبھالا ہی کیا

رشتۂ دام جو منقار سے بلبل کترا — قدرت اُسکی ہے جو قدرت سے نیا گل کترا

بندِ غم سے مین اسی بات سے آزاد ہوا — جو علاقہ تھا بمقراضِ توکل کترا

دوست شادان کا حقیقت مین عجب کام کیا
پر دشمن کو جو سو طرح کے دے جُل کترا

اس طرف دہوم سے ساون کا مہینا آیا — اُسطرف یار لیے ساغر و مینا آیا

جھوکے کھاتا ہے نزاکت سے سراپا تیرا — گل پہ شبنم کی طرح ہے جو پسینا آیا

تحتِ فرمانِ سکندر ہین جو سب دیو پری — ہاتھ کیا اُسکے سلیمان کا نگینا آیا

سوزنِ خار تو ہی ہاتھ مین تیرے ای گل — چاک دامن کا مگر تجھکو نہ سینا آیا

علم مجلس کا ہر اک شخص کو کب آتا ہے — بیٹھ خاموش جو تجھکو نہ قرینا آیا

بحرِ غم مین تہا پڑا اُسنے لگائی جب تیغ — مین یہ سمجھا کہ مجھے لینے سفینا آیا

گرچہ بے فیض جیا لاکھہ برس بھی تو کیا — خیر جس سے ہوئی کام اُسکا ہی جینا آیا

لوگ کہتے ہین تری دہوم ہی بخشش کی سدا
غیب سے ہاتھ مین شادان کے خزینا آیا

گرچہ مین عشق مین آپے سے نکل جاؤنگا — تو سنبھالے گا جو مجکو تو سنبھل جاؤنگا

گلبدن دیکھہ تجھے غنچہ ہوا ہے دلتنگ
آ گے عارض کے ترے گل کی ہے زیبائی کیا

عاشقون سے جو کرین شوخ ٹہٹولی یکسر
ہاتھ لڑکون کی ہے دیوانونکی رسوائی کیا

دیکھہ رفتار تری کبک بھی گم کردی چال
قد و قامت سے ترے سرو کی رعنائی کیا

سچ بتا تا کہ نکل جاے یہ دل کا کھٹکا
ہے قسم یار تجھے ہمسے قسم کھائی کیا

اتنی توہٹ نہ تجھے چاہیے اب ملنے مین
یا ن تک آتا جو نہین دل مین تری آئی کیا

دو جہان کا تجھے مالک نہ کہی کیون شادان
ہے ترے سامنے اب اور کی دارائی کیا

گل ترے ہاتھ سے جسوقت دلارا ٹوٹا
جسنے دیکھا سو کہا کیا یہ ستارا ٹوٹا

اتنا بھی کھینچنا لازم نہ تجھے تھا مطرب
تار طنبور جو کھینچا تو بچارا ٹوٹا

ٹوٹے کو جوڑنا ہے کام جوانمردون کا
جور دے یار مرے دل کا سہارا ٹوٹا

کھیل مت ایسا جگت مین جو ہنسائی ہووے
گیند بننے کو تری پھول ہزارا ٹوٹا

آہ پھر روٹھہ گیا کون منائے اُسکو
تار الفت کا بندھا تھا جو دوبارا ٹوٹا

دل جب آتا ہے تو روکے سے کہین رکتا ہے
موج کی زور سے دریا کا کنارا ٹوٹا

سختیان عشق بتان مین نہ اُٹھاؤ شادان
کون جوڑیگا اُسے دل جو تمہارا ٹوٹا

فرشِ گل مین رگِ گل جسکو کھٹکتی ہووی — جہاں ٹاء مژگان سے جو دامن اُسی سوزن سمجھا

عاشق ازبسکہ فدا ہوتا ہے اُس گلرو پر — جسطرف سیر کو نکلا اُسے گلشن سمجھا

اپنے عاشق کا شبِ تار مین دل گُردہ دیکھ — نہ ڈرا اگرچہ تری زلف کو ناگن سمجھا

رہ پڑا جا کے وہین گھر سے نکلکر شادان
کوچۂ یار کو اپنے لیے مامن سمجھا

جسنے دیکھا اُسے سو جان سے تماشائی تھا — طاقِ نسیان پہ وہان دفترِ دانائی تھا

گُل مین جون رنگ ہو پیوستہ نزاکت آمیز — پیرہن یار کا یا جامۂ زیبائی تھا

نقشِ دیوار ہوا دیکھ کے ہر اک اُسکو — ملکے غازے کو وہ جب محوِ خود آرائی تھا

مہندی ہاتھون مین لگائی تھی اسکی باعث — شوخ کے دل مین مگر دعوئ رعنائی تھا

دلِ پژمردۂ عاشق کے جلا دینے کو — یار کی باتون مین اعجازِ مسیحائی تھا

قابلِ قدر تھا دیوانۂ زلفِ جانان — مت کہو اُسکو کہ کس طرح کا سودائی تھا

کیا کرون خاکِ دریار کی شادان تعریف
وہی سرمہ تو مجھے باعثِ بینائی تھا

گر نہ دیکھا ہو تمہین پھر کہو بینائی کیا — جب نہ پہچانا تمہین پھر کہو دانائی کیا

موج دریا کی تلاطم سے یہی کہتی ہے
کس نے پایا ہے بھلا دیکھ کنارا میرا

نہ مکان کوئی رہے گا نہ مکین دنیا مین
اُنکی غفلت ہے جو کہتے ہین تمہارا میرا

آسرا مجکو اُسیکا ہے وہی حافظ ہے
ہے مرا یا تو ہر وقت سہارا میرا

اے مرے ماہ ترا وصف کہون دل سے کیا
نور سے تیرے چمکتا ہے ستارا میرا

آکے شادان کو لگاتا ہے گلے سے اپنے
کیا سمجھتا ہے مرا یار اشارا میرا

ہم جسے چاہتے ہین چاہنے والا نکلا
چاہ مین دیکھ کہ وہ سب سے نرالا نکلا

مثلِ خط گرد تو ہے اُسکے کھلا نافرمان
سیر کو باغ کی چل یار کہ لالا نکلا

جسنے دیکھا سو پھنسا دام مین جا کر اُسکی
ماہ کے گرد عجب طرح کا ہالا نکلا

شمس کو دیکھ فلک پر وہ نمودار ہوا
کیا پڑا سوتا ہے اسوقت اُجالا نکلا

ساقیا دیر نکر بھر کے تو دے شادان کو
گھر سے اپنے وہ لیے خالی پیالا نکلا

تھا وہ دشمن سبھی اسواسطے دشمن سمجھا
غیر بدظن تھا مجھے اس لیے بدظن سمجھا

اپنے عاشق کا پرستار تو وہ خود ہی ہے
اور مجکو بتِ طناز برہمن سمجھا

فاش کہتا ہون تجھے یہ بات مین
گل بہ ہووے مبتلا جون عندلیب
رات اندہیاری ہے گھر دلبر کا دور
روے دلبر تا کہ ہووے جلوہ گر

رازِ دل جو ہو نہ کہنا برملا
عشق کا تیرے مجھے ہے ولولا
کیونکہ طے ہوویگا ایسا مرحلا
زنگِ دل کر دور کرکے مصقلا

نامِ حق کا لے سبق شادان مدام
سُست کیون ہوتا ہے کچھ تو دل چلا

دیکھنے کو گل کے جب بلبل گیا
جو تماشائی ہے زلفِ یار کا
پیچ سے اُسکے نہ نکلا زینہار
شوقِ آرائش ہوا جب یار کو

رازِ دل اُسکا جو تھا سو کُھل گیا
وہ نہ گلشن مین سے سنبل گیا
دل کسیکا جب سو کا گُل گیا
بحر سے موتی چمن سے گل گیا

یار سے شادان کا اب یہ رنگ ہے
جیسے پانی مین بتاسا گُھل گیا

کوچۂ یار مین گر ہووے گزارا میرا
اُس سے مین کہتا ہون مت چھوڑ صنم کو ہر گز

ہے یقین مجھسے ملے آکے پیارا میرا
دل بہٹکتا ہے کدہر جاکے بچارا میرا

دزد گرچہ اپنی دزد ویسے نہ گذرا زینہار — کچھ نہ آیا ہاتھ خرمن پر مرے لوٹا کیا
آج حاسد دیکھ کر جالا لگیان شبدیز کی — سوختہ ہو دل سے توسن پر مرے لوٹا کیا
اپنے تن من کو نہ اُسپر وارتا مین کسطرح — میر امن بھاتا صنم مَن پر مرے لوٹا کیا
جلوہ میرے ماہرو کا تھا سمایا آنکھ مین — اشک جو اس چشم روشن پر مرے لوٹا کیا

دسترس شادان کو دامن تک نہ اُسکی ہو سکی
تھا جو وہ کچھ نرم جوشن پر مرے لوٹا کیا

پانی اب کے سال مین کیسا ہوا — چاہتا تھا جیسا جی ویسا ہوا
فضلِ حق سے سال یہ آیا ہی نیک — کوڑیون کی جاے اب پیسا ہوا
جب نگاہِ مست سے دیکھا اُدہر — نشۂ میری آنکھ مین مے سا ہوا
شاہِ اسکندر کے گھر اب کے برس — جشن اک جمشید اور کے سا ہوا
کسطرح کا اب تجاہل ہے اُسے — پوچھتا ہے حال یہ کیسا ہوا

بووے جو شادان وہی پاوے ثمر
تخم دیکھو جیسے کا تیسا ہوا

مین تو ہون سو جان سے تجھپر مبتلا — دیر ملنے مین نہ کر اتنی بھلا

زلف تھی عارض پہ بکھری اُس پہ دانہ خال کا
اے مرے صیاد تیرا حُسن خود صیاد تھا

کسطرح سے کھینچتا تصویر اُس دلدار کی
دیکھ اُسکی شکل کو حیرت زدہ بہزاد تھا

فاختہ کا رنگ تجکو دیکھتے ہی اُڑ گیا
رشک سے قامت کے تیری پابگل شمشاد تھا

عشق کی باتین بہت ہین پر نیا در عشق ہی
عشق پروانی کا جو کہتے ہین مادرزاد تھا

بھولتا ہے کب وہ جو دلمین سماتا ہے سخن
کان مین میرے جو پہونکا تھا مجھی وہ یاد تھا

راست کہتا ہے یہ شاداں کام کی جو بات ہی
جسنے راہ اُسکی بتائی وہ مرا اُستاد تھا

بیگمان برسیگا اب جو ابر ہے چھایا ہوا
میہمان جاتا ہے کوئی شام کا آیا ہوا

چاہیے معشوق کو عاشق سے ملنا بیحجاب
پاس آتا ہے ہمارے کیون وہ شرمایا ہوا

جو لکھا ہے لوحِ پیشانی پہ مٹتا ہی نہین
ہو کے رہتا ہے جو کچھ ہے اُسکا فرمایا ہوا

ہے مثل مشہور یک در گیر محکم گیر و بس
دربدر پھرتا ہے کیون تو یار گھبرایا ہوا

ساقیا شاداں کو دے ساغر مئے پُرجوش کا
فرش سبزے کا بچھا ہے اَبر ہے آیا ہوا

شب جو وہ دلدار دامن پر مرے لوٹا کیا
پھول کی تھی سیج گلشن پر مرے لوٹا کیا

دلکو سمجھاتے ہین پر جاتے ہین کہتے ہین یہی — اسطرف پھیرا پیار کا کبھو ہو جائے گا

جب جھمکڑا ابرق سا دکھلائیگا تو ہر طرف — شہرہ تیرے حُسن کا پھر کو بکو ہو جائے گا

جیسے آہن ملتے ہی پارس سے ہو جاوے طلا — تیری صحبت سے مرا دل نیکو ہو جائے گا

حالِ شادان پر کریگا جب کرم تو لطف سے
اُسکا دل ممنون تیرا مو بمو ہو جائے گا

دل مین جبکے تو سمایا تھا وہ یون آباد تھا — جسطرح گلشن مین تازہ ابر مین شمشاد تھا

ایک تو آنا ترا اور دوسرے دن عید کا — میرے گھر مین ہر طرف شورِ مبارکباد تھا

دل دیا ایمان دیا اور جان بھی کر دی نثار — ہمنے سر آنکھون سے مانا جو ترا ارشاد تھا

جو کہ تھی بنیاد اُسکو چھوڑ کر نادان بنا — جو کہ تجکو دل سے بھولا سخت بے بنیاد تھا

آفرین دلکو کہ جس نے عشق کو سر پر لیا — آئینہ ہر چند نازک تھا مگر فولاد تھا

کوہِ الفت کو جو کاٹے دوسرے کا مُنہ کہان — کوہکن کہتی ہے جسکو خلق وہ فرہاد تھا

اُسکی الفت کا بیان کب تجھسے ہوتا ہی ادا
تو نے جو شادان کہا ہے سے وہ بے بُنیاد تھا

جب تلک دلدار تھا بر مین تو دل بھی شاد تھا — سب علائق برطرف تھے قید سے آزاد تھا

آسرا تیرا ہے ہمکو اسے پناہ بیکسان
کون ہے تیرے سوا جانی ہمارا دوسرا

شمع عارض پر تمہاری ہین فدا پروانہ دار
عاشق صادق نہین ہمسا تمہارا دوسرا

کام تیرا کچھ نہین ہے وہ تو خود ہی خوبرو
تو مرے معشوق سا مشاطہ بتلا دوسرا

وحدہٗ کہتے ہین جسکو ہے وہ شادان لاشریک
ایک بتلادے تو ہمکو ڈھونڈ ایسا دوسرا

جو منا کر آج روٹھا میرا دلبر لائے گا
اُسکو بخشونگا جواہر ہین کہ گوہر لائے گا

جسطرح ماہی کو لاوے دام دریا سی نکال
ہے یقین قاصد ہمارا کام کچھ کر لائے گا

میرا نامہ جو کبوتر لیگیا ہے اُسطرف
مین ہون کیون مایوس وہ اُسکو مقرر لائے گا

جسکے پینے سے دوبالا نشۂ ہوویگا ہمین
آج سُنتے ہین وہ ساقی بھر کی ساغر لائے گا

تلخ اور شیرین سے مجکو کام کیا ہے ہمدمو
جو وہ لائیگا ہمارے حق مین بہتر لائے گا

جسگھڑی شادان سے وہ ہووی مقابل لطف سے
ہے یہی اُمید اُسکی حاجتین بر لائے گا

جسگھڑی پیارا ہمارا دُو بدو ہو جائے گا
ماہ پردے سے نکل کر روبرو ہو جائے گا

بات سچی ہووے جو سر سبز ہوتی ہی وہی
کیون نہین کرتا ہے اب نام تو ہو جائے گا

گر روٹھتے تم ہمسے ہمسے نہ سُنا جاتا بن بولے ہوے ہمسے ہرگز نہ رہا جاتا
محو ایسے ہوے تھے ہم شب تیری تماشے مین کچھ پوچھتا گر ہمسے ہمسے نہ کہا جاتا
آ جلد کہ اب پیارے ہے وقت تسلی کا عشاق کا دل تجھ بن ہے یونہی مٹا جاتا

صدمے سے جُدائی کے بیہوش تھا گو شادان
دم بھر جو تم آجاتے وہ آپ مین آجاتا

جسکو ہے اُسکی خبر اُسکو خبر کرنا ہی کیا لعل جسکو مل گیا اُسکو گہر کرنا ہی کیا
پاس جو اپنے ہووے ڈہونڈیے اُس جنس کو جو نظر مین ہی اُسے پھر پھر نظر کرنا ہی کیا
خوف کو کر دُور حامی جب کہ ہوا ایسا ترا خضر رہبر ہووے جسکا پھر خطر کرنا ہی کیا
بخت تیرا اگرچہ چمکا ہووے لیکن کچھ نہین بے ہنر مت کہہ کہ ہمکو اب ہنر کرنا ہی کیا

مرد کے سا کہے کا اے شادان بیان یون کیجیے
سُور جو ہووے اُسے رن مین بسر کرنا ہی کیا

خوش نہین آتا ہے تیری بن تماشا دوسرا جسطرف دیکھا تجھے دیکھا نہ دیکھا دوسرا
ڈہونڈ کر دیکھا جہان مین لیکی مشعل چوطرف ایک تو آیا نظر دیکھا نہ پیارا دوسرا
جو کہ مشرک ہو وہ ڈہونڈے اور تجکو چھوڑ کر کوئی ملتا ہے کہین ڈہونڈیے تجھسا دوسرا

حیران تھا کہ دل میرا کہان جاکے چھپا ہے
جگنو کی طرح یار کی دستار مین چمکا

دلدار ہے ایسا کبھو نہان کبھو پیدا
جو گھر مین چھپا تھا وہی دربار مین چمکا

لے ہاتھ مین نقدِ دل و جان پہونچے خریدار
یوسف کی طرح یار جو بازار مین چمکا

شادان ترا دلدار وہ آیا ترے گھر مین
اختر کی طرح دیکھ شبِ تار مین چمکا

ناصح سے کرون کیون کسی تدبیر سے جھگڑا
جب علم نہو وے تو ہو تقریر سے جھگڑا

لکھا ہو جو قسمت کا وہ مٹتا ہے کہین بھی
کرتا ہے میان کوئی بھی تقدیر سے جھگڑا

شمشیر کا وان کام نہین دل مین سمجھ لے
تحریر کی جا چاہیے تحریر سے جھگڑا

کیا کہیے کہ دن رات گزرتی ہے اِسی مین
وحشی کو ترے رہتا ہے زنجیر سے جھگڑا

چھوٹون گا کبھی مین کہ نہین دام سے تیرے
عاشق کو یہ ہے زلفِ گرہ گیر سے جھگڑا

پروانہ نہین سنتا ہے اساتکو زنہار
شب شمع کو نت رہتا ہے گلگیر سے جھگڑا

اُفتادہ کوئی ہووے تو کیا ہووے مقابل
ہرگز نہ اجی کیجیے دلگیر سے جھگڑا

میدان مین مخالف جو کبھو ہووے مقابل
ہو وے سپر و ناوک و شمشیر سے جھگڑا

کہتا ہے وہی جو کہ ہے تحقیق یہ شادان
نادان ہے وہ جو کہ کرے پیر سے جھگڑا

بیہوش کیا تونے دکھا آنکھ کی مستی
اے یار مرے ٹک تو نظر کر تو ادھر بھی
کیا نشہ دیا مجکو کہ سرشار ہون تیرا
قربان دل و جان سے سو بار ہون تیرا
شادان تو اسی سوچ مین رہتا ہے شب و روز
تو بخشے نہ بخشے مین گنہگار ہون تیرا

جو چاہا کیا تونے جو چاہے سو کریگا
مقدور ہے کسکا ترے فرمان سے پھریگا
کیا نام ہے کیا نام کی تاثیر ہے اللہ
ڈوبے نہ کبھو لے جو ترا نام تریگا
برسا تو مرے یار بچارے ہین ترستے
جنگل جو ہرا ہوگا تو حیوان چریگا
رہتا ہون سدا شام و سحر یاد مین اُسکی
ہے مجکو بھروسا کہ مرا پیٹ بھریگا
اس واسطے کہتے ہین تو رکھ اُسکا بھروسا
جز اُسکی عنایت نہ کوئی کام سریگا
بووے گا جو تخم اُسکا ثمر پاویگا شادان
آویگی وہ شے ہاتھ جو شے ہاتھ دہریگا

نور اُسکا فقط کیا گل و گلزار مین چمکا
انسان کے خال و خط و رخسار مین چمکا
بالا مرے دلدار کا شب زلف سیہ مین
بجلی کی طرح ابر گہربار مین چمکا
ہے اُسکی جناب ایسی کہ جو چاہے سو دیوے
خواہش تھی جو موسیٰ کو تو کہسار مین چمکا

تمنّا مین سدا رہتا ہے اسکی
کہ شادان کو ملے دیدار تیرا

آنکھون مین ہماری تو نہین کوئی سماتا
جز یار جدھر دیکھتے ہین کچھ نہین بھاتا

دیتا ہے ہمین اپنی عنایت سے جو مانگین
کیون اُس سے نہ مانگین کہ ہمارا ہی وہ داتا

اتنا بھی تغافل تو نکر ہمسے پیارے
ہم چاہتے ہین تجکو بھلا کیون نہین آتا

ہم جاگتے ہین آٹھ پہر گھر مین کب آوے
کچھ اُسکو خبر ہی نہین ہے نیند کا ماتا

قاصد تجھے کہتے ہین مگر تو نہین سُنتا
معشوق ہمارے کو ادھر کیون نہین لاتا

تعریف کسی اور کی ہم کر نہین سکتے
جو اُسکو سُہاتا ہے ہمین ہے وہ سُہاتا

شادان تو یہی سوچ کے رکھ اپنی زبان بند
اُس یار کی جو رمز ہے کوئی نہین پاتا

کیا جنس ہے تو دل سے گرفتار ہون تیرا
آجا تو نظر طالب دیدار ہون تیرا

عارض پہ ترے خط یہ نہین دام ہی دلکا
دیکھی جو تری زلف گرفتار ہون تیرا

مشہور یہ ہے بجتی ہے دو ہاتھ سے تالی
تو یار جو میرا ہے تو مین یار ہون تیرا

پتھر سے مجھے کام نہین مثل برہمن
تو میرا صنم ہے مین پرستار ہون تیرا

مرے گھر مین جو وہ گلفام آیا ‎ ‎ وہین دل کو مرے آرام آیا
کہان پاؤنگا مین ایسا خداوند ‎ ‎ مرے ہر وقت وہ تو کام آیا
ملونگا تجھسے مین آکر کسیدن ‎ ‎ یہی دلدار کا پیغام آیا
غنیمت جانکر آنکھونپہ رکھا ‎ ‎ سحر سے تک رہے تھی شام آیا
جو تھا مین منتظر آنیکا اُسکے ‎ ‎ صراحی بھر کے لیکر جام آیا
ستائین گے تجھے جسطرح چاہین ‎ ‎ یہی کہتا وہ سیم اندام آیا

یہی کہتا ہے **شادان** اپنے دلسے
مجھے تو ایک اُسکا نام آیا

مجھے تو آسرا ہے یار تیرا ‎ ‎ بھروسا ہے تو ہے دلدار تیرا
نہین اسمین تکلف راست ہی یہ ‎ ‎ کہ مین ہون کون ہے گھربار تیرا
پڑے رہتے ہین جس در پر ملائک ‎ ‎ وہ عالی قدر ہے دربار تیرا
ہزارون کھوج مین ہین اُسکی لیکن ‎ ‎ نہین کھُلتا کہین اسرار تیرا
گواہی آسمان دیتا ہے اُسکی ‎ ‎ نہین ٹلتا جو ہے اقرار تیرا
نہین بہتر ہے کچھ اُس ہی جہانمین ‎ ‎ نشاطِ زندگی ہے پیار تیرا

ے یعنی شام کو آیا

جدھر دیکھا اُسے اُودھر وہی تھا — برنگِ مہر و مہ گھر گھر وہی تھا

موندی تھی آنکھہ جب تک مین نہ پایا — جو دیکھا ڈھونڈکر در بر وہی تھا

نہ کہیے خضرِ رہ کسطرح اُسکو — کہ رہ گُم کردہ کا رہبر وہی تھا

لڑی موتی کی جون ہووے مسلسل — یہان سے وان تلک یکسر وہی تھا

ہر اک جوہر کو کب پہچانتا ہے — جو پرکھا جوہری جوہر وہی تھا

اُسی پر ختم ہے گی دلربائی — جو دل کو لیگیا دلبر وہی تھا

کرے کیونکر نہ شادان شکر اُسکا
کہ ہر اک امر مین یاور وہی تھا

نتھا کچھ ہوش محو بیخودی تھا — کبھی میرا یہ رنگِ عاشقی تھا

قدامت کو ہماری کر فراموش — ملا اسطرح گویا اجنبی تھا

کہان وہ چھپ رہا بجلی کی صورت — ہمارے روبرو وہ تو ابھی تھا

نہ پوچھی ہمسے کوئی بات دل کی — تماشا بین وہ محوِ آرسی تھا

دیا اُس نے جو بے مانگے ہی شادان
ہمارے دل سے رکھتا آگہی تھا

ترا عاشق تھا کیا گُل مثلِ بلبل	گریبان چاک جسکا بے رفو تھا
خیال آیا جو اُسکا خواب مین شب	کُھلی جب آنکھ دیکھا رُو بُرو تھا
مرے دل نے جو کھینچا اُسکا نقشہ	مقابل کرکے دیکھا مو بمو تھا
صنم آیا جو میرے بر مین شب کو	کہون کیا مین وہ کیسا خوبرو تھا
لڑائین تو نے جو پوشیدہ آنکھین	یہی چرچا مہینون کو بکو تھا
نہ رحم آیا کبھی عاشق پہ تجھکو	ترے ملنے کی کرتا آرزو تھا

تری فرقت مین تھا بیتاب شادان
کہ جون سیماب کرتا جستجو تھا

پلک کے مارتے دو جگ بنایا	نہ دیکھا کوئی وہ جلوہ دکھایا
ہوئے بیچین ایسے اُڑ گئی نیند	فسانہ عشق کا جسدم سُنایا
بنا کر تیری یہ صورت خدا نے	تماشا اپنی قدرت کا دکھایا
کٹے کیونکر ترے بن رین پیارے	ترستے ہین ترس تجھکو نہ آیا
نشان کیا پوچھتے ہو بے نشان کا	اگر دیکھو تو ہر گھٹ مین سمایا
ہے جون خورشید کا پرتو جہان پر	رہے شادان کے سر پر اُسکا سایا

نشان میرا جو مجھسے پوچھتا ہے　　مین کب اوجھل تری نظرون سے یان تھا
ہلال عید سا نکلا جو باہر　　تجھی کو دیکھتا سارا جہان تھا
سحر اور شام کی ہرگز نہ تھی قید　　ترا ہی نام یان ورد زبان تھا

خدا جانے کہ بہکایا ہے کس نے
وہ بُت شادان پہ آگے مہربان تھا

ہوا ہے حُسن اُسکا آشکارا　　جدھر دیکھو اُسی کا ہے پُکارا
پھنسا ہے دام مین تارِ نظر کے　　کرے ہے کیون تو رَم مثلِ چکارا
نتھا کچھ فرق شب کو چاندنی مین　　اندھیرے مین جو آیا ماہ پارا
مین پھیرا کر رہا ہون تیرے در پر　　خدا کے واسطے آجا دوبارا
رقیب اکبار جلجاتے ہین سارے　　مجھے جب پیار کرتا ہے وہ پیارا
رہین کیونکر نہ تیرے آستانپر　　ترے بن کون ہے یارب ہمارا

رہے پانی سے زندہ جیسے ماہی
سدا شادان کو ہے تیرا سہارا

جدھر دیکھا مری نظرون مین تو تھا　　مثالِ آئنہ خود رو برو تھا

تجھے جو جاننا تھا سو نجانا | یہ دل میرا رہا یون ہی دوانا
اُسیکو ہم تو عاقل جانتے ہین | جو پہچانے تجھے وہ ہے سیانا
یہی جتنے ہین عاقل کہہ گئے ہین | رہ بیگانہ اُس سے رہ یگانا
لکھا ہے دلپہ میرے نقش تیرا | تری صورت پہ ہون کب سے دوانا
نکل سکتا ہے کب دل اُس سے اپنا | کہ تیرا خال وخط ہے دام و دانا
تھکا سمجھا کے اُسکو کر نصیحت | مرے دل نے مرا کہنا نہ مانا
پڑے جب وہ پڑے دل پر ہمارے | یہی تیر نظر کا ہے نشانا
ترے جو عشق مین نت چُور ہون مین | کہی مین نے غزل یہ عاشقانا

شمار اسمین کہان شاداں کا ہیگا
ثنا خوان ہے ترا سارا زمانا

یقین وہ ہو گیا جو کچھ گمان تھا | جو پہچانا تھا ہمنے سو عیان تھا
چھپاؤن تجھسے کیا اے میرے صاحب | مرا احوال کب تجھسے نہان تھا
پسند آئی ہماری خاکساری | دیا رتبہ یہہ جسنے قدردان تھا
ملا مطلق نہ تیرا کھوج ہمکو | رہے ہم ڈہونڈتے ہی تو کہان تھا

> ۱۵ بنیر یعنی بناؤ بھاکا زبان ہے ۱۲

گنہ مین چور اور مجرم ہون تیرا
بنیرا کب سوا تیرے ہے میرا

گرہ جون غنچہ کھل جاتی ہے دلکی
ترے کوچے مین جب ہوتا ہے پھیرا

اُسی دنکو سمجھ تو نیک دن ہے
جو اُسکی یاد مین ہووے سویرا

نظر مین جو ہماری کھب رہا ہے
ہمارے دلمین ہے اُسکا بسیرا

پڑی ہے کسطرح کی بھول دیکھو
ہے دل مین ڈھونڈتے ہین جسکا ڈیرا

وہ آہو چشم پھندے مین نہ آیا
اُسے سو سو طرح سے جا کے گھیرا

کرین اُسکا کہان تک شکر شادان
دیا اُسنے جو ہے ہمکو گھنیرا

وہی ہے ایک ہر ہر گھٹ مین بستا
بتایا پیر نے سیدہا ہے رستا

مین جاؤن یار کے ملنے کو کیونکر
جدہر دیکھو اُدہر ہے مینہ برستا

نہین کچھ دام کا دان کام یارو
محبت کا بھی کیا سودا ہے سستا

صنم کی زلف کے پیچون مین آکر
پھنسا ہووے جو دل کب ہے اُکستا

دکھا دیدار شادان کو شتابی
وہ تیرے دیکھنے کو ہے ترستا

یہی کہتا ہے دلتنگی سے عاشق ۔ کہ یہ غنچہ صبا تجھسے کھلے گا
دو چندان روشنی ہووےگی حاصل ۔ جو آنکھین اُس کفِ پا سے ملے گا
تو حاکم ہیگا ایسا میرے صاحب ۔ ترے کب حکم بن پتا ہلے گا
نہین موقوف کچھ مادر پدر پر ۔ ترے ہی فضل سے بچہ پلے گا

کھڑا ہے کب سے اُسکے در پہ شادان
بھلا اِسکا وہ مجرا کیا نہ لے گا

وہی ہے ایک ہر گھٹ مین سمایا ۔ مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا
نہین ہے آسرا بن تیرے اُسکو ۔ کرم کر اپنے بندے پر خدایا
نہین لازم ہے اتنی دیر اُسکو ۔ کھڑا ہون منتظر اب تک نہ آیا
ہمارا یار روٹھا تھا جو ہمسے ۔ ارے قاصد تو سمجھا کر نہ لایا
اُسے بازیچۂ طفلان نہ سمجھو ۔ کھلاڑی کھیل جو کچھ ہی کھلایا
اُٹھایا آنکھ سے پردہ ہماری ۔ جمال اپنا پیارے نے دکھایا

یہی کہتا ہے شادان سوچ دلمین
ہمین کیون یاد سے اپنی بھلایا

جو پہنا کان مین اُس مہ نے بالا — ہوئی ہے حُسن کی زینت دوبالا
بندہا رہتا ہے تیرا دہیان مجکو — لیا ہے اسلیے بہجنے کو مالا
موُحد نے جو کی تحقیقِ وحدت — دُوئی کے حرف کو دل سے نکالا
سہر شام آج کیون بنتی ہین زلفین — نظر کچھ دال مین آتا ہے کالا
سبب یہ ہے ہوئی پہچان تیری — جو دیوانے نے اپنی کو سبنھالا

ترا بندہ جو کہلاتا ہے شادان
نظر رکھ اُسپہ اے باری تعالی

ترے ہی حُسن کا رہتا ہے چرچا — کسی ڈہب سے تو میرے دلکو پرچا
کھُلیگا اُس سے سب احوال میرا — جو لکھہ بہیجا ہے مین نے تمکو پرچا
ٹھکانا دوسرا ایسا کہان ہے — کہان جاؤن کہ دل ہے تجھسے پرچا

یہی تھا مدعا شادان کے دلکا
کہ تیرے واسطے جو کچھ تھا خرچا

تکبر چھوڑ جو اُس سے ملے گا — اُسی ساعت ترا ملنا پھلے گا
نہ بھٹکے گا نہ بھولے گا وہ رستہ — براہِ راست جو کوئی چلے گا

که جس غزل مین چلے
ہے - چھلے کا قافیہ باندہا
ہین - جو اُس وقت
معیوب نہ تہی
زنانا لوگ اوسکو
جانتے سمجھا جاتے ہین
اور چلے بچھلے

ترے درشن کا رہتا ہون مین پیاسا ‎ ‎ نکر اس آس سے مجکو نراسا
کسیدن وصل کا اقرار کرکے ‎ ‎ تجھے لازم ہے عاشق کا دلاسا
کشش کرنا نہین لازم ہے اُس سے ‎ ‎ کہ میرا دل ہے اے پیارے ذرا سا
دوئی نظرون سے میری اُٹھ گئی ہی ‎ ‎ نظر آیا نہ کوئی آپ کا سا
صنم سے اپنے یون مخلوط رہیے ‎ ‎ گھلے جسطرح پانی مین بتاسا

نہین بھولا سماتا ہیگا شادان
جب اُسکی جیت کا پڑتا ہے پاسا

حدیثِ عشق کو مین یون سُنا تھا ‎ ‎ یہ کہتے تھے بنی تھی اور بنا تھا
نہ کیون آرام پاتا اِس مین آکر ‎ ‎ مکان اُس شوخ کا دل مین بنا تھا
بروزِ عید ہم جو چاہتے تھے ‎ ‎ ملا آکر جو اپنا آشنا تھا
غضب ہے آج پھر رُوٹھا ہوا ہے ‎ ‎ جو ہمسے روٹھکر شبکو منا تھا

حنا بندی کی تھی کیا رات شادان
جو اُسکے ہاتھ پر رنگِ حنا تھا

ہمارا یار ہے سب سے نرالا ‎ ‎ اُسی کا سارے جگ مین ہی اُجالا

صفائی دیکھ اُسکی چاندنی مین
یہ شادان شادمہ یاریسے ہیگا

مین اُس محبوب سا جگ مین ندیکھا ۔ کیا سَو سَو طرح گرچہ پریکھا
لکھا جو یار نے اپنے قلم سے ۔ نہین مٹتی ہے پیشانی کی ریکھا
ثمر پاوے وہی جو تخم بووے ۔ مزہ تجکو اگر کچھ ہے تو دے کھا

نہین کہنے مین آتی اُسکی قدرت
نکر اسبات کا شادان تو لیکھا

دکھایا اُس نے قدرت کا تماشا ۔ میان ٹک دیکھ صنعت کا تماشا
ہزارون پھول سب کے رنگ الگ ہین ۔ ندیکھا ایسی لذت کا تماشا
اگر چشم بصیرت کھولدے سجھے ۔ تو ہے کثرت مین وحدت کا تماشا
مزہ آرام کا جانے گرفتار ۔ غریبون کو ہے دولت کا تماشا
اُلجھنا اور سُلجھنا دونون مشکل ۔ ہے عاشق کو محبت کا تماشا

ارے شادان تجھے گر شوق ہو دیکھ
مرقع مین ہے صورت کا تماشا

ب تجھے دیکھا ہے جبسے نے پیاری ۔ نہین ہے چین تو آجا دوبارا

نکر تو اپنے دامن سے مجھی دور ۔ سوا تیرے نہین مجکو سہارا

تری باتین مجھے بھاتی ہین پیاری ۔ نہین تجھ بن ہمین اب کچھ گوارا

چھپایا عشق اپنا ہے ہمنے ہرچند ۔ ہوا راز نہانی آشکارا

کریگا گر نہ تو اُسکی تسلی ۔ کریگا کیا ہمارا دل بچارا¹

معطر ہے دماغ اُس سے ہر اک کا ۔ کھلا ہے بوستان مین گل ہزارا

نہین ہے انتہا قدرت کی شادان
جدہر مین دیکھتا ہون ہے نظارا

ب مجھے تو کام اُس پیارے سے ہیگا ۔ نہ شیرین سے نہ کچھ کھارے سے ہیگا

چمکتا ہے نظر بھر کر جو دیکھو ۔ فلک روشن اُسی تارے سے ہیگا

نہین پھرتی جہان معشوق دیکھا ۔ نظر کو کام نظّارے سے ہیگا

میان اک دیکے دس ملتی ہین اُس سے ۔ یہ سودا مول لے وارے² سے ہیگا

لڑکپن مین کوئی لڑکے سے پوچھے ۔ اُسے آرام گہوارے سے ہیگا

اُسی سے تار نظرونکا بندھا ہے ۔ نہین کچھ کام ہرکارے سے ہیگا

¹ بیچارہ کی جگہ اُسوقت بچارہ بھی کہتے تھے ۱۲

² وارے سے یعنی کفایت سے بھاکا زبان ہے ۱۲

دلیل اسبات کی شادان مرا خطِ غلامی ہے
سوا اِس بندۂ عاجز کے ہی وہ آشنا کسکا

ملیگا کب مہ کامل ہمارا — کہ اُس سے لگ رہا ہی دل ہمارا
نہ اِس دنیا کو غفلت سے گزارو — یہ ہمسے کہہ رہا ہے دل ہمارا
جو کچھ دیوین تو تیرا نام لیکر — اسی سودے مین ہی حاصل ہمارا
نہ اس دریا کا کوئی انت پایا — توہی تو ایک ہے ساحل ہمارا
گناہون کی نہین ہے انتہا کچھ — بھرا ہے بار سے محمل ہمارا
نثار اُسپر جو ہم ہین جان و دل سی — ہمارا یار ہے مائل ہمارا

بتا دے کیون نہ ہمکو راہ شادان
یہی ہے رہبرِ منزل ہمارا

کبھو تو اسطرف دیکھے گا پیارا — کریگا پار بیڑا بھی ہمارا
اُسی کو شبھ گھڑی ہم تو کہینگے — ملوگی جس گھڑی ہمسے خدارا
تمنا ہے یہی دل مین ہمارے — نظر آجائے ٹک مکھڑا تمھارا
تڑپتا ہون پڑا مانندِ سیماب — ہوا جب سے ترا مجکو اشارا

مری آنکھون مین پھرتا ہے مثال مردمک پیارا
چمکتا ہو فلک پر ابر کے پردی مین جون تارا

زمین و آسمان وسعت سے اُسکی تنگ ہوتی ہین
ثنا و حمد کرنے کا بھلا مجھ مین کہان یارا

ہزارون نعمتین قربان کیجے ایسی نعمت پر
تری لذت نہین دیتا ہے کیا میٹھا ہو کیا کھارا

بجا لانی بندگی کی راہ جسنے اور عبادتکی
کہے کیا حال اپنا تیرے آگے شرم کا مارا

تمہارا لطف انہو راہبر ہووے مرے صاحب
ستاتا ہے ہمین تو ہر گھڑی یہ نفس امّارا

خدائی اُسکی ہے جو پرورش کرتا ہے ایسونکو
جو ڈھونڈا ہین نے عالم مین نپایا خود سا ناکارا

بیان قدرت کا کیا کیجے بیان سے ہی فزون شادان
بنائے اُسنے اک پل مین بہت قیصر بہت دارا

بھروسا ہے ترا ہی اور ہے تیرے سوا کسکا
ندیوے آسرا جب تو مجھے ہو آسرا کسکا

مہ و خورشید کہلاتے ہین دو دربان ترے در کے
جو تیرا حسن ہے پیاری وہ دیکھا اور سنا کسکا

لکھا بھی میٹ سکتا ہے کوئی تقدیر کا یارو
جو ہی قسمت مین ہوتا ہے بھلا کیجے گلا کسکا

کہینگے اُسکو سودائی جو بن اُسکے کری سودا
نہو جو مبتلا اُسکا تو پھر ہو مبتلا کسکا

جو ہے اُس شوخ مین شوخی نہین دیکھی سنی ہمنے
اُسے کہتے ہین بہتیرا وہ مانے ہی کہا کسکا

تجھے شک ہے اگر اس باتکا تو پوچھ لی اُس سے
نہین ہی دلربا میرا تو پھر ہے دلربا کسکا

کرے کیونکر نہ حمد اُسکی عیان جسپر حقیقت ہو — جو دیکھے آئنہ طوطی وہین گفتار ہو پیدا

اے شادان خدا کی یاد سے غفلت تجھے کبتک
جو چونکے خواب سے تب دیدۂ بیدار ہو پیدا

بھرا گُل سے مہکتا ہر طرف صحنِ چمن دیکھا — حقیقت کھلگئی ہمپر وہ رنگِ انجمن دیکھا
بدن کی تیرے کیا تاثیر ہے کیا گلبدن کہیے — معطر ہو گیا مین جب سے تیرا پیرہن دیکھا
کرے ہے گلکو بلبل دیکھ کر گو چہچہے ہردم — ہوا بیہوش لیکن جب تجھے اے گلبدن دیکھا
گریبان چاک کر ڈالا گُلون نے اپنا غیرت سے — ہوا دلتنگ غنچہ جب تجھے غنچہ دہن دیکھا
زمین مین گڑ گیا حیرت سے وہ غیرت زدہ ہوکر — خرامان جب خیابان مین تجھے سروِ چمن دیکھا
نہ دیکھا فرق کچھ مین نے مثالِ پرتوِ خورشید — ترا جو نور یان دیکھا سو وہ ہی در یمن دیکھا
سراپا تیرا ہے اے بحرِ خوبی نور مین ڈوبا — ہوا قربان دل و جان سے تجھے جب جانِ من دیکھا
ہوا یہ حال آنکھونکا کہ جون بجلی چمک جائے — چمکتا تیرے بازو پر جو مین نے نورتن دیکھا
بتا تو اے دوانے تجھسے بہتر کیا وہ افضل ہے — تجھے بتخانے مین بت پوجتے اے برہمن دیکھا
بھٹکنے سے ہے کیا حاصل جو گھر بیٹھے وہ ملجائے — جو کچھ غربت مین دیکھا تو نے مین نے در وطن دیکھا
سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہے مرتبہ جس سے — مزہ جو کچھ تھا اے شادان وہ مین نے در سخن دیکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیفِ الف

مثالِ ماہ پردے سے اگر دلدار ہو پیدا
زمین و آسمان سے روشنی اکبار ہو پیدا

اگر غواص ساحل پر رہے تو ہاتھ کیا آئے
ہزارون کھائے غوطے جب درِ شہوار ہو پیدا

بغیر از فکر ہاتھ آئے نہ ہرگز معنیِ رنگین
بہت محنت مشقت سے گلِ بیخار ہو پیدا

نظر آوے نہ اعمیٰ کو اگرچہ روبرو ہووے
کھلے جب آنکھ دل کی تب جمالِ یار ہو پیدا

صنم کے عشق مین پابند ہونے کا مزہ جب ہے
برہمن کے گلے مین خود بخود زنار ہو پیدا

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

الحمد للہ والمنۃ کہ این یوسفِ مصرِ معانی شاہدِ رعنای سخندانی نگارستان صُوَرِ خیال بہارستانِ سحرِ حلال نسخۂ فصاحت عنوان صحیفۂ بلاغت نشان یعنی

[illegible]

نتیجۂ افکارِ گہربارِ عالیجنابِ معلی القابِ راجۂ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر وزیرِ اعظمِ دولتِ آصفیہ المتخلص بہ شادان مرحوم

در محبوب پریس حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

مالک ہی ہمارا تیری جیسی مرضی	لکھتے ہین ہم اُسکو اپنی یہی عرضی
شطرنج مین جیسے ہووے فرزین مُہرہ	یون چاہیے بندہ اُس سی ہو مسترضی

بالخـــــیر تمّت

تاریخ ترتیب دیوان اول شادان از مرزا عابد علی بیگ خان متخلص بہ ظہور

مہاراج شادان وزیرِ دکن	کہ مرجع ہے عالم کی اُمید کا
ظہور اُسکا ایسا ہے آفاق مین	کہ جون نور ہو ماہ و خورشید کا
بدیہہ جو دیوان اُسنے کہا	سبب ہے یہ خالق کی تائید کا
ہر اک شعر پُر کیفیت اُسکا ہے	نمونہ خطِ جامِ جمشید کا
حقائق معارف کہین اُسمین ہین	کہین ذکر ہے شغل اور دید کا
سمجھنے کا تاریخ دیوان کے جب	ارادہ ہوا اہلِ فہمید کا
کہا مین نے رُوے ہدایت سی تب	یہ دیوان دفتر ہے توحید کا

۱۲۳۹ھ

چُپ رہتے ہین دیکھہ اُسکی قدرت شادان   آئینہ مثال غرقِ حیرت ہین ہم

رباعی

جب بادِ صبا اُسکی خبر لائیگی   اُس وقت مرادِ دل کی بر آئیگی
دلتنگ نہو برنگِ غنچہ شادان   گلچہر جو پڑی کبھو تو کھُل جائیگی

رباعی

آزاد نہووے جو وہ کب بیٹھہ سکے   پابند نہو کسیکا تب بیٹھہ سکے
ہی بزم حبیب ادب کی جای شادان   کیا مُنہ ہے یہان جو بے ادب بیٹھہ سکے

رباعی

ہر شام و سحر خدا خدا کہتا ہون   طوطی کی صفت یہی سدا کہتا ہون
ہی سب مین وہی نہین ہی ظاہر شادان   جو بات چھپی ہے برملا کہتا ہون

رباعی

کب اُسکو کسی نے روبرو دیکھا تھا   مشکل ہے کہی جو دُوبدو دیکھا تھا
شادان تو جسے ڈہونڈہتا تھا سو آکی ملا   حاصل وہ ہوا جو نہ کبھو دیکھا تھا

رباعی

رباعی

کب اُسنے ہماری حق مین رحمت کم کی — اُسکے ہی سبب سے اپنی رتی چمکی
شکرانہ لطف اُسکا ادا کر شادان — ہر آس ہمین اُسی سے ہر اکدم کی

رباعی

جب کان مین اُس یار نے ڈالا بالا — دل ہاتھ سے لیگیا وہ بالا بالا
ہر چند کہ ہے وصل کا طالب شادان — کرتا ہے مگر وہ شوخ ٹالا بالا

رباعی

سو طرح سے اُسکو مین ملا کر دیکھا — دیکھا اور خوب جی لگا کر دیکھا
غفلت مین پڑا تھا مست شادان لیکن — دیکھا تجکو جو آنکھ اُٹھا کر دیکھا

رباعی

جب سے کہ کیا ہے ہمنے اُسکو اپنا — پڑتا ہی نہین بغیر اُسکے سپنا
یون چاہیے تجکو بھول مت اے شادان — دن رات اُسیکا نام دل سے جپنا

رباعی

قادر ہے ہمارا اُسکی قدرت ہین ہم — خالق ہی وہی اور اُسکی خلقت ہین ہم

سُن ذکر ترا سب کے بھر آتی ہین نین
امت کو کہان بغیر تیرے ہی چین
ہر بزم مین ہوتی ہے شہادت مذکور
ماتم ہے ترا جہان مین ہیہات حسین

رباعی

جیسا ہے وہ یار یار ہونا معلوم
وہ جسکو ملا پھر اُسے کھونا معلوم
کہتا ہی یہ شادان کہ ہر اک کلفت سے
دل اپنا دہو کہ پھر یہ دُہونا معلوم

رباعی

جو ورد کرے دل سے سدا اسم اللہ
گر ہووے گدا تو کہہ اُسی شاہنشاہ
یاد اپنی بھی باقی نہین رہتی شادان
کب بھولتا ہی اُسکو جو ہووے آگاہ

رباعی

چاہے ہی ہمین وہ بیقراری کے سبب
سمجھے ہے وہ یار اپنا یاری کے سبب
کہتا ہے مجھے نہ بھول شادان اکرم
یہ بات کہی ہے دوستداری کے سبب

رباعی

ہمکو تو ہمارے یار سے ہے لہنا
یہہ راز ہمارا مت کسی سے کہنا
کہلاتے ہین ہم اُسکے کسی سی کیا کام
جو کچھ وہ کرے ہمین ہی لازم سہنا

عینک ہے وہی پیر جسے کہتے ہین | مقصود کی شکل اُسنے ہی دکھلائی ہے

رباعی

آئی ہے بہار دیکھہ محفل کا طور | ہم ہین تم ہو چلے ہے ساغر کا دور
کرتی ہو ہماری بسکہ خاطرداری | کرتے ہی خیال آنکھہ مین آئی فی الفور

رباعی

ہر صبح ولا جو نام حق پڑہتا ہون | بھولا ہوا اُسکا ہی سبق پڑہتا ہون
ہے وصف اُسی کا اس صحیفے مین رقم | ہے ذکر اُسی کا جو ورق پڑہتا ہون

رباعی

مت کہہ تو کسی سے رازِ حق رہ خاموش | دریا کی مثال ہے اگر دل مین جوش
مت چھوڑ طریقۂ شریعت شادان | اسرارِ حقیقی کا یہی ہے سرپوش

رباعی

کہتے ہین جو لوگ تجھسے پانی پانی | دے جلد دمِ تشنہ دہانی پانی
مقدور کسے جو بھید تیرا پاوے | مشکل ہے یہ بات تیری جانی پانی

رباعی

رباعی

صاحب وہ مرا ہی مین ہون اُسکا بندہ
ہے نام اُسی کا لوحِ دل پر کندہ
مت بھول تو اُسکا نام اکدم شادان
رکھ اُس سے ہمیشہ اپنا یہی دہندہ

رباعی

ہے شوخ وہ یار اس سے ڈرتے رہیے
اسواسطے اُسکا ذکر کرتے رہیے
شادان اب شاد ہوکے اپنے دل سے
ہر آن مین دم اُسی کا بھرتے رہیے

رباعی

سمجھا نہین تو کہ ہے ہدایت کسکی
لے پاؤن سے سر تک ہی عنایت کسکی
کیا بھول پڑی تجھکو ہوا کیون مدہوش
ہے تو ہی گنہگار شکایت کسکی

رباعی

اے دل یہ جان لے کہ ہم مین کچھ ہے
بیکار نہین یہ دم کہ دم مین کچھ ہے
آواز اُسی یار کی سُن آتی ہے
خالی ہی نہین ہے زیر و بم مین کچھ ہے

رباعی

عینک سے دوچند آنکھ کی بینائی ہے
اسواسطے دل پیر کا شیدائی ہے

آئی ہے بصد نشاط یہ عید سعید — دیتی ہے تجھے خوشی ہی ہر طور نوید
ملتا ہے صنم گلے سے تیری شادان — ہے عید وہی کہ جب بر آئے امید

رباعی

جو جرم کیا ہمنے سو کر اب کے معاف — گو ہم سے ہوا ہے تیری فرمانکی خلاف
ہے تجکو سزا اور سراسر بخشش — کسکا ہے یہ منہ جو تجھسے چاہے انصاف

رباعی

چلتا نہین دنیا مین جو ہو زر کھوٹا — انسان نہین وہ جو ہووے نیت بھر کھوٹا
ہے بات بھلی سبھی سے سچی شادان — خالص جو ہو زر تو ہووے کیونکر کھوٹا

رباعی

جب سے کہ بنی تجھ سے کسی سے نہ بنی — اورونکی تو کیا کہیے کہ جی سی نہ بنی
جب سے تجھے دیکھا ہے نہین کچھ بھاتا — اے یار مری ابتو سبھی سی نہ بنی

رباعی

سمرن تری یاد کی پروتے گزری — جی مین جو کدورت تھی سو دھوتے گزری
من مین جو بسے کہتے ہین سینے مین دسے — اپنی اسی امید مین سوتے گزری

رُو ہمکو نہین جو عفو چاہین تجھسے ۔ ہر طور سے گو کیا پرکھا ہے ہمنے

رباعی

لی جب سے ترے نام کی مالا ہمنے ۔ جو دل مین بُرا تھا سب نکالا ہمنے
اب کیون نہ کرے تو دستگیری اپنی ۔ سُمرن کو تری ہاتھ مین ڈالا ہمنے

رباعی

کوچے مین جو میرے تیرا پھیرا ہوا ۔ آنکھون مین جہان کب اندھیرا ہوا
مین ہونگا ترا ہی تو نہ کہیو ہرگز ۔ یہ بات کبھو کہ کوئی میرا ہوا

رباعی

سو طرح سے کرکے جبہہ سائی دیکھی ۔ بخشا جو گناہ کبریائی دیکھی
دیکھا نہ کبھو بغیر حق کو شادان ۔ آنکھین جو ہوئین تری خدائی دیکھی

رباعی

جسطرح تمہاری ہینگی پیاری باتین ۔ یاد آئین نہ کسطرح تمہاری باتین
شادان سُن سُن کے کیون نہو دلسے شاد ۔ ہین سلکِ گُہر تمہاری ساری باتین

رباعی

کب ہیگا تجھسے یار باہر
ڈہونڈے ہے عبث تو اید ہر اود ہر

آنکھون مین بھرا ہے وہ سراسر
خورشید کا نور جیسے گھر گھر

کہتے ہین تجھے اگر اثر ہے

ہشیار ہو اب نرہ تو غافل
تب تجکو کہینگے لوگ عاقل

سُنلے تو ہماری بات جاہل
اتنا بھی نہو تو اِسپہ مائل

دنیا کی بہار جُون شرر ہے

اللہ رے اُس کی کبریائی
بندے کو نہین وہان رسائی

شادان یہ خدا کی ہے خدائی
کرتا ہے وہ سب ہے جو بھلائی

حمد اُسکی نہ طاقتِ بشر ہے

رباعیات

اے یار تجھے جو خوب دیکھا ہمنے
بھر پایا تمام سُود لیکھا ہمنے

اس سے بھی زیادہ اور ہوتا ہی کچھ
سو سودھب سے کیا پرکھا ہمنے

رباعی

جو ہمسے ہوا کیا جو لیکھا ہمنے
جز جرم وگناہ کچھ نہ دیکھا ہمنے

مخمس

معشوق پر اپنے نت نظر ہے — ادہر اودہر کی کب خبر ہے
در اُسکا ہے اور اسکا سر ہے — پھرتا جو نہین وہ دربدر ہے
عاشق کا یہ حُسن سر بسر ہے

معشوق کی اپنے جستجو کر — دن رات اُسی کی گفتگو کر
ملنے کی ہمیشہ آرزو کر — تو سامنے اُسکے اپنا رُو کر
آنکھون مین جو تیری جلوہ گر ہے

سوداگر سے کھُلا ہے بازار — ہوجائیگا وہ کبھو خریدار
بیکار نہ رہیو رہیو باکار — لے نام تو اُس کا ہے جو دلدار
دنیا کا بھلا یہی ثمر ہے

غنچہ جو بہار مین ہوا گُل — آشفتہ ہوئی اُسی پہ بلبل
ہر شاخ پہ پیچ کھایا سنبل — کیون کرتا ہے دیکھہ کر تغافل
جو دیکھے نہ اُسکو بے بصر ہے

ہے دعا مجھ سے یہی اور سبھون سے آمین	جلد بر لائے خدا ہووین جو تیرے آمال

قطعۂ تاریخ تہنیتِ سالگرہِ مبارک حضرتِ سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ

دی صبا نے نویدِ سال گرہ	ہے مری شہ کی عیدِ سال گرہ
درِ شادی و عیش و عشرت کو	کھولتی ہے کلیدِ سال گرہ
رہے شاہِ دکن ہزارون سال	ہے یہ گفت و شنیدِ سال گرہ
ہو وینگے سرفراز خلعت سے	خلق کو ہے امیدِ سال گرہ
سالِ تاریخ چاہے گر شادان	کہہ یہ روزِ سعیدِ سال گرہ
لکھے آئی نوید بہجت کی	ہے صبا جو بریدِ سال گرہ

سنہ ۱۲۴۰ھ



بیشۂ شیر مین آہو نہ کرے کیون آرام
گرگ کس طرح نہ لے بچۂ بز کو دمین پال

شحنۂ عدل نے تجھ بادشہِ عادل کے
ظلم کے حرف دیے صفحۂ دنیا سے نکال

پاسبانی یہی کرتا ہے ہوا پر شاہین
باز تا سر پہ نہ کنجشک کے مارے چنگال

دہوم ہے تیری سخاوت کی جہان مین ایسی
بے نوا جتنے تھے دنیا مین وہ ہین صاحبِ مال

بیشتر مانگنے کے دیوے ہے ہر اک کی مراد
رد نہین تو نے کیا جسنے کیا تجھ سے سوال

اور بخشش کا بھلا تیری بیان کیا کیجے
نام کو تیری ریاست مین نہین ہے کنگال

بادپا تیری سواری کا وہ ہے باد سے تند
باد رہتی ہے عقب جس سے بہ رہِ یکدو سال

دیکھیے اُسکو بھلا کیونکہ ہوا سے تشبیہ
ہے یہ وہ تیز کہ پہونچے نہ صبا کا بھی خیال

جب چمکتا ہے وہ تب برق تڑپ جاتی ہے
دوڑ سکے ساتھ یہ ہے برقِ درخشان کو محال

فیل کی تیرے بیان کیجیے کیا شان و شکوہ
بھول جاتا ہے جسے دیکھ فلک اپنی چال

کوہ پیکر اُسے کہیے تو نہین دیتا زیب
کر سکے اُسکی جو تعریف یہ ہے کسکی مجال

جیسے پشّے کو کوئی ہاتھ مین لے مل ڈالی
زیرِ پا اُسکے رہے یون ہر دشمن پامال

مدح مین تیری ثنا دان کی دعا ہو مقبول
ایسے ممدوح کو رکھّ شاد الٰہی ہر حال

جب تلک دَورِ فلک مین ہین مہ و مہر نمود
یارب اس شاہ کی دولت کو کبھو ہو نہ زوال

شمعِ رخسار پر اُسکی ہے پری پروانہ
جسنے دیکھا اُسے سو بول اُٹھا واہ جمال

ہے جوان ایسا کہ اب جسکا نہین ہے ثانی
ہو تسے ہین زُہرہ جبین دیکھ سپند اُسکا خال

سُنتے ہی دل مین یہ آیا کہ وہ مطلع کہیے
جسکے لفظون مین نظر آئین سبھی اُسکی کمال

مطلع

اے خداوند ہے تجھپہ خدا کا افضال
ذات تیری ہے اب ایسی کہ نہین جسکی مثال

تیری تصویر ہے یوسف سے نہایت بہتر
آئنہ دیکھ کے حیران ہے تیری تمثال

نادر اخلاق مین ہے اور ملک سیرت ہی
ایسا پیدا نہوا کوئی بشر نیک خصال

اِسلیے وقت تکلم کے تو حق کہتا ہے
ہے محقق بحقیقت کہ ہی تو صاحبِ حال

علم ایسا نہین کوئی کہ نہو تجھکو خبر
ہے کمالات مین کامل کہون کیا تیری کمال

بزم مین ایسا ہے تو جیسے کنہیا اے شاہ
رزم مین ہیگی نہ زنہار کوئی تیری مثال

خوف سے تیرے ہے دی پھینک سبھون نے تلوار
ڈالدی رستم و سہراب نے دہشت سے ڈھال

جبکہ میدان مین آتا ہے تو لیکر نیزہ
کرتی ہے فتح و ظفر رزم کے وقت استقبال

ایک کے دو کرے اور دو کے کرے دم مین چار
تو اگر میان سے شمشیر دودم لیوے نکال

سینۂ کوہ مین تو جبکہ لگاتا ہے تیر
صاف اسطرح نکلتا ہی کہ مسکے سے بال

چوٹی ہر کوہ کی ہے زلفِ صنم سے بہتر
کج سے خوشرنگ ہین اب سینۂ صحرا پہ جبال

شاخِ انگور کے دانون سے بھری ہی ایسی
سلکِ گوہر نہو سرسبز تو کیا دیجے مثال

آیکو ایک طرف پھول مہکتے اک سو
حسن مین لعل سے خوشرنگ ہی جو پھول ہی لال

جب بسنت آئے شہِ گل یہ اڑاتا ہے ابیر
جیسے ہولی مین کنھیا نے اڑایا ہو گلال

چشم حیرت زدہ ہے دیکھ گلِ نرگس کو
بسکہ ہی راتدن آنکھون کو بندھا اسکا خیال

نکہتِ گل کہون یا لذتِ اثمارِ شجر
تر زبان ہووے حلاوت سے کہے گر احوال

رشکِ گلزارِ ارم کہیے کہ فردوسِ برین
بارِ میوہ سے پڑے لوٹتے ہین ساری نہال

تاب لاتا نہین از فرطِ نزاکت ہرگز
برگ شبنم کو جھٹک دیتا ہی جیسے رومال

دیکھا جس شخص نے آنکھون مین طراوت آئی
نامیہ نے یہ نکالے ہین زمین سے پر و بال

کس لیے اب کے بہار آئی بصد رنگینی
مین نے گلشن کے یہ طوطی سے کیا بڑھکے سوال

بولا طوطی کہ نہین جانتا کیا تو یہ بات
کہ بہار آئی ہے اُس شاہ کے در پر اس سال

نام جسکا کہ ہے مشہور شہِ اسکندر
ہے جہان اُسکی ہی خوبی سے ہوا مالا مال

جسکی دہشت سے ہوا شیر کا زہرہ پانی
شرق سے غرب تلک جسکا ہی یہ جاہ و جلال

کوس کرتا ہے نفیری ہی بجے ہے ڈنکا
مہر و مہ کی درِ دولت پہ لگی ہے گھڑیال

قصیدہ در مدحِ نواب مستطاب معلی القاب فلک جناب خورشید اشتہار رکن السلطنت بادشاہِ سلیمان اقتدار یارِ وفادار سکندر جاہ نواب میر اکبر علیخان بہادر نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ مظفر الممالک ارسطوے زمان رستمِ دوران سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

صبح بیدار ہوا مین تو یہ بولا اقبال ۔۔۔ آیا ہون رہنے کو مین تیرے ہی در پر فی الحال

دیکھ ہر سمت کو تو کیا ہی سمان ہیگا بندھا ۔۔۔ ہیگا ہر ایک بشر حال مین اپنے خوشحال

نغمۂ چنگ و رباب آنے ہے کانو مین سدا ۔۔۔ کیا ہی ہیگی یہ خوشی دہر ہے اب مالامال

چمنستان مین کھلے گل ہین عجائب خوشرنگ ۔۔۔ کیا بہار آئی ہے سو رنگ سے خوش ابکی سال

فرش سبزیکا گلستان مین بچھا ہے ایسا ۔۔۔ مخملِ سبز ہوئی سامنے جسکے پامال

لہرین لیتی ہے ہوا موج ہو جون پانی مین ۔۔۔ ہین درختون مین لگی میوے عجب ہر اک ڈال

ذکر سے جنکی حلاوت کے زبان شیرین ہو ۔۔۔ قند یا شہد و شکر ان مین دیا ہیگا ڈال

سرو حیرت زدہ گلشن مین رہا استادہ ۔۔۔ دیکھہ رفتارِ صنم کبک کو بھی بھولی چال

تمہاری راہ مین دل کھول کر مین باٹونگا		دلا دو آج مجھے خوب سا خزینے سے

ہزار شکر کر اُس کارساز کا شاداں
رکھا ہے جسنے تجھے اسقدر قرینے سے

ہماری آنکھوں مین دیکھہ پیارے یہ تیرا کھٹکا کھٹک رہا ہے
کہان ہین آنکھین جو تجکو دیکھین ہمارے من مین مٹک رہا ہے
تجھے جو دیکھا ہے ہمنے پیارے تو اپنی آنکھین اٹک رہی ہین
نہین نکلتا تری لٹون سے جو من ہمارا اٹک رہا ہے
مین جسکو دیکھا وہ پھولون جیسا نہین سماتا ہے اپنے تن مین
تری بڑائی مین جو کوئی ہے سو کلیون جیسا چٹک رہا ہے
کہین بھی ہوتا ہے نیا و ایسا جو تو ہمارے سے کر رہا ہے
(انصاف)
تجھے تو چاہین ہم اپنے جی سے تو اور ہم سے پھٹک رہا ہے
کہے ہے اب تجھ سے یہ ہی شاداں کہ رہ سدا اُسکے دھیان مین تو
تجھے مین سمجھایا کیسا کیسا تو کیون ارے من بھٹک رہا ہے

تمہارے ہاتھ سے جسوقت آب ٹپکے ہے
غلط نہین ہے کہ گل سی گلاب ٹپکے ہے

نہووے کیونکہ پری سے سوا وہ حورنژاد
کہ جسکے چہرے سے نورِ شباب ٹپکے ہے

عجب بہار گلستان مین دیکھہ ہوتی ہے
کہ سبزہ زار مین جسدم سحاب ٹپکے ہے

دل اپنا چاہتا ہے اُس پری سے ملنے کو
سبو سے شیشے مین جسدم شراب ٹپکے ہے

حسود اپنے مین اسطرح آپ جلتا ہے
کہ جیسے آگ کے اوپر کباب ٹپکے ہے

ہمارے گھر مین یہ شادی رچی ہے ای شادان
ہمیشہ شادی مین اپنی شہاب ٹپکے ہے

ہمیشہ دُور رہو مہربان کینے سے
نہین ہے صاف کبھو سینہ اُسکا کینے سے

ثبوت اس کا ہے انگشتری سلیمان کی
کہ نام خلق مین روشن ہوا نگینے سے

نہین تو ہووے گا پھر نام کینہ ور سب مین
نکال کینے کو اے یار اپنے سینے سے

اُسے ہے خار سے صحبت اسی ہی گلرو سے
نہین گلاب کو نسبت ترے پسینے سے

کوئی سُنا ہے کہ بے راہ پہنچا منزل کو
عروج چاہے جو اپنا تو چڑھو زینے سے

جو بوئے گُل تو ثمر دوسرا نہووے گا
لکھا جو ہووے گا نکلے گا وہ سفینے سے

رکھا ہے تو نے مقابل اُسے اسی خاطر
جمال تیرا نظر آئے آبگینے سے

تمہارے جلوے سے گلشن مین بہار آئی
وگرنہ قافیہ غنچے کا تنگ تھا آگے

برنگِ شاخ ٹپکتا ہے اب ہمارے گھر
وہ گل جوانی مین کرتا درنگ تھا آگے

نگاہِ بد سے ہمیشہ خدا بچاے اُسے
وہ باوقار ہوا شوخ وشنگ تھا آگے

اب اُسکے عشق مین کسکو ہے نام وننگ کا پاس
کبھو خیال مین یان نام وننگ تھا آگے

پڑی نگاہ کسی اوستادِ کامل کی
گداز کیونکہ ہوا شیشہ سنگ تھا آگے

عجب صفائی سے کہتا ہی صاف دل شادان
ہمارے آئنۂ دل پہ زنگ تھا آگے

بہار اب کے ہمارے ہی گھر مین آئی ہے
گھٹا بھی عیش کی چارون طرف سی چھائی ہی

عجیب رنگ سے آئی ہین باغ مین کلیان
ہر ایک ہاتھ مین بھر بھر کے زر کو لائی ہی

صنم کے ساتھ عجب دل لگی مین کٹتی ہی
تمام رات ٹھٹھولین ہین ہاتھا پائی ہی

ہون ایک پوست مین بادام جیسے دو توام
ہمارے اور تمہارے کہان جدائی ہی

تجھے جو چاہتے ہین دل سے پیار کر ہمکو
لڑائی آنکھ اگر غیر سے لڑا ئی ہی

رقیب دیکھ کے جلتے ہین رشک سی کیا کیا
ہمارے تیرے صنم ایسی آشنائی ہی

مجال کیا ہے جو شادان سی شکر ہو وی ادا
کرم جو بندے پہ ہے کیا تری خدائی ہی

نرکھہ تو صحبت نادان سے کام اے دانا
نہین بگڑتے ہین کچھ کام ہوشیارون سے

ہمین ہے کام اُسی ایک سے جو ہے مالک
نہین غرض ہی سوا اُسکے یان ہزارون سے

مرید کے لیے رہبر ہین اسطرح مرشد
نشان ملے ہے مسافر کو جون ستارون سے

سواے تیرے نہین رکھتے وہ کسی سی کام
پیاری باتین کرلے یار اپنے یارون سے

شمار ہووین کہان جُرم جو کیا شادان
نکر مواخذہ صاحب گناہگارون سے

لگن لگی ہے تمہارے سی ہر گھڑی اپنی
کبھو تو کھولوگی تم دل کی گلجھڑی اپنی

خیال دلکو بندھا رات دن تمہارا ہے
نظر مین رہتے ہو جبسے نظر پڑی اپنی

خجل ہو عکس سے لب کے یہ رنگ نیلم کا
دکھادو آج مسی کی اگر دھڑی اپنی

بہار آئی درختون پہ سبزہ لہکے ہی
لگائی ابر نے اس سال کیا جھڑی اپنی

ہر اک طرح سے تجھی داؤن مین مین لاؤنگا
کہان تلک یہ نہ چھوڑوگے تم اڑی اپنی

یعنی لیکہ پر

ترے جو گھر مین یہ شادی رچی ہی اے شادان
بہار آئی ہے پھولون کی لے چھڑی اپنی

چمن مین کاہیکو گل کا یہ ڈھنگ تھا آگے
نہ اُس مین بو ہی تھی ایسی نہ رنگ تھا آگے

مرے جو دلکو لیا ہیگا دلربا تو نے
مین چاہتا ہون تجھے ہیگی مجکو چاہ تری

نباہ میرا ہے تیرے ہی ہاتھ اے صاحب
نباہ ہو نہ مرا اگر نہو نباہ تری

اندہیری رات بہت اور سر پہ بارِ گران
نباہ مجکو کہ ہیگی کٹھن یہ راہ تری

رہے تو شاہِ سکندر مدام عشرت مین
دعا یہ تجکو دیا کرتی ہے سپاہ تری

بگاڑ تجھ سے کبھو چاہتا نہین شادان
کہ مغتنم ہے ملاقات گاہ گاہ تری

پری جو سیر کو سوئے چمن گئی ہوگی
تو عطر بیز ہوا ان کی بن گئی ہوگی

ہمارے گھر مین کرم کر کے آوینگے وہ ضرور
جو اُنکے دل مین یہی بات ٹھن گئی ہوگی

نہین سماتا ہے پھولا جو پیرہن مین آج
مشامِ غنچہ مین بُوے دہن گئی ہوگی

غزال بُھول گئے ہونگے چوکڑی اپنی
شمیمِ زلف جو سُوے خُتن گئی ہوگی

نہ دیکھا دولت شہانا شہِ سکندر سا
صبا کہیگی جو سوئے چمن گئی ہوگی

رہا گمان نہ کسی بات کا اب اے شادان
جو بات پہنچی ہے تم تک سو چھن گئی ہوگی

امید کیونکہ نہ یاری کی ہووے یارون سے
کہین خلاف بھی ہوتا ہے دوستدارون سے

سنانہ تمنے یہ گفت و شنید یون ہی گئی
ملے نہ تم سے ہم اب کی بھی عید یون ہی گئی

بندھی ہے ٹکٹکی آنکھون مین یار تیرے لیے
نظر نہ آیا تو امیدِ دید یون ہی گئی

ملا نہ آکے وہ اب بولو کون سچّا ہے
جو تم نے دی تھی میاں بخی نوید یون ہی گئی

خدا کا شکر کہ شادان امید بر آئی
جو تھی رقیب کے دل مین امید یون ہی گئی

حدیثِ عشق نے عاشق کے کان کھول دیے
پڑے تھے پردۂ غفلت سو[1] آن کھول دیے

ہزار غنچے شگفتہ ہون یون نہ دین خوشبو
وہ بات کرتے ہین یا عطر دان کھول دیے

پڑے تھے کب سی ولیکن نہین سلجھتے تھے
یہ عقدے دل کے مرے تمنے جان[2] کھول دیے

وہی ہین عاشقِ صادق اُنہین کا سکہ ہے
جنھون نے جنگ مین اپنے نشان کھول دیے

سنا جو آتا ہے گلرو مرا گلستان مین
صبا نے غنچۂ گلشن کے کان کھول دیے

صنم کو دیکھ کے شادان یہ شاد ہو[3] بولا
کواڑ دل کے مرے مہربان کھول دیے

پڑی ہی جب سے مرے حال پر نگاہ تری
نہین ہے خوف کسیکا کہ ہی پناہ تری

نہ کس طرح دلِ عشاق پیچ مین آئے
کمندِ دل ہے صنم کا کلِ سیاہ تری

[1] یعنی سو معشوق نے[?]
[2] جان کہنا اُسوقت کا استعمال ہے یا جان یا میری جان یا جانِ جان وغیرہ کہتے ہین ۱۲
[3] یعنی ہو کر ۱۲

گرمی ہو شوق کی تو وہ ابرِ کرم سے ملے
رحمت کی ہو وے بارش اگر دُو لگی رہے

دیکھے تماشا رخشِ فلک ایسی دَوڑ کا
گھوڑے کے دوڑنے مین اگر رُو لگی رہے

شادان رہے نہال تو فضل آلہ سے
سبزی ترے چمن مین بہ ازجُو لگی رہے

چل تماشے کو باغ مین گُل کے
ہے لگی بلبل سُراغ مین گُل کے

دیکھ آنکھون سے روشنی اُسکی
روشنی ہے چراغ مین گُل کے

برق کیون چھیڑتی ہے بلبل کو
جل رہی ہے وہ داغ مین گُل کے

دیر مت کر تو جلد پی شادان
مے بھری ہے ایاغ مین گُل کے

مت مُکر جو کہ بات سچّی ہے
منہ سے مت کہ جو بات کچّی ہے

نصِ قرآن پہ عمل کیجے
یار جو کہہ گیا سُو سچّی ہے

بات اس رنگ کی جڑی اُسنے
جیسے کُندن مین لعل پچّی ہے

وان فرشتے کا پاؤن جائے پھسل
صحن اُسکا تمام گچّی ہے

جسپہ صدقے ہو جان ہی شادان
تو کُٹ مت حور کی وہ بچّی ہے

جو یار نے کیا سو بھلا دیکھہ کر کیا
تقدیر کے لکھے کو نہ کوئی ہٹا سکے

شادان کا قول ہے یہی اے خالقِ جہان
بندے کو کون تیرا صاحب ملا سکے

آتا نہیں جو سامنے مارے حجاب کے
ہم دل سے ہین نثار اُسی آفتاب کے

دیکھا بھی اُسنے یا نہیں اپنا لکھا ہوا
ہم منتظر ہین آجتک اُسکے جواب کے

صحرا تمام ہیگا گلستان سا خوشنما
کیا موتیون سے ٹپکے ہین قطرے سحاب کے

اک پل ہین آنکھہ کھول کے ملتے ہین بحر ہین
رکھتے ہین رنگ اور ہی پیالے حباب کے

ہم ہین صنم ہے پھول چمن ہین ہین کھل رہے
ساقی لے آ بہار ہین شیشے شراب کے

شُہرہ ہے جسکے نام کا روے زمین پر
بندے ہین ہم تو اُس شہِ عالیجناب کے

ہے گلبدن چمن ہین کھڑا یہ بہتا ہوا
لے پھول اُسکے ہاتھ سے شادان گلاب کے

ایدل جو شمع روسے تیری لو لگی رہے
پروانہ وار تجکو تک ودو لگی رہے

چوسر کے کھیلنے مین تماشا ہی کچھہ عجیب
سر ترہ دھری رہے ہین اگر پو لگی رہے

کھٹرا اترا عجب ہے صنم ٹک ادھر دکھا
تارُخ پہ یہ نظر زہبر تو لگی رہے

جو دل پھنسا ہو زلف مین سو کیا نکل سکے
قسمت مین جو بلا ہو وہ کس طرح ٹل سکے

دنیا مین سو طرح کے نشیب و فراز ہین
تو پاؤن رکھہ سنبھال جو تجھ سے سنبھل سکے

منظور ہو جو اُسکو بنا دے ہی یار سب
گر بات سو طرح کی بناؤ نہ چل سکے

اے سنگدل اب اتنی بھی سختی نہ چاہیے
پگھلا دے دلکو اپنے جو تجھسے پگھل سکے

اچپل ہے شوخ اور وہ چنچل مزاج ہے
لے قول اُس سے ایسا نہ ہرگز بدل سکے

شادان بدل کے قافیہ لکھہ اور اک غزل
گر اس زمین مین شعر کوئی تجھ سے ڈھل سکے

مقدور ہے کسے تری قدرت کو پا سکے
دونون جہان مین نور نہ تیرا سما سکے

ذرّہ کب آگے مہر کے مُنہ کو دکھا سکے
میدانِ عشق مین نہ کبھی غیر آ سکے

خورشید و ماہ پھرتے ہین فرمان سے روز و شب
بے حکم تیرے باد نہ پتّا ہلا سکے

داتا تو ایک اور ترے سب ہین مانگتا
گر تو نہ دے تو کون کسیکو دلا سکے

آرام جسکے سُنتے ہی آجاے خواب مین
افسانہ یار کا تو سُنا گر سُنا سکے

معشوق شب کا جاگا ہوا مست ہے پڑا
سوتے کو خواب مین سے اُٹھا گر اُٹھا سکے

ہم چاہتے ہین دل سے پیارے کو زود تر
اے پیکِ سپہر خجستہ ملا گر ملا سکے

ہر گز نسیم خلد کو یان منزلت نہین — آتی ہے خوش جو تیری گلی مین صبا چلے
لازم ہے تجکو اپنی ہوا مین رکھے ہمین — ہم اس ہوا مین رہتے ہین تیری ہوا چلے
اک شب ہمارے پاس رہو تم گلے لپٹ — کہتے ہین ہم پکار کہان تم بھلا چلے
یہ کونسی ٹھٹول ہے اب بھاگتے ہو تم — کیون ہمکو آپ نیند سے آ کر جگا چلے
چوری لگاے کون تمھین تم تو شاہ ہو — آنکھون مین آ کے آپ نظر کیون چُرا چلے
وعدہ تو سچ کیا تھا مگر جھوٹ ہو گیا — کیون باوفا کو چھوڑ تم اے بیوفا چلے
ملنا ہے یار دل مین خدا تم کو خوش رکھے — جو بات کہنے کی تھی سو وہ تم سُنا چلے

شادان کبھو نہ چھوڑے جو پردے مین تم چھپو
چھپ چھپ کے ہمسے یار کہان مُنہ چھپا چلے

آلودہ خواب نشہ سے آنکھین بھری ہوے — ترچھی نگہ سے دیکھتے ہو کیون بھری ہوے
تیری نگاہِ لطف کی تاثیر کیا کہون — جو نخل خشک رہتے تھے وہ اب ہری ہوے
سر عاشقون کے جُھکتے ہین جسطرح پاون پہ — گلدان سامنے ہین ترے یون دھرے ہوے
شوخی کے ساتھ بات کرو اور گلے لگو — کیون ہم سے بات کرتے ہو اب تم ڈری ہوے
شادان تمہارے عشق مین پھرتا ہے ڈھونڈتا — کسطرح بائے تم تو پرے سے پری ہوے

کہین عقل کا جو قصور ہے تو ہمیشہ پردہ دری رہی

ٹک ادھر بھی ایک نگاہ کر کہ مین تک رہا ہون تجھے صنم
مرا کہنا تجھکو اثر کہان جو کہا سو بے اثری رہی

ہے اُسی کی حمد کا یہ سبب کہ مدام شادان یہ شاد ہے
مرا دل نہین یہ خزانہ ہے کہ خدا کی یاد بھری رہی

کسطرحکا یہ گھر مین ہمارے سرور ہے
لاگی لگن جو یار سے اُسکا ظہور ہے

پرتو سے تیرے چہرے کی ہو ماہ بھی خجل
مکھڑے پہ تیرے شانِ خدا کیا ہی نور ہے

مت کر تو ہمکو دیکھ کے اب رشک ای رقیب
اپنی بغل مین کیا ہی پری رشکِ حور ہے

ہے موسم بہار خصوصًا ہمارے گھر
کیا اب کے بار گل کا چمن مین وفور ہے

حیرت زدہ سے ہو کے یہی کہنے سب لگے
برقع اُٹھا جو منہ سے تجلیِ طور ہے

آتے ہی اُسکے بیخود و سرشار ہو گئے
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جامِ بلور ہے

شادان سوائے یار کہین ملتجی نہو
کر اُس سے التجا کہ رحیم و غفور ہے

جز عجز و انکسار وہان اپنی کیا چلے
حیران ہو ملک بھی جہان سر جھکا چلے

دماغ اپنا اُس بُو سے ہیگا معطر
اُسی ایک گل کی یہ گلشن مین بو ہے

بناوے جو قطرے کو اک پل مین دریا
گُہر کو اُسی ذات سے آبرو ہے

عدو سو طرح سے اگر پیچ کھاوے
ہمین ڈر ہے کسکا مدد پر جو تو ہے

نظر اُسکو کب ہے تری خو پہ شادان
اگر تو ہے بدخو تو وہ نیک خو ہے

عجب اک طرح سے گلے لپٹ سر شام سے وہ پری رہی
گئی شاخ دل تھی جو خشک ہو سو تمام عمر ہری رہی

ترے منہ پہ کیسی نگہ لگی جو لگی سو پھر نہ کبھو پھری
کیے تو نے کیسے فسون بے مجھے جو رہی سو بیخبری رہی

کہا اسے مجھ سے کہ چپ رہو تو مین اپنے جی مین جھجک رہا
بڑی بھول ایسی مین کیا کہون مرے دلکی دلمین دھری رہی

کیا دھیان مین نے جو آپ کو تو سوا ے یار کوئی نتھا
گئی دل پہ میری نگاہ جب تو اُسیکی جلوہ گری رہی

جسے فہم آتش طور ہے تو اُسیکا نور و ظہور ہے

جو کرتا ہے محنت وہ پاتا ہے راحت   جو پیسے ہے آٹا وہی چھانتا ہے
جو پڑھتا ہے درس کتاب محبت   دو عالم کے دفتر کو گردانتا ہے

مریجان بڑا دھن کا پکا ہے شادان
کرے ہے وہی دلمین جو ٹھانتا ہے

مرا دل تھا اور آرزو تھی کسو کی   یہ وہ پھول ہے جسمین بو تھی کسو کی
ہوا اب یقین بات تھی وہ ہماری   سنی ہمنے جو گفتگو تھی کسو کی
خدا کے کرم سے جو ہی اب میسر   بنی بات ایسی کبھو تھی کسو کی
وہی آنکھ مین اپنی پتلی بنی ہے   وہ تصویر جو روبرو تھی کسو کی
گیا ہے بہانے سے آتا ہوں اب مین   نظر ہمسے جو دو بدو تھی کسو کی

یہ دیوانہ پن اک بہانہ تھا شادان
پھراتی ہمین جستجو تھی کسو کی

سنی جیسی ہمنے تری گفتگو ہے   شب و روز ہمکو تری جستجو ہے
بجز تیرے دیکھے نہین چین ہمکو   ملین جلد تجھسے یہی آرزو ہے
چھپے ابر مین چاند ہر چند لیکن   پیارا ہمارا سدا روبرو ہے

کاکل تری دام بن گئی ہے — اب تجھسے شکار کیونکہ جاوے
ہم کرتے ہین پیار اُسکو دل سے — پیارے یہ پیار کیونکہ جاوے

لاکھون ہین سوار ایک شادان
اُس[٥] آگے سوار کیونکہ جاوے

سیماب تڑپ کے لوٹ جاوے — بیتابیِ دل سے کب برآوے
دل تڑپے ہے تیرے دیکھنے کو — کوئی تجھے ہم سے لا ملاوے
آنکھون مین بھی خیال تیرا — پُتلی کی طرح کوئی بٹھاوے
دنرات رہے ہے یاد تیری — یہ حال مرا کوئی سناوے
ایسے ہین کہان نصیب میرے — الطاف سے وہ صنم جو آوے
سو لاکھ نثار تجھ پہ کیجے — امید مری اگر بر آوے

شادان کو یہ چاہیے کہ وہ بت
گر روٹھ رہے تو جا مناوے

برہمن بتون کو نہ یون مانتا ہے — خدائی کا جلوہ وہان جانتا ہے
وہ صاحب ہے میرا مین بندہ ہون اُسکا — مرا دل اُسے خوب پہچانتا ہے

[٥] یعنی اُسکے آگے

شادان ہمین بن دیکھے کسطرح سے چین آوے
ہم چاہتے ہین اُسکو اور ہم سے وہ اُوجہل ہے

مدت سے ڈہونڈتے تھے ہم دیر وہم حرم سے
پایا اُسے تو سمجھے تھا وہ جدا نہ ہم سے

اسدم کو دم غنیمت کرکے شمار رکھنا
مت بھول اے دوانی جو کچھ کہ ہی سو دم سے

آنکھین لگی ہین تجھ سے پھرنکلی اب نہین ہین
تیری قسم ہے مجکو کہتا ہون مین قسم سے

تھا اُس مین اک تماشا یہان نشہ ہی دوبالا
یہ جام تیرے ہاتھون بہتر ہے جام جم سے

تار نظر کو اپنے مین فرش رہ کرون گا
اس انجمن کو روشن فرمایئے قدم سے

گر کان ہو وین تجکو ٹک کان دہر کے سُنلے
آواز اک صنم کی نکلے ہے زیر وبم سے

مین یاد کر رہا ہون ہے تو ہی یار میرا
رکھنا تو مجکو شادان اپنے سدا کرم سے

اب سیر کو یار کیونکہ جاوے
ہم بن وہ نگار کیونکہ جاوے

عاشق اُٹکے جو گلبدن سے
بن دیکھے بہار کیونکہ جاوے

معشوق جو اپنے گھر مین آوے
بے بوس وکنار کیونکہ جاوے

ساقی تو آج دیر مست کر
بے بادہ خمار کیونکہ جاوے

وہ ماہ جبین ہمکو جو لوگ دکھا دین گے
یکچند کی کیا کہیے صد چند دلا دینگے

آنکھون مین رکھین گے ہم جون مردمک دیدہ
معشوق ہمارے کو جو ہم سے ملا دینگے

اس پردۂ دنیا پر اچھے جو ہین صیقل گر
آئینۂ زنگ آلود اک دم مین جلا دینگے

جو چاہتے ہین اُن سے گر دیوین تو سو منّت
دل ہمنے دیا اُنکو پر وہ ہمین کیا دینگے

کیا ہوتے ہو تم غافل سونے کا نہین موقع
ہم عشق کی گرمی سے سوتونکو جگا دینگے

شادان اُنہین نت ہمتو خوشوقت ہی رکھینگے
باتین جو پیارے کی اب ہمکو سنا دینگے

ہے برق سادہ چنچل کسطرح کا چپل ہے
دیکھا ہے اُسے جب سے دل ہو رہا بیکل ہے

رہتی نہین عاشق کی آنکھونمین گرانباری
جب سر کو لگا لیتا بیدرد وہ صندل ہے

دیکھا جسے آنکھون سے دیوانہ کیا اُسکو
پابندیِ عاشق کو زلف اُسکی مسلسل ہے

تفسیر ہے آیت کی کیا تجھسے بیان کیجے
آخر بھی وہی ہیگا کہیے جسے اول ہے

نسبت ہی نہین اُس سے کیا دیجے اُسے نسبت
افضل اُسے کہیے تو سب سے وہی افضل ہے

خورشید کو دو ہوتے دیکھا نہ کوئی[1] ہرگز
جو حرفِ دوئی لاوے دیکھو وہی احول ہے

جنگل مین نہین منگل دیکھا ہے سوا اُسکے
دلدار ملے جسجا گلزار وہ جنگل ہے

[1] یعنی کسی نے نہ دیکھا

برسات مین چلتی ہے عجب بادِ بہاری
کہتا ہون جو مست چہیڑ مجھے ٹُوم رہی ہے[1]

بیکل ہے کیا کل سے مجھے لگ کے گلے سی
آیا جو صنم گھر مین مرے دھوم رہی ہے

گو سنگدل اور ون سے ہے الماس کے مانند
لیکن وہ پری ہمسے تو جون موم رہی ہے

اس دورِ سکندر مین ہوا چلتی ہے کیا خوب
لے خلعتِ سبزہ کو بسر (زمین) جھوم رہی ہے

شیشے کو پری چھوڑ کے آئی ہے شادان
ساغر کو مرے منہ سے لگا چوم رہی ہے

جب سے کہ مجھے اُسکی تصویر نظر آئی
پھر اُسکے نہ بن دیکھے تدبیر نظر آئی

آیا نہین وہ شب سے ہے یاد مجھے اُسکی
کچھ اُسکو بھلا میری تقصیر نظر آئی

لیلیٰ کی ہوا دل مین شاید کہ بندھی تھی یون
مجنون کو جو پاؤن مین زنجیر نظر آئی

کہتا تھا جو وہ مجھ سے دل دیکے مین سنتا تھا
کہنے کی یہ اُسکی اب تاثیر نظر آئی

سیماب سے تھا افزون عالم دلِ عاشق کا
ٹک اُسکی جوانی مین تاخیر نظر آئی

مت کہہ تو اب اے حاسد کیون دی ہے اُسے نعمت
جو اُسنے کہ لکھی تھی تقدیر نظر آئی

کب چین ہے اب ہمکو بن اُسکے ملے شادان
ہم آپ ملے جسدم تاخیر نظر آئی

[1] ٹُونا بمعنی اُبھارنا بیگمات کی زبان ہے ۱۲

جو شخص ملے بول اُٹھے واہ رے صاحب
یون چاہیے اے یار مدارات کی گرمی

ہے بات مین گرمی تو ملاقات مین کیا ہو
کرتی ہے مجھے گرم تری بات کی گرمی

کہتے ہین تجھے ہاتھ سے کچھ کرلے تو پیدا
پیسے ہی سے ہوتی ہے بھلا ہات کی گرمی

شادان کو جو تکیہ ہے اُسی ذات کا یارو
کیا چاہیے پھر ہووے جسے ذات کی گرمی

جب آوے گھٹا برسے ہے افلاک سی پانی
ہر جاے اُبلتا ہے تہِ خاک سے پانی

ہووے جو اُسے کوئی تو ہو نشہ دوبالا
بخشے ہے نشہ ٹپکے ہی جب تاک سی پانی

یہ ماہ جبین گرمیِ صحبت نہین سہتے
شبنم کی طرح ٹپکے ہے پوشاک سی پانی

کب خوف شناور کو ہے دریا و مگر سے
دریا کا سدا ڈرتا ہے پیراک سے پانی

کہتا ہے تجھے دیکھ فلک شاہِ سکندر
کیا دہاک ہے تیری کہ ہے دل دہاک سی پانی

کیا چشمِ بد اندیش مین ناسور پڑا ہے
جاری ہے سدا دیدۂ نمناک سے پانی

کہتا ہی نہین راز کبھی دل کا وہ شادان
یہ بات ہے مشکل بتِ بے باک سی پانی

ساون کی جھڑی ہے یہ ہوا گھوم رہی ہے
بجلی بھی چمکتی ہے گھٹا جھوم رہی ہے

خورشید اُسے دیکھ ٹھٹک جائے لب بام
گھر سے وہ اگر آج سحر کو نکل آوے

ہر دشت ابھی غیرت گلزار ہو شادان
وہ شوخ اگر سیر کو ہر سو نکل آوے

ٹیکا ہے ترے ماتھے پہ کانون مین گہر بھی
دل اُسپہ فدا ہیگا لگی ہیگی نظر بھی

دل تجھسے جو اٹکا ہے تو کب چھوڑتی ہین ہم
جاتا ہے کہین اور تو آ جا تو اِدھر بھی

اتنی تو نہ ٹھہرائیے اب دیر کی صاحب
اک آن کا وعدہ تھا ہوئے کتنے پہر بھی

جیسے کہ پھرے ہے ترے فرمان سے گردون
پھرتے ہین ترے حکم سے یون شمس و قمر بھی

کچھ مین نہین کہتا ہون یہ ہے بات تو مشہور
بوتا ہے کوئی تخم تو پاتا ہے ثمر بھی

سُنتا ہی نہین کب تجھے پروا ہی کسیکی
کب سے تجھے کہتے ہین کہین ہوئے اثر بھی

دیتا ہے تجھے دل سے دعا اِسلیے شادان
گزرے ہے تری یاد مین خوش شام و سحر بھی

آتی نہین کہنے مین ملاقات کی گرمی
تھا بر مین جو تو جانے ہے دل رات کی گرمی

گر ہو نہ جھڑی اور نہو بادۂ گلرنگ
آتی نہین خوش موسم برسات کی گرمی

اک لمحہ مین ذرے کو جو خورشید بنا وے
بھولے ہے کہان اُنکی عنایات کی گرمی

شادان تو خوشی ابہی سے کہہ مطلع ثانی
معشوق وہ آغوش مین تیرے اگر آوے

وہ عید نہین ہے کہ مہِ نو نظر آوے — ہے عید اُسی روز کہ معشوق گھر آوے
کرنیکو نثار اُس گلِ خندان پہ چمن سے — گُل ہاتھہ مین لیکر طبقِ سیم و زر آوے
مہتاب چھپے ابر مین گر شب کو وہ نکلے — خورشید نہ نکلے جو وہ وقتِ سحر آوے
معشوق اگر کچھہ کہے عاشق رہے خاموش — عاشق نہین جو یار کے ہاتھون سے تر آوے
تھا شب جو صنم پاس تو کس لطف سے گزری — دل تڑپے ہے پھر آج کہ یاد وہ گر آوے
سنتے ہین کبوتر کے گلے باندہا ہے نامہ — دل اُڑ کے ملے اُس سے اگر نامہ بر آوے

سُن سُن کے خبر یار کی ہوتا ہون مین شادان
پھولا مین سمانیکا نہین وہ اگر آوے

پھولون کی چمن سے جو مہک بو نکل آوے — کیا ہووے بہار اُس گھڑی گلرو نکل آوے
خورشید نہ نکلے جو کبھو تو نکل آوے — پانی نہ بہے تو جو لبِ جُو نکل آوے
جون آئنہ حیرت زدہ ہو دیکھہ کے عالم — ہو ماہ خجل جب کہ وہ مہرو نکل آوے
کیا دام ہے اُس زلف کا پُرپیچ کہون کیا — جب صید کو وہ جاے تو آہو نکل آوے

مہ و خورشید اُسکی شرم سے پردہ مین چھپتے ہین — جمائی ہی جو افشان حُسن چہرے کا دوبالا ہے

کسیکو بوے گُل جیسے نظر آتی نہین گُل مین — اگر سمجھو وہ ہے سب مین مگر سب سے نرالا ہے

مہ و خورشید اُسکے نور سے دنیا مین ہین روشن — جہان مین نور سے اُسکے جہان دیکھو اُجالا ہے

یہ فرمایا بغیر از بندگی کچھ کام مت کرنا — جب اُسنے روح کو انسان کی قالب مین ڈالا ہے

اُسی پر ہے نظر میری کہ مجھپر ہے نظر جسکی — ہم اُسکے ہینگے سب منگتا وہی اک دینے والا ہے

اُسی کے دَور مین عیش و مسرت ہیگی گھر گھر مین — سکندر شاہ ایسا ہے جہان کو جسنے پالا ہے

ہزارون شکر کر شادان کہ تجھپر ہے کرم اُسکا
خدا نے جو تکبر تھا ترے دل سے نکالا ہے

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے — اللہ کرے دل کی یہ اُمید بر آوے

خورشید خجل ہو کے چھپے ابر کے اندر — محفل مین اگر آج وہ رشکِ قمر آوے

کرتا ہے نثار اُسپہ فلک خوشۂ پروین — کانون مین جو وہ ماہ پہن کر گُہر آوے

کسکام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو — ہے شاخ وہی خوب کہ جسکو ثمر آوے

گر مست ہون مین ہوگا میرا نشہ دوبالا — ہو[لہ] ناز مین سرشار جو وہ عشوہ گر آوے

آتا نہین دلدار نظر کس سے کہون مین — ہین منتظر آنکھین کہ کوئی پل نظر آوے

لہ یعنی جو کرے ۱۲

سدا رہتا ہے جون آب رواں کا شور دریا مین
صراحی شوق مین ساقی کی یون قلقل نکالیگی

زمینِ بوستان پر سرو ہو وینگے رواں اُسدم
چمن مین جبکہ قمری جا زبان سے غُل نکالیگی

بہم معشوق و عاشق ہین اُسی کی انتظاری مین
مگر ہاتھون سے ساقی کے گلابی مُل نکالیگی

مین اپنے دلمین شادان ہون مجھے اُمید ہے اُس سے
کہ خاطر سے کدورت وہ پڑی بالکل نکالیگی

پھنسا اُس شوخ کے گیسوی پُرخم مین مرا دل ہے
نکلنا اُس سے کچھ آسان نہین ہے سخت مشکل ہے

جدھر دیکھو اُدھر ہے یار کا جلوہ نہین خالی
کہ مجنون کی نظر مین ہر طرف لیلی کا محمل ہے

نہ دیکھے نور گر خورشید کا خفاش قاصر ہے
جو آنکھین ہون تو دیکھے یار تو تیری مقابل ہے

ترے سر پر ہے یہ بارِ گران اے دل سنبھلکر چل
سمجھ کر پاؤن رکھ پُرخوف یہ اُلفت کی منزل ہے

کنارے کو لگا دیگا تجھے ملاح دریا سے
جہان دریا ہے اُسکے ساتھ تو مت بھول ساحل ہے

نکلجائے رقیبِ زرد رو بس اپنے آگے سے
صنم ہے اور ہم ساقی ہے اور عشرت کی محفل ہے

رکھا ہے تجکو اُسنے ہر گھڑی ہر آن مین شادان
تجھے کیا ڈر ہے اب فضلِ الٰہی تیری شامل ہے

سراپا اُسکا کیا کہیے مہِ نو جسکا بالا ہے
ستارے جیسے چمکین یون گلی مین اُسکی مالا ہے

تجھے اب ماہرو کہیے کہ مہرِ آسمان کہیے
مری آنکھین ہوئین روشن نظر آیا ہی تو جب سے

مین ایسا رند مشرب ہون مرا خورشید ہی ہر سو
کوئی خورشید پوجے ہے مجھی کام اپنے مطلب سے

نہین کچھ کام لے شادان سوادِ لدار اپنے کی
لگا دن رات رہتا ہی ہمارا دھیان اُس رب سے

جو ہین اب گُل چمن مین پیشتر ایسی نہوتے تھے
گُل اندام اب جو ہین پیشِ نظر ایسی نہوتے تھے

پڑا ہے عکس دندان کا یہ اُسکی آبداری سے
کہ اب جیسے چمکتے ہین گُہر ایسے نہوتے تھے

یہ چمکائے ہوے ای رشکِ مہ ہین تیری جلوے کے
فلک پر جلوہ گر شمس و قمر ایسے نہوتے تھے

تجھی سے روز و شب ہمکو مسرت سے گزرتی ہے
کہ خوش جلسے ہین اب آٹھون پہر ایسی نہوتے تھے

یہ کیا تاثیر ہے اس دَور کی کچھ کہہ نہین سکتے
جو اپنے بر مین ہین اب سیم بر ایسی نہوتے تھے

سراپا حُسن کا تیرے جہان مین اب تو شُہرہ ہے
جو تو نازک کمر ہے مُو کمر ایسے نہوتے تھے

بہار اب شاہ کی دولت سے ہی اسطرح ای شادان
کبھو نخلِ تمنا بارور ایسے نہوتے تھے

قفس سے چھوٹ کر جسوقت پر بلبل نکالیگی
کلی اُسدم تبسم کر کے برگِ گُل نکالیگی

ہزارون عاشقونکے دل وہ لیجائیگی عشوی سے
پری شیشے سے باہر ہو کی جب کاکُل نکالیگی

کیا جسنے جہان پیدا تو اُس سی کام رکھہ شادان
یہ اچھی بات ہے جواب ے دلمین سمائی ہے

یہ تم سے پوچھتے ہین دلکی چاہت ایسی ہوتی ہے؟ — نہین رکھتے ہو الفت ہمسی الفت ایسی ہوتی ہے؟
ہمین تو آپ سے چشمِ کرم ہے مہربان دیکھو — بدلتے آنکھ ہو ہر دم مروّت ایسی ہوتی ہے
اسی الفت کی باتون سے تمہاری دام مین آئے — عجب اُٹھتی ہے لذت تم سے صحبت ایسی ہوتی ہے
کرامت سُنتے تھے اب دیکھی ہین تم سے آئی ہے — ہمارا لے اُڑے دل ہان کرامت ایسی ہوتی ہے
رکھے قارون نے گرسو گنج اُسکو کیا ہوا حاصل — لُٹے جو راہِ حق مین خوب دولت ایسی ہوتی ہے
گناہون پر مرے مت دیکھہ جیسے مَیل کی کپڑی — کہ جو ابرِ کرم سے دہوئے رحمت ایسی ہوتی ہے
جُھکا کر سر کو ہم مجرا کیا کرتے ہین اے صاحب — نہین ملتے ہو تم صاحب سلامت ایسی ہوتی ہے

یہ سارا فیض ہے شاہِ سکندر رشکِ حاتم کا
جو تیرے ہاتھ سی شادان سخاوت ایسی ہوتی ہے

عجب ہے بیقراری اُس صنم کی یاد مین شب سے — لے آوے کوئی میرے پاس اب اُسکو ڈھب سے
نہین آتا ہے اکدم سو طرح سمجھا کی کہتا ہون — مجھے پالا پڑا ہے کسطرح کے رِند مشرب سے
نکل جاتے ہو یون ہاتھون ہی جیسے رم کرے آئے ہو — بھلا تم اسطرحکی بات سیکھے ہو کہو کب سے

کسی سے وصفِ حسنِ یار کب تحریر ہوتا ہے
کہان نقاش کوئی قابلِ تصویر ہوتا ہے

تو خوش تقریر ہے نامِ خدا ایسا کہ اک عالم
تری تقریر سنکر صاحبِ تقریر ہوتا ہے

لگا سینے مین جسکے اُس طرف سی صاف ہو نکلا
تری مژگان سا ظالم تیز تر بھی تیر ہوتا ہے

نہین ہے دام ایسا عاشقونکی دل کے پھنسنے کو
جو دیکھے زلف تیری پاے در زنجیر ہوتا ہے

جو عاشق ہے وہی تو عشق کی میدان مین آوے ہی
نہین تو بوالہوس کب یار کا نخچیر ہوتا ہے

کسیکو اتفاق و بخت سے دولت یہ ملتی ہے
وگرنہ ایک عالم طالبِ اکسیر ہوتا ہے

مبارک ہو کہ شادان عید مین قربان ہونیکو
عدو تیرا مثالِ بُز تہِ شمشیر ہوتا ہے

گھٹا کچھ آسمان پر بطرح سی آج چھائی ہے
ہوا بدلی ہے لیکر اب خوشی کی بات آئی ہے

عجب کیا ہے جو مین حیرت زدہ ہون دیکھ مُنہ تیرا
کہ حیران دیکھ آئینہ ترے رُخ کی صفائی ہے

نہین رہتا ہے میرا دل ترے بن کیا کرون اکدم
سہی جاتی نہین مجھسے قیامت یہ جدائی ہے

اگر ہو عاشقِ صادق دل و دین نذر لیجاوے
نہین کرتا کبھو معشوق اُس سے بیوفائی ہے

ملائک اور خلائق بحر و بر اُسکے بنائے ہین
یہ سچ کہتا ہون دیکھ آنکھون سے کیا اُسکی خدائی ہے

اگر آوے ادہر اسلام تو دو دن مین نذر کیا اُسکو
یہ جان اُسپر تصدق ہے یہ دل اُسپر فدائی ہے

دلِ وحشی ہوا وابستہ کیونکر اُسکے دامان سے
کہ آنکھین دیکھ جسکی رَم کرے آہو بیابان سے

نثار اُسپر نہوین کیونکہ پروین آسمان سے اب
خجل ہو ماہ جس خورشید رو کی روے رخشان سے

نظر اُس نازنین رخسار پر جاکر نہین پھرتی
بتاؤ اب علاج اس درد کا کیونکر ہو درمان سے

نکلتے ہین سخن یون آبدار اُس یار کے منہ سے
جھڑی جیسے لگی ہو موتیون کی ابر نیسان سے

نہین ہے بات مین جسکی قیام اب اُس سے کیا کہیے
خلاصہ یہ خدا پالا نہ ڈالے ایسے نادان سے

بہارِ حسن سے یون پھول عاشق جنکے لاتا ہے
کہ جیسے باغبان دامن کو بھر لائے گلستان سے

عجائب جلوہ جانان ہے کہنے مین نہین آتا
حقیقت کا بیان کسطرح پوچھے کوئی شادان سے

نظر اُس شوخ کی مشتاق پر بسطور پڑتی ہے
الٰہی خیر کوئی دم مین آفت اور پڑتی ہے

مزہ ہی دھوم ہے ساقی کے ہاتھون سے پیالہ مین
جو شیشے سے شراب انگور کی فی الفور پڑتی ہے

نکلتی ہی نہین جون رنگ گل کی بیچ پیوستہ
نگاہ عاشقان معشوق پر اسطور پڑتی ہے

دل اپنا چاہتا ہے یار سے ملکر لپٹ رہیے
جو چشم مست اُسکی ہمہ وقت دور پڑتی ہے

قصور اُس سے ہوا ہے کونسا کچھ منہ سے کہیے تو
سبب کیا ہے جو شادان پر نگاہ جور پڑتی ہے

دیکھا نہ ہمنے ایسا پیارا کوئی جہان مین
ہوتی نہین میسر یہ بات جز عنایت
کیا اختیار اُسکا کہتے ہین جسکو انسان
پردے مین گرچہ وہ ہے لیکن عیان ہی سب پر

گر دیکھنا کسی کا منظور ہے تو یہ ہے
دنیا خوشی سے اپنی مقدور ہی تو یہ ہے
ناچار ہے تو یہ ہے مجبور ہی تو یہ ہے
ظاہر جو ہے تو یہ ہے مستور ہے تو یہ ہے

اپنے صنم سے ملتا ہر رنگ مین ہی شادان
شادان جو ہے تو یہ ہے مسرور ہی تو یہ ہے

بٹھاتا کسطرح شطرنج مین عیار مُہرا ہے
لگانا توپ کا ہر بار کب ہے شست پر آسان
صفائے دل ہے کافی نامۂ اعمال لکھنے کو
اُسی کے ہاتھ آتا ہے جو کوئی مار کو مارے
نگہہ عاشق کی اُسپر جا پڑی تب یون لگا کہنے
نصیبون سے کبھو ملجاے ہی سردار لشکر کا

لُبھا لیتا ہے دل یارونکا کیا دلدار مُہرا ہے
نہین آتا کسی کے ہاتھ کیا دشوار مُہرا ہے
صفائی تاؤ کی دینے کو کیا درکار مُہرا ہے
جسے تریاق سب کہتے ہین سو وہ مار مُہرا ہے
کہ باندھا ہمنے بازو پر مرصع کار مُہرا ہے
کسیکے ہاتھ آتا ورنہ کب ہر بار مُہرا ہے

سُنو شطرنج بازو جیتنے کی چال شادان ہی
کہ فرزین راست رو ہے اور کج رفتار مُہرا ہی

شب گزرتی ہے سکندر کو بعیش و عشرت
چرخ بھی یار ہے اور طالع بیدار بھی ہے

اُس سے رکھتا ہے تعلق جو سراسر شادان
بغرض مت کہو کچھ اُس سے سروکار بھی ہے

بسکہ کرتا ہے یار پیار مجھے
جانتا ہے وہ دوستدار مجھے

کچھ تو سمجھا ہے اپنے دلمین وہ
یون جو رکھتا ہے ہمکنار مجھے

چھیڑتا ہون اُسے تو کہتا ہے
کیون ستاتا ہے بار بار مجھے

ساقیا اور دے مجھے ساغر
نشہ مے کا ہے خمار مجھے

دیر مت کر اب اپنے ملنے مین
کیون تو رکھتا ہے بیقرار مجھے

چشم برراہ و گوش بر آواز
تیرا رہتا ہے انتظار مجھے

چہرہ تیرا جو دیکھتا ہون مین
نظر آتا ہے لالہ زار مجھے

وصل اُس سے ہوا تو مین سمجھا
مل گیا گنج بیشمار مجھے

ہم سے ملجا تو آکے اے شادان
وہ بلاتا ہے یون پکار[۵] مجھے

آ دیکھ چشم جانان مخمور ہے تو یہ ہے
نرگس کی آنکھ کیا ہے مشہور ہی تو یہ ہے

۵ یعنی پکار کر

اسلیے رہتی ہے نت خواہشِ دیدار مجھے
تجھسے بہتر نہ ملا دل کا خریدار مجھے

جنس ایسی نہ لگی ہاتھ کہین دنیا مین
تیرے سودے سے ملی گرمیِ بازار مجھے

جب سے دیکھا تجھے اے مست نہین آپ مین
کر دیا بادۂ الفت نے یہ سرشار مجھے

چشم مین بستا ہے جون مردمک اے نورِ نظر
ہوئے کسطرح ترے آنے سے انکار مجھے

واچھڑے یار نے نیرنگ دکھایا کیسا
جسطرف دیکھیے آتا ہے نظر یار مجھے

مین دوانہ ہون اسی بات پہ اُس پیار یکی
چشم بد دُور وہ کرتا ہے بہت پیار مجھے

بد تکبر سے نہین خلقتِ انسان مین کچھ
شکر اللہ کہ نہین نام کو پندار مجھے

یا الٰہی یہ مناجات ہے اب شادان کی
ہون مین غفلت مین پڑا کر دے تو ہشیار مجھے

ہے وہ خاموش پہ کرتا کبھو گفتار بھی ہے
روٹھ جاتا ہے کبھو ہمسے کبھو پیار بھی ہے

شان اسکی سے ہے کہ اپنا بھی ہے بیگانہ بھی
یار کا یار بھی اغیار کا اغیار بھی ہے

ہے سیانا نکہو اُسکو دوانہ تم لوگ
صرف سرشار نہ سمجھو اُسے ہشیار بھی ہے

شر مین مختار ہے نیکی کی مدد یار سے ہے
گرچہ مجبور بظاہر ہے یہ مختار بھی ہے

گرچہ دنیا مین سراسر ہے کوئی آغشتہ
نہ سمجھ اُسکو تو بیکار وہ باکار بھی ہے

سبز اور شاداب ہو جاتا ہے صحرا ہر طرف
دیکھ کر تجکو ٹھٹک رہتے ہین کیا اڑتے پرند
شرم بیگانے سے کرتے ہین یگانی سے نہین
چین آتا ہے ہمارے دلکو سو سو رنگ سے

ابر رحمت جب کرم سے اپنے منہ برسای ہے
تیرا چلنا آبجو مین آب کو ٹھہرای ہے
بیحجاب آجا ہمارے بر مین کیون شرمای ہے
جب ہمارے گھر مین وہ جانان کرم فرمای ہے

سیج پھولون کی بچھا سو رنگ سے کرتا ہی ناز
جب سے شادان نے سنا ہی یار میرا آی ہے

عقل اور تدبیر تو اسکی نہ دامنگیر تھی
وصف مین اُس چہرے کے میری یہی تقریر تھی
جسطرف مین دیکھتا تھا اُسکے جلوے تھے نمود
جب لگایا آنکھ مین بینائی اپنی کیا کہون
قصہ اسکا سُنکے افزایش نہو کیون عشق کی
روز افزون دیکھ طالع یون منجم نے کہا

الفت لیلی ہی مجنون کی مگر زنجیر تھی
خط نہ تھا مکھڑے پہ اُسکے خوشنما تحریر تھی
مردمک آنکھون مین میری یار کی تصویر تھی
چشم مین خاک قدم اُس یار کی اکسیر تھی
رانجھا عاشق تھا وہ صادق جسکی دلبر ہیر تھی
جسکے یہ طالع ہین اُسکی کیا بھلی تقدیر تھی

ہو گیا دل شاد شادان دیکھتے ہی یار کے
رات دن ملنے کی اُسکے اسلیے تدبیر تھی

جسکے دیکھے سے طراوت ہووے آنکھونکو دو چند
اے صبا شبنم سے ہر ہر برگِ گلشن ڈہانپ دے

دَور اسکندر کا ہے تو اے فلک مت کر درنگ
کرکے بوچھار ابر کی تو سر بسر بن ڈہانپ دے

تجھ سے یون کہتا ہے شادان بات یہ ہیگی کٹھن
مُن نہین ڈھپتا مگر تو یاد سے مُن ڈہانپ دے

وہ جھمکڑا جسگھڑی اپنا ہمین دکھلای ہے
پھر جھپکتی ہی نہین ہے آنکھہ جب لگجای ہے

کسطرحکا شوخ ہے کہنے مین کچھہ آتا نہین
دل ہمارا لیگیا اور پھر ہمین بہلای ہے

جانتے ہین اُسکی ہم یہ بازیان سو رنگ کی
آپ وہ کرتا ہے سب کچھ غیر کو تبلای ہے

غنچہ جب تک بند ہے ہرگز نہین دیتا ہے بُو
کیا خوشی ہوتی ہے جسدم گلجھڑی کُھلجای ہے

دل ہمارا مثلِ گُل کِھلتا ہے اُسدم شاد ہو
جب صبا گلشن سے گلرو کی خبر پہونچای ہے

کسطرحکا پیچ ہیگا عشق مین مت پوچھ کچھہ
دل اُلجھ جاتا ہے جسدم زلف وہ اُلجھای ہے

اِسلیے شادان کہ یان جرأت جو جرات کر گیا
دوسری بھی اب غزل کہنے کو جی للچای ہے

چہرہ اپنا ہر گھڑی چھب چھپ کی جو دکھلای ہے
وہ ہمارے دلکو ہردم آپ سے پرچای ہے

جیسے لہراوے ہے سبزہ خلعتِ سرسبز سے
موج اُسکی یاد سے دریا مین یون لہرای ہے

موسم گل ہے یہ شادان موسم عیش و طرب
جسطرف سنتے ہین آتی بانگِ نوشانوش ہے

جب سے دیکھا گل نے اسکو رشک پیراہن پہ ہے
پیرہن پر رشک کیا ہی بلکہ اُسکے تن پہ ہے

رشتہ اُس سے یون لگا ہی جون رگِ گل گُل مین ہی
تار اشکو نکا ہمارے یار کے دامن پہ ہے

لو دماما ابر کا بجنے لگا بھر شگون
اب مگر برسیگا لوگون کی نظر ساون پہ ہے

جو گیا اُس بن مین تن من سے دوانہ ہو گیا
عشق کا چھایا ہوا کیسا ابر بندرابن پہ ہے

آگیا سروِ خرامان جو چمن مین سیر کو
کیا بہار اس ابر مین دیکھو تو اب گلشن پہ ہے

لیگیا ہے دل ہمارا اک نگاہِ شوخ سے
دلفریبی دلربا کی جسطرح جوبن پہ ہے

نوجوانی سے ہوا ہے پیر اُسکے شوق مین
عشق شادان کا ہمیشہ یار کے جوبن پہ ہے

عیب گر دیکھے کسی کا اُسپہ دامن ڈھانپ دے
جو برہنہ ہووے اُسکا لطف ہی تن ڈھانپ دے

زیب دیوے قبضۂ شمشیر جس سے ہاتھ مین
نقرئی کر کے ملمع عیب آہن ڈھانپ دے

پاس ہر اک چیز کا کیجے بشر کے واسطے
موسم بارش مین جو بھیگے تو خرمن ڈھانپ دے

بات پردے مین بھلی ظاہر نہ کر تو زینہار
برملا بُت کو نہ لیجا اے برہمن ڈھانپ دے

سیر کو نکلا ہے وہ اُسکی ہوا آنے لگی
ہر طرف سے تہنیت کی اک صدا آنے لگی

بیحجاب اب ہمسے کیون ہوتا نہین ہی وہ صنم
نام آیا میرا اور اُسکو حیا آنے لگی

سو طرح کے ناز کرتا ہے وہ ہر دم نازنین
جانتا ہے مجکو خوش اُسکی ادا آنے لگی

ہے دُلہن فصلِ بہاری اور دولہا شاہِ گُل
ہے جو شادی کی خبر بُوے حنا آنے لگی

رنگ مین معشوق کے دل جسکا رنگین ہوگیا
آسمان سے ہر گھڑی اُسپر ندا آنے لگی

عالمِ غفلت مین بھی کھٹکا ترا اس دلمین تھا
ہوگیا بیدار جب آوازِ پا آنے لگی

جلد ہو بیدار شادان اب تو ہے وقتِ سحر
لے خبر دلدار کی بادِ صبا آنے لگی

جسنے دیکھی نرگسِ شہلا تری مدہوش ہے
کہہ نہین سکتا مثالِ آئنہ خاموش ہے

خیرہ ہوتی ہے نظر خورشید پر پڑتی ہی جب
جسنے دیکھا رُخ کو تیرے بیخود و بیہوش ہے

فہم سے اپنے شناور کیونکر اُسکی تھاہ لے
ایک دریا ہے کہ اپنی موج مین پُر جوش ہے

دل مین رکھو اُسکو جیسے دُر کو رکھتی ہی صدف
پندِ عارف دُر سے بہتر سننے مین درگوش ہے

جسنے دیکھا یون کہا محفوظ چشمِ بد سے ہو
آج محفل مین ہماری عیش و شاد و نوش ہے

ٹوک مت تو دیکھ عشرت دُور ہو جا ای رقیب
بعدِ مدت آج کی شب یار ہم آغوش ہے

کبک سے بہتر تری اے سرو قد رفتار ہی — سحر ہے اعجاز ہے افسون تری گفتار ہے
سو طرح سمجھا کے کہتا ہون صنم آجا ادہر — پر نہین آتا کبھو وہ یار کیا عیار ہے
گر نہ دیکھے اک نظر عاشق تڑپتا ہی رہے — بیخودی سے خواب مین بولی کہ ہر دلدار ہے
رم کیے جاتا ہے وہ آہو نگاہ اس دام سے — کس طرح سے مین بچھاؤن دام وہ ہشیار ہے
ہم نہین سنتے ہین ایسی چاپلوسی کے سخن — گفتگو سے درگزر پیارے جو ہے کردار ہے
دل ٹھہرتا ہی نہین ہے کسطرح دیکھون تجھے — تشنہ لب کی طرح سے یہ طالب دیدار ہے

پیرہن مین غنچہ سان شادان سماتا ہی نہین
بیخودی سے مست اور سرشار آتا یار ہے

گوہر یکتا کو کیون تشبیہ دین ہم سنگ سے — رنگ لعل بے بہا پھیکا ہی اسکے رنگ سے
لاؤبالی پن سے گر معشوق دیکھے اک نظر — شیفتہ ہون اور مفتون ہو مین ایسے ڈھنگ سے
عاشق ایسا تڑپھڑا کر بولتا ہیگا پکار — مین دوانہ اسکا ہون کیا کام نام و ننگ سے
گر محبت ہو کسی کو دل سے اپنے یار کی — مضطرب ہو ڈھونڈتا آوے وہ سو فرسنگ سے

دیکھ شادان تیرے اعدا پہ چلیگی غیب سے
دہار سو سو بار شمشیر دودم کی جنگ سے

کام کرنے کے کیا کریہ نکہہ دل سے کبھو ۔۔۔ کام تھا سو ہو چکا اور کامگاری ہو چکی

جو کہ دینا تھا دیا اب شکر اُسکا کر مدام ۔۔۔ جب مراد آئی تری اُمیدواری ہو چکی

کرتے تھے ہم انتظار اُسکا خدا کا شکر ہی ۔۔۔ یار آیا اب بغل مین بیقراری ہو چکی

پوچھتے ہو ہمسے کیا یہ بات تو ہے آشکار ۔۔۔ آب آیا جب چمن مین نہر جاری ہو چکی

آفرین شادان اُسے جو پاس آقا کا رکھی
جو نجانے حق کو اُس سے پاسداری ہو چکی

دل کبھو مت جائیو سنبل کے سائے کے تلے ۔۔۔ مار ہیگا دیکھیو کاکل کے سائے کے تلے

رنگ و بُو پایا ہے فیض اُسکے سی کہتی ہی صبا ۔۔۔ گل رہا کرتے ہین سب اُس گُل کے سائے کے تلے

بادۂ الفت کا جسکو شوق ہے بیہوش ہو ۔۔۔ نشہ مین لوٹے ہے جام مُل کے سائے کے تلے

اے دوانے اُسکے سائے کے تلے تو بھی تو جا ۔۔۔ جوش سے آیا ہے دریا پُل کے سائے کے تلے

جس نے بُویا تخم نیکی کا ثمر اُسکو ملا ۔۔۔ بیٹھتا ہے ہر مسافر پھل کے سائے کے تلے

جسکا راکب ہے شہنشاہِ ولایت صفدرین ۔۔۔ تو بھی آ اک دم اُسی دلدل کے سائے کے تلے

تو بھی ہو رطب اللسان شادان ثنائے یار مین
غنچے دیتے ہین صدا بلبل کے سائے کے تلے

دام مین زلفِ صنم کے ہو گئے لاکھون اسیر
اسلیے کہتا ہون مین آنکھون مین وہ پھرتا رہا

جو گیا محفل مین اُسکی کرتے تھر تھر پاؤن تھے
عاشقون کے اشک سے اُس شوخ کی تر پاؤن تھے

اُسکے چہرے کی کرے تعریف شادان کسطرح
جس پری کے حور کے ٹکڑے سے بہتر پاؤن تھے

آنکھ سے پردہ نکر پردے کا گھر یہ بھی تو ہے
دردِ سر کا کیا گلہ اے دل دوانے عشق مین
بھولکر دیکھا تجھے آنکھون مین ہی تیری شبیہ
برگِ گل سے نازنین تر ہے ہمارا نازنین
چھپکے اُسکو دیکھنا چاہین تو دیکھین کسطرح
کیون صنم ہمسے صفائی کے نہین کرتی کلام

تو تو دیکھے ہم نہ دیکھین طرفہ تر یہ بھی تو ہے
ایسے روٹھے کو منانا دردِ سر یہ بھی تو ہے
دیکھتا ہی کیون اُدہر ہو پیشِ نظر یہ بھی تو ہے
شاخِ گل کیون دیکھیے نازک کمر یہ بھی تو ہے
دیکھتے دیکھے نہ کوئی ہمکو ڈر یہ بھی تو ہے
بات کرنے مین تمہارے اک ہنر یہ بھی تو ہے

ہے ترا مشتاق شادان کب اُدہر آئیگا تو
اِسطرف آجا کہ تیری رہگزر یہ بھی تو ہے

آئی عشرت گھر ہمارے انتظاری ہو چکی
بات ہے یہ ہی میان دل مین کوئی کچھ بھی کہے

عیش کی باری ہے اپنے سب کی باری ہو چکی
فرض ہے کرنی وفا جب شرط یاری ہو چکی

لذتِ لب تیری شادان کو نہین ہی بھولتی
بوسہ تیرا چاہیے اے انتخابی دے اب مجھے

کسطرح کا حسن تیرا کیا ترا انداز ہے
دل فدا ہووے نہ کیونکر سوطرح کا ناز ہے

بوستانِ حسن مین شمشاد ہے قامت ترا
جدولِ خطِ سبزہ رنگی پر عجب پرواز ہے

سوطرح سے پوچھتا ہون تو نہین دیتا جواب
کوہ بھی اے سنگدل دیتا اب مجھے آواز ہے

چشم جادوگر نگاہ تیز اُسکی ہے خدنگ
پنجۂ مژگان لسانِ چنگلِ شہباز ہے

رنگ مستی مین نہان ہین اسطرح وہ لعل لب
ابر مین مہتاب اور پردے مین جیسے راز ہے

زلف ہے ٹکڑے پہ اُسکے کیا کہون کیا دلفریب
قامت اُسکا ہے قیامت سروسی ممتاز ہے

اک سخن پر دیدیا شادان نے اُسکو دین و دل
بات اُسکی ہے کرامت یا کوئی اعجاز ہے

دل پڑا تڑپے تھا جبتک در سے باہر پاؤن تھے
کیا ستم کرتا ہے کہ اُسکے اپنے سر پر پاؤن تھے

پاؤن اپنے کفش مین رکھتا تھا جب وہ نازنین
جون صدف تھی کفش اُسکی مثلِ گوہر پاؤن تھے

کیون نزاکت مین نہوتا شہرۂ آفاق وہ
برگِ گل سے اُس پری پیکر کے خوشتر پاؤن تھے

جبکہ رکھتا تھا زمین پر پاؤن وہ وقتِ خرام
چشم و دل زیرِ قدم تھے کب زمین پر پاؤن تھے

گل چمن مین بن ترے دیتا نہین ہی بو مجھے
یاد آتا ہے دم سیر گلستان تو مجھے

دل ترے بن بیقراری سے تڑپتا ہی مدام
کب دکھائیگا جمال اپنا تو ای گلرو مجھے

زلف کے پیچون مین اُلجھا ہے مرا دل ای صنم
ہو گیا دام محبت حلقۂ گیسو مجھے

نت بندہا رہتا ہے دل مین دہیان کب جاؤن اُدہر
دیکھکر محراب یاد آتے ہین وہ ابرو مجھے

کب تلک چھپ چھپ کے جائیگا مری آنکھون سی تو
اک نہ اک دن تجھسے ہو ہی جائیگا قابو مجھے

بندگی جیسی مین رکھون تو بھی رکھ ویسا کرم
ہے مثل مشہور پیارا ہین تجھے اور تو مجھے

شاد ہو کہتا ہے شادان تجکو دیدے کر دعا
اپنی چھاتی سے لگالے جلد اے خوشخو مجھے

دیر کیا کرتا ہے ٹک آکر شتابی دے مجھے
پر شراب لال کے لے ساقی گلابی دی مجھے

جسکے پینے سے نظر آئے صنم سو رنگ سے
اک پیالہ تو جو پیتا ہے شرابی دی مجھے

منتظر کب سے کھڑا ہون تیرے مجرے کیلیے
جلوہ گر ہو لطف سے اور باریابی دی مجھے

گر حجاب اسباب مین کیجے تو تو ملتا نہین
مانگتا ہون تجھسے تجکو بے حجابی دی مجھے

جھوٹ مت کہہ سچ بتا کسدن ملیگا وہ صنم
ہے سوال اپنا جواب اسکا جوابی دی مجھے

قیمت اُسکی نقد دل دینے کو مین تیار ہون
جو کیا تو نے ثواب اپنا ثوابی دی مجھے

جس جگہ وصلِ صنم تجھکو میسر ہووے
اے دوانے تجھے وہ دشت گلستان بن جاے

جیسے اکسیر سے مس ہووے طلائے احمر
دیکھے ذرّے کو تو خورشیدِ درخشان بن جاے

نام عشاق کے دفتر مین لکھین گے اُسکا
دل کسیکا جو غبارِ رہِ جانان بن جاے

حُسن کو تیرے سبھی رشکِ پری کہتے ہین
دیکھ تصویر تری آئنہ حیران بن جاے

جسکے سُننے سے مسرت ہو سخن سنجون کو
اک غزل اور بھی کہہ تجھسے جو شادان بن جاے

تجکو دانا بھی اگر دیکھے تو نادان بن جاے
ہر خردمند یہان طفلِ دبستان بن جاے

بیٹھے ناجنس مین انسان تو حیوان بن جاے
صحبتِ نیک سے حیوان بھی انسان بن جاے

سُنکے گفتار تری غنچۂ گُل جاے چٹک
دیکھ رفتار تری سروِ خرامان بن جاے

جبکہ منہدی سے وہ رنگین کرے ہاتھونکو
پنجۂ دست وہین پنجۂ مرجان بن جاے

اے تہیدست نہ بازار مین جا تو ہرگز
گر وہ سامان کہ تو صاحبِ سامان بن جاے

کون کہتا ہے کہ کافر کو نہین ہے ایمان
یاد اُسکی جو کرے گبر مسلمان بن جاے

بیتِ ابرو کی جو تعریف لکھی ہی شادان
کیون نہ ہر شعر ترا مطلع دیوان بن جاے

فتحِ لنکا سے ہوا جشن مبارک اُسکو
سامنے رام کے بھرتا تھا دسہرا پانی

ق

بھاگے روبہ کی طرح کیونکہ نہ راون اُس سے
دھاک سے جسکی ہوا شیر کا زہرا پانی

شبِ مہتاب بھلی لگتی ہے شادان ایسی
ماہ کے عکس سے جون ہووے روپہرا پانی

ہاتھ آیا ہے صنم آج تو دشواری سے
چوکتا ہی نہین پر اپنی وہ عیاری سے

گرچہ اچپل ہے مگر رکھتا ہے ہمپر احسان
دل ہمارا ہے لیا یار نے دلداری سے

ساقیا جام لے آ ہیگا یہ ہنگامِ طرب
یار بدمست چلا آتا ہے سرشاری سے

جائے نازک ہے سنبھلنا ہی بہت یان مشکل
پاؤن رکھ اپنا سنبھل دیکھ کے ہشیاری سے

اس سے بہتر نہین کچھ بات یہ سُن لے ہمسے
گر کٹے رات تری یاد مین بیداری سے

یا خدا اپنے گنہگار پہ رحمت کیجو
گرچہ مجرم ہے تو مت چوکیو غفاری سے

شاد رکھتا ہے جو شادان کو کرم سے اپنے
رہتا آرام سے ہے تیری مددگاری سے

دلِ عشاق اگر گوے گریبان بن جائے
مژۂ چشم تری سوزنِ دامان بن جائے

گر نظر اُسکی پڑے مور سلیمان بن جائے
پارۂ سنگ ابھی لعلِ بدخشان بن جائے

اس گھڑی پاس تم آئے تو صفائی ہوگی
ٹک اگر دیر لگائی تو لڑائی ہوگی

تم کہو گے اگر اک آن بھلا صبر کرو
دیکھ لینا کہ اجل مجھکو جُدائی ہوگی

ہوگیا ایسا دوانہ کہ نہین ہوش مجھے
کہین وہ حور مگر ٹک نظر آئی ہوگی

اسلیے کُن سے کیا تونے پدیدار جہان
اپنے جلوے سے نمودار خدائی ہوگی

مین ترے ملنے کا مشتاق سدا رہتا ہون
کب ترے پاس مرے یار رسائی ہوگی

بوسہ دیوے تو اگر مجکو تو کیا ہووے مزہ
لب وہ شیرین ہین کہ ایسی نہ مٹھائی ہوگی

ہے وہ معشوق مرے پاس تو کہتا ہے دُور
تیری آنکھون مین مگر دیکھ سلائی ہوگی

تجکو کہتا ہون مرے یار تو سُن دھر کر کان
کام نیکی کے کریگا تو بھلائی ہوگی

اپنے جامے مین سمائے گا نہ پھولا شادان
وہ پری لطف سے اُسکے جو گھر آئی ہوگی

کیا ملے انت حقیقت کا ہے گہرا پانی
جو رہا آپ سے ہے آپ مین لہرا پانی

ماہرو چہرہ ترا جا ہے عجب حیرت کی
ہوکے آئینہ سا حیرت زدہ ٹھہرا پانی

اور سے اور ہوا یار کی تصویر کا رنگ
یک قلم پھیرا جو نقاش سُنہرا پانی

تابشِ مہر سے بیتاب ہوا جاتا ہے
یار کے واسطے لیجائیو مُہرا پانی

دلکے آئینہ مین کیا خوب پری رہتی ہے
پھول مین پھول کی بُو جیسے بھری رہتی ہے

یار ہے دل مین مگر ہمکو خبر اُسکی نہین
جسطرح سہو سے کچھ چیز دھری رہتی ہے

ہے سخاوت وہ شجر جیسے چراغِ مُقبل
خشک ہوتی نہین شاخ اُسکی ہری رہتی ہے

جوکہ اُس کوچے مین جاوے سو معطر ہووے
عطر بیز ایسی نسیمِ سحری رہتی ہے

بات حاصل ہے وہ مجکو جو سلیمان کو نتھی
میری محفل مین سدا جلوہ گری رہتی ہے

سچ کہو اپنے صنم سے جو نہووے ہمّت
بات پوشیدہ کہین کھوٹی کھری رہتی ہے

کام نیکی کے کریگا تو رہے گا شادان
ایسی باتون مین تری ناموری رہتی ہے

پیرہن یار کا ہیگا جو گلابی میرے
دیکھ کر اُسکو ہوے دیدے شہابی میرے

انتظاری مین تری نیند نہین آنکھون مین
دے جواب آکے مجھے اب تو جوابی میرے

تیرے ہی واسطے محفل مین بھری ہین شیشے
بھیجیو ہاتھ سے اک جام شرابی میرے

جسکے سُنتے ہی یہ دل وجد مین اب آجاوے
بیتِ توحید بجا ایک ربابی میرے

کیا کہون یار کہ اعمال مرے کیسے ہین
پوچھ احوال مرا اب نہ حسابی میرے

عرض رکھتا ہے یہ شادان جو کبھو ہووے قبول
یار لگ جا تو گلے آکے شتابی میرے

واہ کیا لطف سے اب سکے یہ بہار آئی ہی — لے چھڑی پھولون کی ہاتھونمین بزار آئی ہے
نہین پھولا مین سماتا ہون خوشی سے یارو — وہ پری موسمِ گل مین بکنار آئی ہے
دل کرون اُسپہ فدا لاکھ طرح سے مین اگر — کوئی کہدے کہ مراد اب تیری یار آئی ہے
آم ٹپکین ہین درختون سے صنم ہے بر مین — کان مین زور یہ کویل کی پکار آئی ہے
ماہ میرا جو وہ نکلا ہے فلک سے زُہرہ — لیکے انجم سے طبق بہرِ نثار آئی ہے
آج کیا آئی ہے اُس حور کے دلمین واللہ — ڈالنے میرے گلے بیچ جو ہار آئی ہے

اُٹھ ذرا خواب سے بیدار ہو جلد ای شادان
تجھسے ملنے کو پری کر کے سنگار آئی ہے

مجلسِ عیش ہے اور تسپہ گھٹا چھائی ہے — مژدۂ وصلِ صنم بادِ صبا لائی ہے
دلِ مشتاق تڑپتا ہے مرے سینے مین — اُسکے گھنگرو کی جو کانونمین صدا آئی ہے
کیون نہو سروِ گلستان سی ہے تو رعنا تر — دلکو میرے جو تری یار ادا بھائی ہے
مت کہو اُسکو دِوانہ کہ سیانا ہے وہ — عشق مین ہوئے دِوانہ تو وہ دانائی ہے
کر گئے ہینگے نصیحت یہ سُنو دھر کر کان — آنکھ موندی تو گریگا کہ یہان کھائی ہے
اپنے دل مین جو رکھا کینہ کسی نے شادان — گر گیا اپنے سے وہ آپ سزا پائی ہے

کشورِ دل مین جو آمد ہوئی مہمانون کی
ہو گئی گرمیِ بازار یہ دُکانون کی

شعلہ رو پر دلِ عشاق تو یون جھکتے ہین
شمع پر دہوم ہو جسطرح سے پروانون کی

ڈہونڈتے پھرتے ہین کیا یار کو اپنے ہر دم
آج جنگل مین بڑی دہوم ہی دیوانون کی

اپنے ہاتھون سے پلاتا ہے پیاپے ساقی
آج تو ڈاک سے ہے بیٹھی ہوئی پیمانون کی

عشق مین تم تو دوانے تھے ہوا کیا تمکو
باتین کرتے ہو عجب آج یہ فرزانون کی

اے پری چہرہ ترا حُسن ہے مہ سے افزون
سلکِ گوہر سے صفا خوب ہی دندانون کی

دل یہ کہتا ہے کہ آئیگا وہ ساقی شادان
بُوے خوش آجکی شب آتی ہے میخانون کی

کیون پڑا سوتا ہے گھڑیال بجانے والے
تجکو دیتے ہین جتا بات جتانے والے

انتظاری مین کٹی رات ہوئی صبح نمود
کیا خبر یار کی لایا ہے تو آنے والے

کہیو معشوق سے مشتاق ہے تیرا عاشق
میرا پیغام بھی لے جائیو جانے والے

ایک مدت سے پڑے ڈہونڈتے ہین آبِ حیات
خضر سان راہ بتا راہ بتانے والے

پیاری باتین جو پیارے کی کہین ہنس ہنسکر
خوب محظوظ کیا تو نے ہنسانے والے

تجکو تولیگا جواہر کے برابر شادان
لا مرے گھر مین تو معشوق کو لانے والے

شرم کی مجھسے نہ اب لیجیے مین عاشق ہون
جب بغل مین تمہین کھینچونگا تو شرماؤ گے

ناز کرتا ہون مین تم پر جو مجھے چاہتے ہو
جانتا ہون کہ مین روٹھون گا تو سمجھاؤ گے

ماننے کا مین نہین بوسہ لیے بن ہرگز
مجکو سو طرح سے گر پیار مین بہلاؤ گے

چھوڑنے کے نہین زنہار مجھے اک لحظہ
میری الفت کا مزہ آج اگر پاؤ گے

اے قمر مین نے سنا ہے یہ نجومی سے کہ تم
آج کی رات خوشی سے مجھے گرماؤ گے

جان بن میرا عجب حال تمہارے بن ہے
دل تڑپتا ہے کبھی آن کی ٹھہراؤ گے

تم سے کرتا ہے بچن اپنی خوشی سے شادان
دونگا مین لاکھون اگر یار مرا لاؤ گے

ہم پہ وہ شوخ جو کرتا ہے نگاہ ہے گاہے
کب گمان تھا کہ ادہر دیکھے گا گاہے گاہے

چاہتے ہین کہ رکھین خانۂ دل مین تجکو
کب قرار آے جو ملیے سہرا ہے گاہے

آپ ہین شمع تو یہ آپ کے پروانے ہین
عاشقونکو تو بھلا دیجیے پناہے گاہے

تیری چاہت پہ دل اپنا تجھے اب دیتے ہین
چاہتے ہم ہین اگر تو ہمین چاہے گاہے

ہے شمار اب یہ شب و روز کب آئے وہ ماہ
ہمسے کرتا ہے جو وہ وعدۂ ملاہے گاہے

دل نثار اپنا کرے ہوکے یہ شادان شادان
ہووے مقبول اگر عذر گناہے گاہے

شادان ذرا تو فکر کسی بات کی نہ کر
کھولینگے مشکلون کی تری پنجتن گرہ

ردیفِ یاے تحتانی

دل یہ چاہے ہے کہ رہیے ترے در کے آگے
سر ترے زانو سے اک لحظہ نہ سرکے آگے

اک نظر دیکھو گے ہمکو بھی کبھو اے صاحب
پاسبان ہو کے پڑے رہتے ہین گھر کے آگے

حسن تیرا ہی فلک پر ہے دگر نہ کوئی
سرخرو ہو نہ سکے شمس و قمر کے آگے

عاشقون کو ترے پروا ہی نہین ہو زر کی
جان کرتے ہین فدا لوگ تو زر کے آگے

اشکِ عاشق سے گہر کیون نہو پانی پانی
آبرو کس کی رہے ایسے گہر کے آگے

مت کہو دور وہ رہتا ہے نظر سے اپنی
یار رہتا ہے سدا اپنی نظر کے آگے

مول اس جنس کا دنیا مین نہین ای شادان
آوے معشوق تو کیا دیجیے سر کے آگے

مین طلبگار تمہارا ہون کہ کب آؤ گے
میرے دل مین جو تم آؤ گے کہان جاؤ گے

چھوڑنے کا نہین مین تمکو کہان جاؤ گے
سو ادا سے تم اگر جانِ من اتراؤ گے

پردۂ چشم اٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھ
جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہیں بیگانہ

یار آتا ہے مرے گھر مین کہے ہی شادان
ساقیا دیر نکر بھر دے مجھے پیمانہ

مست ہو پوچھتے ہو ہمسے کہان ہی شیشہ
ہے عیان بھولکے مت کہو نہان ہی شیشہ

عشق دلدار کا جس دل مین نہو ہے ناچیز
ہووے جو بادہ سے خالی سو گران ہی شیشہ

صحبت شب کا خمار اب تئین[۵] ہی آنکھو ںمین
ڈھونڈکر جلد کوئی لائے جہان ہی شیشہ

گردش چشم نے تیری یہ نتیجہ بخشا
ہاتھون ہی ہاتھ شب و روز روان ہی شیشہ

تیرے ہی لطف سے خوش ای مریجان رہتے ہین
سنگدل اتنا نہو دل تو یہان ہے شیشہ

سیری ہوتی نہین ساغر سے مجھے ای ساقی
لا مرے منہ سے لگا دے تو کہان ہی شیشہ

بادہ خوارون مین عجب شخص ہی یہ شادان بھی
نشۂ مین کہنے لگا راحت جان ہی شیشہ

غربت زدون کے دل مین ہی حب وطن گرہ
مقدور ہے کسی کا جو کھولے کٹھن گرہ

ہے بات وہ بھلی کہ جو ہوتی ہی صاف صاف
کھلتی نہین ہے جو کہ پڑے در سخن گرہ

دل تنگ ہو کے اسلیے لب کھولتا نہین
رکھتا ہے رشک لب سی عقیق یمن گرہ

۵ اب تلک کی جگہ اب تئین قدیم زبان ہے

دل نہ کس وجہ تری زلف کے پیچون مین پھنسے — حسن تیرا ہے بلا اسپہ ادا کیا کیا کچھ

گلفشان تھا عجب انداز سے وہ محفل مین — کیا کہون مین مرے کانون نے سنا کیا کیا کچھ

شرح اُسکی مین کرون کیا جو لیا ہے تمنے — دل ہی تنہا نہ لیا اور لیا کیا کیا کچھ

ہمنے چھیڑا جو اُسے خواب سے شب چونکتے ہی — تھا وہ خاموش مگر کہنے لگا کیا کیا کچھ

شوق مین تیرے جو بیتاب رہے ہم شبکو — اک نظر دیکھہ کہ احوال لکھا کیا کیا کچھ

دل مین رکھتے ہین ترے ناز و ادا کی باتین — شوخ تیری ہی زبان سے ہی سنا کیا کیا کچھ

رات شوخی سے کیا ہمکو جو باتون مین اسیر — یاد سب ہے وہ میان تمنے کہا کیا کیا کچھ

مال اور ملک و زر و دولت و نعمت شادان
شکر اُسکا کہ مجھے اُسنے دیا کیا کیا کچھ

شمع رو پر جو دل و جان سے ہے پروانہ — لوگ کہتے ہین یہ عاشق ہے عجب دیوانہ

شب تاریک مین بجلی سی چمک جاتی ہے — زلف مین ہین کھنچے ہی دلدار مرا جب شانہ

خوب ہی اپنے تئین آج سنوارا تو نے — کان مین لٹکے ہے دل لینے کو یہ دُردانہ

سارے عالم کو مئے عشق سے مدہوش کیا — سب ہین دیوانے اُسکے ہے وہی فرزانہ

کیون نہ دنرات کرے خلق کی جہانداری — سب ہین مہمان اُسی کے وہ ہی صاحب خانہ

جو لڑکا اپنی حد سے ہو گیا باہر سو ابتر ہے
قدم باہر نہ رکھ اپنا بتاتی ہے یہ حد مجکو

سمجھنا ایک سے دو کو یہی دبدھا ہے اے پیارے
دوئی کو چھوڑ غافل ہے یہ سمجھایا احد مجکو

زبان ہی شکر کیا کیجے نہین طاقت ہی کچھ مجھ مین
کہ مرے ہے یاد اپنی آپ اللہ الصمد مجکو

اسی پر ہے عمل میرا خدا امیر رکھے قائم
جو فرمایا ہے قرآن مین وہی ہیگا سند مجکو

کرون کیونکر نہ اُسکا شکر مین دنرات اے شادان
کہ دی ہے نعمتِ عظمیٰ خدا نے تا ابد مجکو

سُنین جو واعظ کی ایسی باتین کہان ہی ایسا دماغ ہمکو
صنم کی باتون مین پھنس رہے ہین نہین ہی اب تو فراغ ہمکو

چھٹک رہے ہین ستارے شب کو عجب طرح کی بہار ہوگی
پیارا آیا ہے گھر ہمارے تو بھر دے ساقی ایاغ ہمکو

نظر نہ آتا تھا کچھ بھی لیکن جو اُسکو دیکھا تو سبکو دیکھا
اندھیری شب مین بھٹک رہے تھے ہوا وہ جلوہ چراغ ہمکو

تمہاری خاطر ہمارے پیاری ذرا تو دیکھو کیا ہی کیا کچھ
بھٹکتے پھرتے تھے رات اور دن ملا ہی اب تو سراغ ہمکو

اُسکی دولت ہی عیش گھر گھر کہان ہی ایسا بتا و سلطان
شہِ سکندر سوار ہووے تو کیون نہ جنگل ہو باغ ہمکو

یعنی بدولت

ردیفِ ہاے ہوز

شب کو ہم تھے وہ صنم تھا تو ہوا کیا کیا کچھ
کیا کہین لطف ہم اُسکا کہ رہا کیا کیا کچھ

غزالون کی طرح کرتا ہے آہو چشم رم ہمسے — مگر ہم جانتے ہین رام وہ خواہی نخواہی ہو

کشاکش کسقدر ہوتی ہے فہمائین مت پوچھو — مرے پہلو سے جب وہ چاہتا ہے اُٹھ کے راہی ہو

چھپا ہے عشق میرا چاہتا ہون فاش ہو جائے — مین عاشق ہون خبر یہ ماہ سے لے تا بماہی ہو

خدا نے دی ہے کیا تاثیر وقتِ صبحِ صادق کو — اثر رکھتی ہے اکثر جو دعای صبح گاہی ہو

دعا شادان کی ہردم ہے یہ درگاہِ الٰہی مین
کہ زیبندہ مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

صنم وہ جسگھڑی کھولے ہے منہ پر اپنے بالونکو — کھلاتا ہے دو طرفہ ہاتھ مین لے کے کالونکو

نہ چھپکر بیٹھ گھر مین اسطرح اے قلزم خوبی — چمن مین آبداری دے تو جا کر نونہالونکو

مگر تیرا ہی لانا دام مین اے شوخ مشکل ہے — بہت آسان ہے لانا دام مین وحشی غزالونکو

مجھے کب ڈر کسی کا ہے جو ہے تیری مدد مجکو — کسیکو کد نہین مجھسے کسی سے ہی نہ کد مجکو

اُسی کی آبیاری سے چمن سرسبز ہے میرا — دیے ہین اُس نے لاکھون رنگ کی گُل ہر سبد مجکو

تری قدرت کے ہین سب کھیل دانا ہوی سو جانے — کیا جو تونے سو اچھا نظر آیا نہ بد مجکو

چمک جاتا ہے بجلی سا مری آنکھون مین تو ہر دم — کھڑا مشتاق ہون تیرا دکھا رخ سرو قد مجکو

شادان پڑا رہے ہے ترے در پہ اب سدا
اسواسطے کہ غیر کبھو دو بدو نہو

کام اپنا آپ اپنے ہی ہاتھون سنوار لو
دو ایک راہ حق مین تو سو سو ہزار لو

آہو مثال گرچہ وہ کرتا ہے رم مگر
چھوڑو نہ اپنے یار کو تم در کنار لو

ہاتھون سے اپنے یار کے سو طرح کے ثمر
اکبار گر وفا نکرین بار بار لو

شام و سحر اگرچہ مقرر ہین یاد کو
دل سے تم اپنے آٹھ پہر نام یار لو

ہے گلعذار ایک چمن مین ہزار جا
آنکھون سے سبزہ رنگ کی اپنے بہار لو

داتا کوئی جہان مین نہین اُس سا دوسرا
دیتا ہے جب کہ تمکو خدا بیشمار لو

احول کی طرح سے نہ دوئی پر رکھو نظر
ہے ایک اپنے دلمین تم اتنا بچار لو

سیماب وار کسلیے ہوتے ہو بیقرار
ملتا ہے تم سے یار ذرا تو قرار لو

شادان کھڑا چمن مین تمہاری ہے واسطے
اُس باوفا کے ہاتھ سے پھولون کا ہار لو

خداوندا ترا فضل و کرم مجھپر کماہی ہو
مرے دل کا جو مطلب ہے بخوبی یاالٰہی ہو

سند رکھین سگے دانشمند اپنے پاس تب اُسکو
مرے اعمال نامے پر اگر تیری گواہی ہو

شحنہ کہتا ہے یہ شب کو کہ خبردار رہو
سو کے غفلت سے نہ کھو وقت کو ہشیار رہو

وقت جاتا ہے چلا ہاتھ سے سن لو یارو
شب گئی مفت مین اب یاد مین سرشار رہو

غفلت اچھی نہین بیداریِ طالع سی تمہین
یہ ہے اک برق مناسب ہی کہ بیدار رہو

مین بصد جان تصدق ہون تمہارے اوپر
جانتے اِسکو یقین اے مرے دلدار رہو

کام نیکی کے جواب ہاتھ سے ہووین کیجے
یہ نہووے تو کسی شخص کے غمخوار رہو

جھومتا جھومتا سرشار صنم آتا ہے
ہاتھ کو چوم کے کہتا ہون کہ اس بار رہو

مین جو شادان سے گلہ کرتا ہون مجبوری کا
ہاتفِ غیب یہ کہتا ہے کہ مختار رہو

تارِ نظر جدا ترے رُخ سی کبھو نہ ہو
گر حور ہووے بیتر سے سوار و برو نہو

زیبندہ ہووے کب یہ فلک ماہ کے بغیر
محفلمین روشنی نہ ہو جب وقت تو نہو

گلشن مین دیکھنے کو ہزارون بھری ہین گُل
کس کام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہو

ہر چند ہے مزا بھی سخن مین ٹھٹول کے
مجلس مین اس طرح کی کبھو گفتگو نہو

کیون بھولتا ہے راہ کو رہ راہرو کی ساتھ
ہووے جو ساتھ راہ نما جستجو نہو

رہیے لپٹ کے اپنے صنم کے گلے مدام
اب کام کیجے ایسا کہ پھر آرزو نہو

کیا صبا اُسکی خبر وقتِ سحر لائی ہے ڈہونڈتا آج جو ہے سروِ گُل اندام کو تو

عشق رکھہ یارِ حقیقی سے سناہی جو تجھے کام رکھہ پُختہ سے اور چھوڑ دے اب خام کو تو

جسنے دیکھا سو پھنسا پھر نہ وہ نکلا باہر زلف و کاکل سے بچھایا ہے مگر دام کو تو

گو گنہگار ہون اے یار مگر تیرا ہون کیون مرے ہاتھہ سے لیتا نہین پھر جام کو تو

انتظاری مین تری کب سے کھڑا ہی شادان
جہانک مت دیکھہ ادہر چڑہکے لبِ بام کو تو

دل لیا مین ہون ترا اے مرے دلدار کہ تو مین دوانہ ہون ترا کہہ تو بھلا یار کہ تو

میری اور تیری عجب یار لگن لاگی ہے تیری زلفون مین ہوا مین ہون گرفتار کہ تو

لوگ تو کبک کی رفتار بیان کرتے ہین کبک رکھتا ہے اس انداز کی رفتار کہ تو

تیرے ہی ہاتھہ مین انصاف اب اس بات کا ہے صحنِ گلزار مین ہے گُل کوئی بیخار کہ تو

ہمکو مغرور کہا آپ خدا سے نہ ڈرا ہم بھلا ہینگے اب اس نشہ مین سرشار کہ تو

پوچھتا تجھسے ہون یہ بات نہ تو مجھسی مگر مین زیادہ ہون ترے ساتھہ بگفتار کہ تو

ڈہونڈتا ہے کسے شادان نہین کچھ کُھلتا
سچ کہہ اے یار کہ شادان ہی ہے درکار کہ تو

مضطرب رہنے لگا صورت سیماب اہتو
دل مرا تیری جدائی سے ہی بیتاب اہتو

انتظاری مین تری رات یونہین کٹتی ہے
چشم رہتی ہے مری خواب سے بیخواب اہتو

دیکھہ حیرت زدہ سب ہو گئے اہل محفل
اور ہی کچھ ہے وہ غیرت دہ مہتاب اہتو

ابر رحمت نہ کہو اسکو یہ ہے آب حیات
سبزہ کیا خوب ہوا دیکھیے سیراب اہتو

کب سے مجرے کے لیے ہاتھ ہون سر پہ رکھے
میرے سرکار بھلا لیجیے آداب اہتو

غوطہ کھاتا ہون سدا بحر مین کب آوے ہاتھ
نہین ملتا ہے کہین گوہر نایاب اہتو

شکر کرتا ہون زبان سے مین سدا ہو شادان
حق نے آرام کے بخشے مجھے اسباب اہتو

عین غفلت مین پڑا دیکھا نہ انجام کو تو
نہ ملا یار سے پھر آیا ہے کس کام کو تو

ہے یہی یاد جو تیری تو خدا حافظ ہے
صبح کو بھول گیا یاد کیا شام کو تو

گل نہین ملتا ہے بیخار تجھے کہتا ہون
چاہتا ہے جو اسے چھوڑ دے آرام کو تو

گلبدن سنتے ہی پھولون کی طرح کھلجائے
اے صبا جلدی سے پہنچا یہ پیغام کو تو

جس سے آرام مجھے ہووے سدا اور راحت
لا مری جان مرے پاس دلارام کو تو

زر کف رکھے ہے گل لیک خبر اسکو نہین
ڈھونڈتا ہیگا کہان بھول کے گلفام کو تو

عاشق ادہر کو تڑپے ہے سنگدلی نہ کر صنم
ملتے ہین جو کرے ہی دیر تجکو تو یہ روا نہین

شیشہ ہے پر شراب ہے ساقی کے ہاتھ جام ہے
یار وہ ہمسے آملا دل ہین کچھ اب ہوا نہین

دور ہوئین کدورتین شکر خدا کا کیجیے
صاف وہ ہمسے ہو گئے دلمین کچھ اب رہا نہین

جاہ مین ہین عجب مزے شکوے اگر ہزار ہون
دلمین نہ رکھہ تو اسپنے کہہ ہمکو کوئی گلا نہین

شادان تمہارا آشنا روزِ ازل سے ہے مگر
آپ ہین ملتے اسطرح جیسے کہ آشنا نہین

کیا مست ہے تو خواب مین بیدار کیون نہین
کب تک کہون پکار کے ہشیار کیون نہین

تو دیکھتا ہے مجکو بہت ہی قریب سے
میرے نصیب مین ترا دیدار کیون نہین

دل خالِ رُخ پہ تیرے سراسر سپند ہے
دل لیگیا ہمارا تو دلدار کیون نہین

تیری نگاہِ مست سے سرشار سب ہوئے
ہے چشم تیری مست تو میخوار کیون نہین

شاید نہین ہے جنسِ محبت کی قدر اُسے
دل بیچتا ہون مین وہ خریدار کیون نہین

شادان کے سامنے نہین آتا وہ بیحجاب
چھپ چھپ کے دیکھتا ہے تو عیار کیون نہین

ردیفِ واو

سوا اُسکے گانا نہین ہمکو بھاتا — سدا ایک گا تو ترانے بہت ہین
بعہدِ سکندر بفضلِ آلٰہی — جہان دیکھیے وان خزانے بہت ہین

سمجھ مین بشر کی وہ کیا آئین شادان
کہ اللہ کے کارخانے بہت ہین

سیر کو آپ ہم جو چلتے ہین — مدعی دیکھہ دیکھہ جلتے ہین
روز و شب تجکو صورتِ نرگس — مہر و مہ دیکھنے نکلتے ہین
یار اب سیر کو وھان چلیے — صاف چشمے جہان اُبلتے ہین
مست کرتا ہے اک نگاہ مین تو — کب تجھے دیکھہ[۵] ہم سنبھلتے ہین
پھول سا جاتا ہیگا بس کُھلا — دل مرا جب وہ ملتے دَلتے ہین
آئیگا خود ہی یار حضرتِ دل — آپ کیون اس قدر مچلتے ہین

میر کے اب جواب مین شادان
قافیہ ہم نہین بدلتے ہین

یار ہے زاہدا کہان تجکو خبر ذرا نہین — تو اُسے ڈھونڈتا ہی کیا تجھسے تو وہ جدا نہین
جانتا ہیگا تو بھلا دل سے مین تجھپہ ہون فدا — ہوتا ہی کیون تو بیوفا مجھ مین بھی کیا وفا نہین

۵ یعنی دیکھہ کر

ٹک بھی کسی بہانے آرام یان کرے تو
پاؤنکو تیرے لئے گل مہندی لگا رہے ہین

آہو صفت نکر رم اب اے غزالِ رعنا
آنے کے واسطے ہم تجکو ملا رہے ہین

کیا ٹکٹکی لگی ہے شادان کی دلربا سے
آنکھون مین جو اُسی کے جلوے سما رہے ہین

اب آشنائی تیری ہم آزما رہے ہین
ملنے مین دیر ہے تاگر کب سے جتا رہے ہین

پادین جو انت اُنکا تو بھی نہین وہ ملتے
درپن مین جھانک دیکھو مکھڑا دکھا رہے ہین

انتہا

جو چاہیے سو لیجا ہمسے ملادے اُسکو
قاصد لے آ تو جلدی کب سے بلا رہے ہین

اے محتسب تجھے کیا اُس یار کی ہے لذت
چوری سے ہمتو اُس سے آنکھین لڑا رہے ہین

شادان صنم کی باتین آتی ہین اب جو دلمین
کیا اس غزل مین ہمتو دھومین مچا رہے ہین

اجی حُسن کے تو فسانے بہت ہین
پری ایک ہے اور دوانے بہت ہین

وہ معشوق اپنا یہ خود جانتا ہے
کہ دل سے ہم اُسکے یگانے بہت ہین

اگرچہ نہین کوئی جا اُس سے خالی
تو ڈھونڈ اُسکو دلمین ٹھکانے بہت ہین

ترے واسطے ہم تڑپتے ہین ہر دم
نکر تو بہانے بہانے بہت ہین

کہان سے ہے یہ زبان اپنی کرین جو ہم ثنا تیری | تری تعریف مین سوسو طرح کے چھند ہوتے ہین

سے ملے سی بھوک مین بھوجن کے جیسے چین ہوتا ہے
وہ جب ملتے ہین شادان سی تو یون آنند ہوتے ہین

آٹھون پہر ہمارے دل مین جو بستیان ہین | مل بیٹھکر خوشی سے آپسمین ہنستیان ہین
ساقی لے آپیالہ اب یار اور ہم ہین | صحرا مین لطف ہیگا بوندین برستیان ہین
مکھڑا اپنا تم دکھاتے ہر آن ہر گھڑی ہو | لیکن ہماری آنکھین تو بھی ترستیان ہین
ہشیار ہو پیارے اب وقتِ صبح آیا | غفلت مین مست مت ہو یہ کیسی مستیان ہین
کہتا ہون اے برہمن اب پوج اک صنم کو | زنار توڑ تو یہ کیا بُت پرستیان ہین
ذکر اُسکا تجکو کرتے کیا ہے گرہ سے جاتا | منھگی نہین یہ باتین کیا خوب سستیان ہین

پوچھا عدو سے شادان کیا تیرا حال ہیگا
بولا وہ یہ کہ ہمکو اب زیردستیان ہین

ساقی شراب لا تو بادل بھی چھا رہے ہین | مرغانِ باغ اپنے گلشن مین گا رہے ہین
سوسو طرح سے تیرے بہلانیکو پیارے | قصے سُنا رہے ہین باتین بنا رہے ہین
سوطرح کی پہیلی افسانے سوطرح کے | اب سُنئیے یا نہ سُنئیے ہمتو سُنا رہے ہین

الٰہی ابکی برسا خوب باران
کہ تر ہو مزرعِ امیدواران

کرم ایسا کر احوالِ جہان پر
برآوے جس سے اُمید ہزاران

لے آساغر نکر تو دیر ساقی
صنم ہے اور ہے فصلِ بہاران

مسلمان گبر و ترسا و یہودی
تری سُمرن مین ہین زنارداران

چمن مین گل ہزارون کھل رہے ہین
ذرا آ کر یہ دیکھین گلعذاران

وہی ہے شاہِ اسکندر جہان مین
جو برتر ہے میانِ تاجداران

کرون ہون مین بیان حمدِ الٰہی
سُنو ٹک کان دہر اے ہوشیاران

کرم سے اپنے برسا ایسا پانی
کہ ہون سرسبز جس سے کوہساران

بدل کرتا ہے جو شادان مناجات
دعا سب ملکے مانگو تم بھی یاران

جب اُسکو دیکھتے ہین دلسے ہم خورسند ہوتے ہین
سماتے ہی نہین اپنے مین اور دہ چند ہوتے ہین

جنہون کو کشف ہوتا ہے عیان ہوتا ہی سب اُنپر
دوانے بھی کہین دنیا مین دانشمند ہوتے ہین

مرادل توڑ کر باتین بنانے سے ہی کیا حاصل
کہ شیشے ٹوٹ کر ہرگز نہین پیوند ہوتے ہین

برنگِ بوے گُل رہتے ہین گل مین اور جدا اُس سے
جو ہین آزاد دنیا مین وہ کب پابند ہوتے ہین

دل اپنا روشن ایسا رکھیے ہردم
کہ جیسے روشنی ہووے قمر مین

دل اپنا اس طرح دلبر سے رکھنا
بڑا رہتا ہے رشتہ جون گہر مین

یہی کہتا ہے شادان اپنے دل سے
کہ سجدہ رب کو کرنا ہر سحر مین

دل کی برآئی آرزو تجکو جو پایا ایک مین
کہلاتا ہون بندہ ترا بار خدایا ایک مین

اسکے سوا کیا نذر ہے جو تو کرے گا اب قبول
دل مین عقیدت تھی بھری سو دلکو لایا ایک مین

ہے دوسرا کوئی کہان مت بھول سایہ دیکھہ کر
کیون بھولتا ہیگا بھلا تجکو بتایا ایک مین

کرکے بہانے سو طرح آخر لے آیا دام مین
کس کس طرح سو بات کر تجکو رجھایا ایک مین

آتا نہ تھا وہ دام مین لایا مین اسکو کس طرح
ساون مین دیدی لوریان اسکو جھلایا ایک مین

شب کو کہا اس شوخ نے جاؤنگا سیر باغ کو
بھولا نہ تھا جانیکو وہ اسکو بھلایا ایک مین

آجا صنم میری طرف ٹک دیکھہ لے بھر کر نظر
سنتا نہ تھا وہ ایک کی اسکو سنایا ایک مین

کیون روٹھتے ہو مجھ سے تم مین دلسے تمپر ہون فدا
روٹھے کو اپنے اسطرح کہکر منایا ایک مین

کہنے لگا تیرا سخن کیا سحر افسون ہے بھلا
کہکر سخن ہر طور سے اسکو ہنسایا ایک مین

مشکل ہزار اک آن مین چشم کرم سے دور کی
شادان کا صاحب ہی بھلا جو آزمایا ایک مین

سو یعنی کے ۱۲

نہین کسی سے سروکار ہمکو ای شادان
سوائے یار کسی سے نہ پیار رکھتے ہین

بہارِ چشم ترے حسن کی بہار سے لون | شمیم لون تو تری زلفِ مشکبار سے لون
نہین ہے کام کسی غیر سے مجھے ہرگز | جو کچھ بھی لون تو یہ لازم ہے اپنے یار سے لون
مجھے ہے کام اُسی سے کسیکو کیا جانون | ملے جو ایک سے تو کس لیے ہزار سے لون
نہین لڑی ہے مری آنکھ دوسرے کیطرف | مزہ نظارے کا اُس چشمِ پرخمار سے لون
ملے صنم جو مجھے شبکو بیقراری مین | تو بوسے اُس لبِ شیرین کے خوب پیار سے لون
وہ گلعذار مجھے دے اگر گلِ بےخار | تو باغ باغ مین ہوکر کس افتخار سے لون

شبِ وصال میسر ہے کیون نہ ای شادان
ایاغِ بادۂ گلرنگ گلعذار سے لون

صنم آویگا جسدن میرے گھر مین | رکھونگا مین چھپا کر اپنے بر مین
نہین ہے آسرا اب مجکو تجھ بن | پڑا رہتا ہون نسدن تیرے در مین
الٰہی یہ دعا میری ہے تجھ سے | کبھو نخوت نہ رکھیو میرے سر مین
نہین کرتا جُدا اک دم صنم کو | نظر کی طرح رکھتا ہون نظر مین

لگا کے تجکو گلے ہم جو یار رکھتے ہین
رقیب دیکھ کے آنکھون مین خار رکھتے ہین

کب اُنکو پہونچے ہین خورشید و ماہ کے جلوے
عجیب حسن بتِ گلعذار رکھتے ہین

اسی سبب سے مسرت نصیب ہے ہمکو
کہ اپنے یار کو ہم در کنار رکھتے ہین

خیال اُس بتِ گلرو کا دل مین رہتا ہے
بغل مین اپنی سدا ہم بہار رکھتے ہین

تمہارے جی مین جو آوے سو شوق سی کہہ لو
کہ ایسی باتون کا ہم کب شمار رکھتے ہین

کوئی پیام ہمارا صنم کو پہونچا دے
کہ تیرے آنیکا ہم انتظار رکھتے ہین

پڑھین گے مطلعِ رنگین اک اور بھی شادان
اگرچہ بیت و رباعی ہزار رکھتے ہین

نہ پوچھو کس سے یہ ہم چاہ پیار رکھتے ہین
جو ایک لاکھ مین ہے وہ نگار رکھتے ہین

وہ کسطرح سے نہو ہم پہ مہربان یارو
کہ اُس سے آٹھ پہر کاروبار رکھتے ہین

وہی خدا ہے ہمارا ہم اُسکے بندے ہین
کہ جسکے فضل سے ہم اختیار رکھتے ہین

ہمارے دل مین بسے ہو تو چھوڑینگے کیونکر
تمہاری یاد تو لیل و نہار رکھتے ہین

ہمارا شاہِ سکندر ہے بہ ز اسکندر
ہے بیمثال جو ہم شہریار رکھتے ہین

رکھے خدا اُسے قائم بدولت و اقبال
اُسیکے عہد مین ہم اقتدار رکھتے ہین

آسودگی ہے اُسکے زمانے مین ہر طرف
شہرہ ہے میرے شاہ کا ہر اک دیار مین

دل لیگیا وہ شوخ عجب شوخیون کے ساتھ
جب نشئہ سے وہ جھومتا آیا خمار مین

یارب ترے کرم کا کرے شکر کسطرح
شادان کو چین ہیگا سدا وصلِ یار مین

جس سمت دیکھیے ہے توہی جلوہ گر یہان
تیرا ہی نور چھایا ہے نورِ نظر یہان

غافل نہ اسقدر ہو تو اے بے خبر یہان
گر چاہتا ہے اپنا بھلا کچھ تو کر یہان

منکا جو پھیرتے ہین سدا اپنے من کا ہم
گزرے ہے تیری یاد مین شام و سحر یہان

دیکھا ہے جب سے تجکو ہے مدنظر یہی
دلکو کرین نثار تو آوے اگر یہان

گھٹرا اترا ہے نور مین خورشید سے دو چند
ٹھہرگی کسطرح سے بھلا اب نظر یہان

لکھنے مین اپنے کچھ نہین آتا ہی کیا لکھین
ہے اشتیاق تیرا ہمین اسقدر یہان

سو سو طرح سے رنگ بدلتا ہے ہر گھڑی
کس کس ادا سے ہوتا ہے وہ جلوہ گر یہان

آرام سے کٹے ہے سدا اور چین سے
جب پاسبان ہو یار تو کیا ہمکو ڈر یہان

آنکھون کو اپنی کیجیو شادان تو فرش راہ
ہووے کبھو جو یار کا تیرے گزر یہان

مثل گل کھل کہ یہ غنچہ دہنی خوب نہین ۔ بات کر ہمسے بھی کچھ کم سخنی خوب نہین
گل بکھر جائینگے سنبل کی طرح گلشن مین ۔ تیز مت چلیو نسیم چمنی خوب نہین
لعل وگوہر سے بھرا خود ہے سراپا تیرا ۔ خواہش لعل وعقیق یمنی خوب نہین
پُر ثمر شاخ کو ہے سر کا جھکانا اچھا ۔ چھوڑ دے اپنے سے یہ ما و منی خوب نہین
کہدے فرہاد سے جا بات یہی اے شیرین ۔ جس کا حاصل نہو وہ کوہکنی خوب نہین
جا نہ اُس پاس کہ مشتاق ترا عاشق ہے ۔ جانا گھر غیر کے سرو چمنی خوب نہین
مت بدل عہد سے اپنے کہ نہین لازم ہے ۔ کر وفا عہد کہ پیمان شکنی خوب نہین
بو سے لینے ہی سے پژمردہ ہوے جاتے ہو ۔ رشک گل اتنی بھی نازک بدنی خوب نہین

تیرا مشتاق ہے **شادان** یہ سُنا ہے تونے
آ مل اب دل سے کہ یہ دل شکنی خوب نہین

کیا کہیے رات کیسی کٹی اُسکے پیار مین ۔ کس کس مزے کے لطف تھے بوس و کنار مین
دامن مین ہمنے اُسکے گل حُسن بھر لیے ۔ ہم جسکو چاہتے تھے سو آیا بہار مین
وہ بے نیاز ہیگا وہان چاہیے نیاز ۔ بندے جہان ہین سینکڑون ہم کس شمار مین
سو سو طرح سے لیتے تھے بستر پہ کروٹین ۔ گذری تمام رات ترے انتظار مین

شب کو خوش تھے یار سے مل کے اسقدر برسات مین | کیا کہین لذت کہ تھے کیا بیخبر برسات مین

یار ہووے گو ہزارون کوس جانا سہل ہے | کہتے ہین گو دور جانا پر خطر برسات مین

ہے یہی پیغام اپنا تو یہی کہہ دیجیو | یار بن کب نیند آئی نامہ بر برسات مین

موسم عیش وطرب ہے کسطرح چھوڑون اُسے | مین نہ چھوڑون ہاتھ آوے وہ اگر برسات مین

ہون صنم کے ساتھ شادان ٹوکتے ہین لوگ کیون
ولولے ہوتے ہین مجکو بیشتر برسات مین

جھوٹ کہتے ہو کہ وہ کہکے مکرتا ہی نہین | شوخ ایسا ہے کسی سے بھی وہ ڈرتا ہی نہین

رگِ گل سے کہین نازک ہے کمر اُسکی میان | نازک اتنا ہے قدم پھول پہ دھرتا ہی نہین

گرچہ لاکھون ہی دل اپنے کو فدا کرتے ہین | اُسکی آنکھون مین ولیکن کوئی بھرتا ہی نہین

برق سان چشم مین آتے ہی نکل جاتا ہے | اُچپل ایسا ہے کہ اک لمحہ ٹھہرتا ہی نہین

کام میرے تو خدا آپ سنوارے ہے سبھی | ہاتھ سے میرے کوئی کام سنورتا ہی نہین

اے صنم مجکو لگا چھاتی سے اپنی جلدی | جیسا مین چاہتا ہون پیار تو کرتا ہی نہین

مین جو ہون یاد مین اُس یار کی دلسوز شادان
ایک دم یار میرا مجکو بسرتا ہی نہین

یار وہ تیرا نہین ہے یار میرا اے رقیب — روٹھنے سے کیون یہ سمجھون ہین کہ یار اپنا نہین

وعدہ کرکے کیون بدلتا ہی تو ہمسے اے صنم — یاد آتا کیا اب تجھے قول و قرار اپنا نہین

آیۂ قرآن سکے معنی سن سکے دل کو رام کر — دل دکھانا اورکا یہ کار و بار اپنا نہین

وہ ہمارے پاس ہیگا ہم نہین رکھتے ہین دُوئی — یہ غلط کہتے ہین سب وہ ہمکنار اپنا نہین

شاد ہو شادان یہ کہتا ہے خدا کی فضل سے
کونسی جا ہی کہ جس جا اشتہار اپنا نہین

سو طرح پر جلاتے ہین پر مہربان ہوتا نہین — اے ہمارے مہربان کیون مہربان ہوتا نہین

آفتاب آسا حجاب ابر مین کیونکر رہے — حسن اپنا وہ چھپاتے ہین نہان ہوتا نہین

رزق دیتا ہے جہان کو مار سے لی مور تک — وصف تیرا گر بیان کیجیے بیان ہوتا نہین

سو طرح تصویر کھینچو رنگ سے بیرنگ ہو — گر ترا شو سنگ کو مثل بتان ہوتا نہین

اے دِوانے مت تکبر کر خدا کے واسطے — خیمہ گر پہنچے فلک تک آسمان ہوتا نہین

اسلیے کہتے ہین تمکو کار نیکی کیجیے — تخم جو بووے زمین پر رائگان ہوتا نہین

کہتا ہے شادان سنو راز نہانی آشکار
وہ ہمارے دل مین ہے لیکن عیان ہوتا نہین

عجب طرح سے گزرتی ہی عیش مین شادان
صنم سے اپنے جو دن رات ہمکنار ہین ہم

ردیف نون معجمہ

تم عدو کے آگے ہرگز مت کرو آدہین پن [عاجزی] | اسمین ہوگا دوستون کے سامنے توہین پن
ہم وہ عاشق ہین کہ تیرے عشق مین ای دلربا | نوجوانی طفلی و پیری یہ کھوئے تین پن
بے سمجھ کے آگے کہنے کا نہین ہرگز مقام | داؤ کانے مین جو دیوے اُسمین ہی پربین [دانائی] پن
کوہ تمکین تجکو کہیے تو یہ ہے پاسنگ مین | تیری تمکین دیکھ[1] چھوڑا سنگ نے سنگین پن
کیا حنا کو مرتبہ ہے جو کرے وہ ہمسری | ہاتھ مین تیرے یہ ہی اے نازنین رنگین پن
گر چمن مین آوی میرے نقد دل دون مین تجھے | تیرے ہاتھون ہی مجھے آتا ہی خوش گلچین پن

ایسا شادان ہے کہ ہو جسطرح دولہا در برات
لوگ کہتے ہین اسی کہتے ہین خوش آئین پن

تیرے فرمان سے بہر ہین یہ تو شعار اپنا نہین | تو جو چاہے سو کرے یان اختیار اپنا نہین
ناز ہم کرتے ہین تجھپر تو جو ہیگا غمگسار | بن ترے کوئی بیارے غمگسار اپنا نہین

[1] یعنی دیکھ کر ۱۲

شادان وہ اسی بات پہ کرتا ہی ہمین پیار
جو ہمسے کہا اُسنے وہی مان گئے ہم

بیہوش نہو اپنے سے ہشیار رہو تم — دیتے ہین خبر تمکو خبردار رہو تم
ہر شام و سحر ذکر کیا کیجیے اُسکا — غفلت سے بُری یاد مین بیدار رہو تم
عاشق ہے وہی مست جو ہو عشق مین اُسکے — پی[۵۱] جام مے عشق کا سرشار رہو تم
یہ حرفِ جُدائی نہین بھاتا ہے تمہارا — رہتے نہین ہر بار تو اکبار رہو تم
اورونکی طرف دیکھے سی کیا ہوئیگا حاصل — دیدارِ صنم کے ہی طلبگار رہو تم

شادان تمہین کہتے ہین سُنو بات ہماری
دلدار کے نت طالبِ دیدار رہو تم

فدا تمہاری ہی صورت پہ بار بار ہین ہم — نظر کرو اب ادھر بھی کہ جان نثار ہین ہم
فراق اُسکے مین رہتے ہین ہر گھڑی بیچین — کب آویگا وہ ادہر اُسکے انتظار[۵۲] ہین ہم
زبان نہین جو کرین شکر اُسکی نعمت کا — اُسکے لطف سے یہ دیکھتے بہار ہین ہم
یہی دلیل ہے رکھتا ہے غنچہ سان خندان — مثالِ گل ہین نہ خاطر پہ اُسکی بار ہین ہم
نظر یہ اُس سے ہی اٹکی ہے گلجھڑی جیسے — ہزار شکر کہ اپنے صنم کے یار ہین ہم

[۵۱] یعنی پیکر
[۵۲] انتظار کے بعد مین محذوف ہے اب ایسا نہین کہتے

بھرے ہی میری آنکھون مین تری تصویر کا عالم
فصاحت ہی تصدق حسن تری تقریر کا عالم

جو باہر ہے خیال و وہم سے ہی موج زن ایسا
نہین لکھنے مین آتا ہی تری تحریر کا عالم

یہ عاشق کسطرح پابندِ زنجیرِ دگر ہووے
کہ رکھتی ہین تری زلفین ہی اب زنجیر کا عالم

نہ تنہا آئینہ ہر سنگدل نے شکل کو تیری
جو دیکھا ہو گیا حیرت زدہ تصویر کا عالم

لقب ہی شاہِ اسکندر جو والی دکن ہیگا
سواد اس شہر کا دیکھو تو ہے کشمیر کا عالم

سخاوت اور شجاعت اور عدالت مین ہی لاثانی
عطارد کب ہے پاسکتا یہ ہی تدبیر کا عالم

برائے بندگانِ حق بدرگاہِ خدا **استادان**
دعا کر دیکھ کیا کیا اُس مین ہے تاثیر کا عالم

جس وقت اِشارہ وہ کیا جان گئے ہم
منشا تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم

کرتا ہے ہمین پیار محبت کی نظر سے
چتون کو تری دیکھ کے پہچان گئے ہم

کیا خوب مدارات کی اور اسنے ضیافت
گھر یار کے اک رات جو مہمان گئے ہم

غنچون نے تبسم ہے کیا دیکھ کے ہم کو
ہمراہ جو اُس گل کے گلستان گئے ہم

مت مُنہ کو چھپا ہمسے نکل پردے سے باہر
ملنے کو ترے آپ سے ای جان گئے ہم

کیا عید ہوئی ہمکو مسرت سے پھر اُسدن
وہ اپنے لگا یا گلے جس آن گئے ہم

۱۵ یعنی سنگر ۱۲
۱۶ اسنے کیا کی جگہ
وہ کیا تدبیر استعمال ہے ۱۲

ایک مدت بعد آیا ہے مرے گھر وہ صنم
اب جنون کا بیطرح کچھ ہو رہا ہے شور و غل
ہے خبر وہ دلربا مہمان ہوگا میرے گھر
وہ صنم ایسا نہین ہے جسطرح بُت ہو خموش
وصل کی شب عاشق و معشوق مین یون دھوم ہے

دل مچا ہے کیون نہ اُس دلبر کی گھر جانی مین دھوم
سنگ بازی کی ہی روز اطفال و دیوانی مین دھوم
اسلیے اب ہو رہی ہے میری کاشانی مین دھوم
بیطرح کچھ مچ رہی ہے آج تنہائی مین دھوم
بزم مین ہوتی ہے جیسے شمع و پروانی مین دھوم

سُن خبر معشوق کے آنے کی شادان شاد ہے
ہر طرف سے ہو رہی ہے یار کے آنی مین دھوم

ٹُک تبسم سے یار بولو تم
آپ سے کیا عزیز ہے ہم کو
ہار تیرے گلے کے ہم تو ہین
جسم نازک بدن کا ایسا ہے
کچھ بھی نام خدا سے بہتر ہے

غنچۂ دل کی گانٹھہ کھولو تم
دل تو دیتے ہین اور جو لو تم
اب ہمارے بھی یار ہو لو تم
باد سے بھی سبک ہی تو لو تم
جو ہو بہتر جہان مین سو لو تم

تم سے کہتا ہے یار اے شادان
تخم نیکی کا کچھ تو بو لو تم

۱؎ لفظ دیوانہ آخر مین ا سے آنے کی وجہ سے اردو ہوگیا ایسی حالت مین واؤ عطف نہ لانا چاہیے مگر اسوقت اس پر لحاظ نہین کیا جاتا تھا ۱۲

۲؎ یہان بھی وہی ترکیب ہے جو اوپر لکھی گئی ۱۲

پروانہ وار دل سے ہو معشوق پر نثار
اے عندلیب کیسی ہے تو آشنائے گل

شادان خوشی سے پھولے سماتے نہین ہین ہم
دامن مین بھر کے ہمنے صنم سے ہین پائے گل

دیکھہ آنکھونکو تری شرما گئے نرگس کی پھول
رکھتے تھے خوش چشم آنکھون سے لگا کر جس کی پھول

چاہیے تمکو نہ رکھنا دشمنون سے میل جول
زیب دیتی ہین کہین طرّے پہ زر کے مس کی پھول

دے رہا ہے بو دماغِ عاشقان مین عطر سا
سچ بتا قاصد کہ لایا ہاتھہ سے تو کس کی پھول

زیب دیتا ہے سبھی منعم کو پہنے جس طرح
کب گلے مین خوشنما معلوم ہون مفلس کی پھول

زرد ہوتے ہین یون جو ہین خدا کو بھولتے
صبح کھلاتے ہین مُرجھاتے ہین جو ہین مجلس کی پھول

اِسلیے کہتے ہین تجکو مزرعِ عقبیٰ سنبھال
کل اُسی کے ہاتھہ ہے زر ہاتھہ مین ہون جس کی پھول

لہ یعنی دیکھ کر

تخم جیسا بوے گا شادان وہی پھل پائیگا
چاہتا ہے کیا چمن مین شاخ سے جس تس کی پھول

ردیفِ میم مہملہ

ہو رہی ہے کسطرح کی آج میخانے مین دھوم
دختر رز نے مچائی ہی [illegible] م

چاہتا تھا جسکو جی سے وہ یہی اب دور ہے
یار ہے گودی مین تیری پی خوشی سے ہلکی مُل

کیون نہ بھاگے شیر اُسکے روبرو روباہ سا
توڑتا ہے ایک پل مین پیل اپنا پل کے پُل

جسکے سُننے سے اُٹھا کرتے ہین دل مین ولولے
صبحدم آتے ہین اپنے کان مین شاغل کی غُل

فضلِ حق سے تجکو شادان ہے مدد دلدار کی
اس غزل مین تو نے باندہے قافیے مشکل کی کُل

بُو جو پہنچی ہے تری اے مرے گُل برسرِ گُل
بلبلین کرتی ہین سو رنگ سے غُل برسرِ گُل

وہ گُل اندام اب آتا ہے بغل مین اپنی
ساقیا جلد لے آ ساغرِ مُل برسرِ گُل

عاشقی مین یہ نہین بات ہے کرنی لازم
تو گُل اپنے کے تئین چھوڑ نہ ڈہل برسرِ گُل

جلوۂ یار بصد رنگ نظر آتا ہے
دیکھے آنکھین جو رہی آج ہین تُل برسرِ گُل

گلبدن کرتا ہے دل شاد تجھے اے شادان
غنچہ سان تنگ نہ کر دل کو تو کھُل برسرِ گُل

جس روز سے چمن مین پڑی ہی بناے گُل
کہتی ہے عندلیب بندھی ہی ہواے گُل

اس پر نہ بھول دیکھ تو رکھ گلبدن سے کام
ہے عندلیب اُسکے ہی دم سے بقاے گُل

ہم ہینگے اپنے دل سے فدا گلعذار پر
کیا ہمکو عندلیب جو تو ہے فداے گُل

ہے جوہر دل مین ترا راز نہین ملتا ہے
گرچہ سو طرح بیان کیجے یہ وہ راز ہی ایک

شمع پر ہو نہین سکتی ہے مگس پروانہ
بوالہوس یون تو ہزارون ہین پہ جانباز ہی ایک

چھپ نہین سکتی ہی وحدت کی جھلک کثرت مین
تار طنبور کے سَو ہو دین پر آواز ہے ایک

دمبدم یار کی ہے یاد ہمارے دل مین
اُس کا دم مارتے ہین ہم کہ وہ دمساز ہی ایک

حسن توحید کا کرتا ہون بیان اے شادان
کب دوئی اُس مین سماتی ہے جو انداز ہے ایک

لگا لون گا گلے اپنے نہ چھوڑون گا کبھی ہرگز
مرا یہ ہاتھ گر پہونچا ترے اکبار گردن تک

نہین پھولا سماتا ہے یہ دل اپنا تماشا ہے
جو اپنے ہاتھ سے آیا ہے اُنکی ہار گردن تک

سبکدوش آپکو رکھنا ہے بہتر یار دنیا مین
نہین کوئی اُٹھا سکتا جو پہونچا بار گردن تک

ہے نکھرا چاند سا جسکا ثنا کر اُسکی تو شادان
زر و زیور ہے اب پہنے ہوئے وہ یار گردن تک

ردیفِ لامِ مہملہ

ہوتے ہین تقلید سے گرچہ ہزارون گل کی گل
لیک بو دیتے نہین محفل مین ہرگز کھل کی گل

ردیفِ کافِ عربی

شعلۂ نور اُسکا پہنچا ہے نہ شمعِ طور تک
تار اُسکے نور کا دیکھو بندھا ہے دور تک

پرتوِ خورشید بحر و بر پہ یکسان ہے پڑا
ہے نظر اُسکی سلیمان سے لگا کر مور تک

ہاتھ آجاوے جو وہ اچپل تو کیسا لطف ہو
چھوڑنے کا مین نہین اے ہمنفس مقدور تک

جب سے دیکھا ہے جمال اُسکا نہین آتا قرار
دل تڑپتا ہے کوئی پہنچاوے رشکِ حور تک

یاالٰہی چشمِ بد سے رکھہ اُسے محفوظ تو
شُہرۂ حسنِ یار کا پہنچا ہے ابتو دور تک

جسنے دیکھی چشم اُسکی مست وہ بیخود ہو گیا
نشہ مین یہ مست پہنچا نرگسِ مخمور تک

آسمان پہ ہے دماغ اُس کا غرورِ حُسن سے
کیا رسائی ہو کسی کو اُس بتِ مغرور تک

چشم ہووے دیکھنے کو پھر تو ہے باغ و بہار
قطرہ ہیگا ایک موتی سے لگا انگور تک

کیون نہ شادان دل سے ہو شاہِ سکندر کا غلام
نام ہے مشہور اُس کا قیصر و فغفور تک

وہ صنم حُسن مین زیبندہ و ممتاز ہے ایک
بُت سے کہے اُسکو نہ کوئی کہ وہ طنّاز ہے ایک

کرتے ہین وصف ترا لاکھہ طرح سے عالم
جب تری کھینچے ہے تصویر تو پرداز ہے ایک

ساقیا جلد آ تو محفل مین / بن ترے دَورِ جام ہی موقوف
باتین سُننے کو دل تڑپتا ہے / جب سے اُسکا پیام ہی موقوف
قاصد اب لا پیام ملنے کا / نہین تیرا سلام ہے موقوف

نام شادان کا تجھ سے روشن ہے
نام پر تیرے نام ہے موقوف

ردیفِ قافِ معجمہ

کبھو تو دیکھہ ادہر ہین جمال کے مشتاق / نہین ہے چین ہمین ہین وصال کی مشتاق
عجب ہے شہرہ ترا ہر طرف سے سُنتے ہین / کمال دیکھہ ترا ہین کمال کے مشتاق
ہے سبز رنگ ترا اُسپہ سبزہ اور ہوا / ہین لوگ دل سے ترے خط و خال کی مشتاق
ہزار کبک تجھے دیکھہ لوٹ پوٹ ہوے / خرام سُنکے ترا ہم ہین چال کے مشتاق
ہزار رم جو کرے گا نہ اُسکو چھوڑینگے / وہ اہلِ دید جو ہین اُس غزال کے مشتاق

ہمارے گھر مین تو عید اب کے سال آتی ہے
رہین نہ کس لیے شادان ہلال کی مشتاق

پھر بھلا معشوق ایسا کب لگے گا تیری ہاتھ | اپنے دلکو رکھہ ذرا اے یار تو داور طرف

یون طبیعت اپنی شادان دوڑتی ہی سوی یار
موج ہر دم آب مین رہتی ہے جون گوہر طرف

ہم تو اٹکے ہین صنم کی خوبی و جوہر طرف | جاے کعبے کو کوئی کوئی بُت و پتھر طرف
اپنے صاحب سے نہ رکھے کام جو بندہ نہین | اُسکو کہتے ہین سُہاگن جو کہ ہو شوہر طرف
مت کر ایسا کام جس سے ہووے رسوائی بڑی | طعن سب کرتے ہین ملکر کودکِ ابتر طرف
کُھل بلی پڑجاے لشکر مین عدو کے دفعتاً | شاہِ اسکندر جو دیکھے قہر سے لشکر طرف
منتظر رہتے ہین بندے اُسکے ہر دم رحم کے | کیا عجب آقا جو دیکھے لطف سے نوکر طرف
دلکو اپنے ہم کرین گے جان سے تم پر نثار | لطف سے اپنے کبھو دیکھو ہماری گر طرف

ہے یہ شادان منتظر رکھتا ہے ہر دم آرزو
جھانک کر ٹک دیکھ لے اے نازنین اِس طرف

تیرے آنے پہ شام ہے موقوف | تجھہ پہ ماہِ تمام ہے موقوف
تیرے ملنے پہ عید ہے میری | ورنہ عیدِ صیام ہے موقوف
تیری رفتارِ ناز کے آگے | سرو کا بھی خرام ہے موقوف

نکلا جو سیر کو تو ہوے کوہسار باغ
شرمندہ روے یار سے ہین سبزہ زار باغ

جاتا ہے جب چمن مین گُل اندام سیر کو
بھر بھر طبق گلون کے کرے ہی نثار باغ

سرسبز سرو سے ہے تو نازک ہی پھول سے
اُس گلبدن کو دیکھ ہوا شرمسار باغ

لالہ جو ہے چمن مین کئی رنگ سی کھلا
آئی ہے کیا بسنت کہ دے ہی بہار باغ

بے پھل درخت ہو تو کسی کام کا نہین
پھلتا ہے وہ جہان مین جو ہو باردار باغ

شادان نگاہِ یار کی تاثیر دیکھیے
چارون طرف نگاہ سے اُسکی ہین چار باغ

ردیفِ فاے معجمہ

آنکھڑیان لڑتی نہین ہرگز ہماری ہر طرف
یار کے بن ہم یہ کہتے ہین تکلف برطرف

کیا عجب ہے اپنے دلکی تو اگر لیوے خبر
ہر مسافر بھول کر آتا ہے اپنے گھر کی طرف

فرش آنکھون کو کرینگے آپکے زیرِ قدم
پاؤن گر آ کر رکھو گے تم ہمارے سر طرف

ساقیا مت کر تغافل دے ہمین بھر کر جام
مَیل رکھتے ہین سدا ہم شیشہ و ساغر طرف

اپنی آنکھو مین کوئی صورت نہین بھرتی ہے اب
آنکھ اس ڈھب سے ہماری لگ گئی دلبر طرف

جسگھڑی شاہِ سکندر کی ہوئی سالگرہ | سُبھ گھڑی تھی کہ ہوے سب پہ عنایات شروع

شادمانی کی ہے اس فصل عجب کچھ تاثیر | پھوٹنے شاخ سے گُل لیکے ہوی بات شروع

جسنے کانون سے سُنا ہنسنے لگا گل کی طرح | روز تھا نیک جو شادی کی ہوئی بات شروع

نہین اپنے مین سماتا ہے خوشی سے شادان
آج سے شاہ کی شادی ہوئی دن رات شروع

تھی فیضیاب کسکے رخِ جلوہ گر سے شمع | گذری جو مثلِ برق چمک کر نظر سے شمع

ہوتا ہے جسکو دیکھ کے مہتاب پردہ پوش | آتی ہے اپنی بزم مین کس کروفر سے شمع

ہوتے ہین اسکے نور سے پُر نور بام و دَر | یون رات کو وہ نکلے ہی جیسے کہ گھر سے شمع

چمکا دیا ہے کس نے اسے اپنے نور سے | روشن ہے چار چند جو شمس و قمر سے شمع

پروانہ گرچہ ہیگا نثار اُسکے حُسن پہ | خود بھی نثار ہوتی ہے پروانے پر سے شمع

کیا شوخ تھی شبیہِ خیالی بھی یار کی | آنکھون سے یون نکل گئی جیسے کہ در سے شمع

شادان نے کو جو شمع کی دیکھی تو یون کہا | لو اپنے سر پہ ہے یہ لیے تاج زر سے شمع

ردیفِ غین معجمہ

ردیفِ ظاے معجمہ

مجھکو رہتا ہے شب و روز ترا یار لحاظ
تجھکو بھی چاہیے میرا رہے اکبار لحاظ

گرچہ قربان کرون دل تو نہین بات کوئی
ہون مین قربان کہ رکھتا ہے وہ دلدار لحاظ

بے لحاظی نہین انسان کو ہرگز لائق
ساتھ عشاق کے زیبا ہے مرے یار لحاظ

کل کی شوخی تری اے شوخ کھٹکتی ہیگی
رکھیو ٹک آج مری جان بہ گفتار لحاظ

آدمیت جسے کہتے ہین یہی معنی ہین
چاہیے رکھے بہ گفتار و بکردار لحاظ

آئنہ جیسے دورُو ہووے نرکھہ دل اپنا
ہے وہی دوست جو رکھے پسِ دیوار لحاظ

عشق رکھتا ہے ترے ساتھ جو شادان ہر دم
تجھسے اسواسطے رکھتا ہے وہ بسیار لحاظ

ردیفِ عین مہملہ

فضل سے حق کے ہوئی آج سے برسات شروع
ابر نے حکم سے اُسکے کیے قطرات شروع

کوس شادی کا بجاتا ہے فلک پر بادل
ایکدن شادی و برسات ہوئی سات شروع

دوستون سے ہے محبت ہر کسیکو خلق مین / مرد وہ ہے جو کیا کرتا ہے با اغیار فیض
فیضِ اسکندر کہون کیا ابر سا چھایا ہے یون / جسطرح دریا کو بخشے ابر گوہر بار فیض
تذکرہ رہتا ہے حافظ سعدیِ شیراز کا / رات دن باقی ہین یان اشعار کی حضّار فیض
مانگیے شادان خدا سے ہر گھڑی دیویگا وہ / تا کہ اپنے ہاتھ سے ہو خلق پر ہر بار فیض

ردیفِ طاے مہملہ

دل سے کب کرتے ہین ایدل دیکھ خوبان اختلاط / اُنسے کرتا ہے بھلا کیون اتنے نادان اختلاط
میرے رونے پر ہنسی آتی ہے اُسکو اسطرح / ابر سے کرتی ہے جیسے برقِ خندان اختلاط
راز عاشق کا نہین پاتے ہین منکر اور نکیر / دل ہی دل مین کرتے ہین عاشق بجان اختلاط
دستِ عاشق دامنِ معشوق سے کب ہے جدا / کہتے ہین رکھتے ہین باہم دست و دامان اختلاط
دیکھ تو ہے میرے تیرے کسطرح کی دوستی / شاذ و نادر بات ہے ہووے جو یکسان اختلاط
تو ہمارے روبرو سے دُور ہو جا اے رقیب / ہمسے اور اُس مہ جبین سے ہی دو چندان اختلاط
کسطرح سے رات سے آغوش مین ہی وا چھوڑے / اپنے ہم معشوق سے رکھتے ہین شادان اختلاط

ردیفِ صادِ مہملہ

سدا رہے گا ہمارا تو یار سے اخلاص
ہمیشہ وہ ہی بنا ہیگا پیار سے اخلاص

لگن لگی ہے ہماری تو ایک دلبر سے
رہے رہے نہ رہے اب ہزار سے اخلاص

ملک خصال ہو تو بیٹھ نیک صحبت مین
نکر کبھو تو دوانے حمار سے اخلاص

بہارِ حسنِ صنم پر فدا ہوے جب سے
نہین رہا ہمین باغ و بہار سے اخلاص

تمہارے ہجر مین سیماب وار ہے بیتاب
کبھو تو کیجیے اس بیقرار سے اخلاص

وہی ہی رشکِ پری دل اُسی پہ ہے مفتون
ہمیشہ ہمکو ہے جس گلعذار سے اخلاص

ہلا ہلا کے صنم لیگیا ہے دل اُسکا
رکھو ہے اسلیے شادان نگار سے اخلاص

ردیفِ ضادِ معجمہ

وصف مین آتا نہین جو تجھسے ہوے یار فیض
آدمی کی کیا کہون جاری ہے تا کہسار فیض

فیض ہووے ہاتھ سے جاری تو ہے فضلِ خدا
فیض کہتے ہین اُسے ہووے اگر بسیار فیض

اے دوانی تو بھی اپنے یار پر ہو مبتلا
جیسے تھی مجنون کو اپنے ماہ پیکر کی تلاش

بے تری تائید کے ملتا ہے یہ رتبہ کسے
ہر گدا رکھتا ہے دل مین گرچہ افسر کی تلاش

اُسکے در کے فیض سے دونون جہان ہین بہرہ مند
در تو تیرا ایک ہے مت کر تو در در کی تلاش

اِسلیے ہے ڈھونڈتا گو گرد احمر ہے کہان
کیمیا گر کو ہمیشہ رہتی ہے زر کی تلاش

دل سے ہووے جو فدا صاحب کا دولت خواہ ہو
رکھے ہے صاحب ہمیشہ ایسی نوکر کی تلاش

ساقیا کہتا ہے **شادان** اب ٹھہری دیر کی
آ چکا دلبر بغل مین اب ہے ساغر کی تلاش

کب کر سکتا ہے پیش یار آہنگ روش؟
آوے اُس بے ڈھنگ کو کسطرح یہ رنگ روش

جسکی پامالی سے جبکو چین اب ہووے ذرا
دلکو اپنے کیجیے اُس دلدار کا سنگ روش

آج وہ رشک چمن آتا ہے سیر باغ کو
ڈالیو معمار تک تو خوشنما رنگ روش

ہے وہی عاشق کہ جو بدلے نہ اپنے رنگ سے
عاشقون مین ہے بدل جانا بہت ننگ روش

نشہ ہووے جسکے پینے سے خدا کی یاد کا
ہے فقیرون مین صدایون یہ جیسے بنگ روش

گرچہ سب پینگے سپاہی لیک مشکل کسب ہے
کہتے ہین اُسکو سپاہی جانے جو جنگ روش
(ترکیب مقلوب)

کیا حنا کا رنگ ہے **شادان** کہو سچ سچ ذرا
اُس نگارین پاؤن سے ہوتا ہے نیرنگ روش

اسقدر اب اُس سے رہتی ہو مری یاد کہ بس
روز و شب ایسا ہی رہتا ہی یہ دل شاد کہ بس

جسطرف دیکھیے صورت ہو وہی آنکھون مین
ایسا نظرون مین سمایا وہ پریزاد کہ بس

قدرت اللہ کی اے یار نظر آتی ہے
دیکھ[۵] تصویر تری یون کہا بہزاد کہ بس

جسنے دیکھا اُسے وہ صورتِ تصویر ہوا
تیرا قامت ہے عجب غیرتِ شمشاد کہ بس

کب تلک کوہکنی تیشہ سے اب کیجے گا
بولی فرہاد سے یہ قسمتِ فرہاد کہ بس

جب تلک شمس و قمر ہین یہ جہان مین روشن
حیدر آباد رہے اسقدر آباد کہ بس

کب ہے پرواہ[۵] کسی شخص کی اُنکے دلمین
یاد رکھتے ہین تری وہ جو ہین آزاد کہ بس

گرچہ ہے خلق ہر اک رنگ کی لیکن تجھسا
ہووے ہی شخص ہزارون مین ہی ایک آد کہ بس

جب سے دیکھا ہی تجھے دل سے فدا ہی شادان
زور ہے یار ترا حُسنِ خداداد کہ بس

۵ یعنی دیکھ کر۔
۵ پرواہ ہاے ہوز کے ساتھ اُس کے کا استعمال ہے۔ اب صرف پروا کہتے ہین ۱۲

ردیفِ شین معجمہ

رہتی ہے عاشق کو ایسی دلبر کی تلاش
جسطرح سے جوہری کرتا ہی جوہر کی تلاش

چھانتا ہون خاک عالم کی تلاشِ یار مین
جیسے ہو غواص کو دریا مین گوہر کی تلاش

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز
کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

چاہتے تھے ہم اُسے ٹک ہی نظر بھر دیکھین
پر میسر نہوا ہمکو وہ دیدار ہنوز

دل یہی چاہے ہے ہر دم کہ اُٹھاؤن اُسکو
خواب راحت سے ہوا وہ نہین بیدار ہنوز

ساقیا جام بھلا دیجو نہ اب اور اُسے
جھومتا آتا ہے وہ نشۂ مین سرشار ہنوز

پردہ غفلت کا گر آنکھ مین چھایا ہے تری
تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہُشیار ہنوز

شکر ہے خوب کٹی آج خوشی سی شادان
شب سے ہے میری بغل مین جو وہ دلدار ہنوز

ردیف سین مہملہ

جیسے کہ ڈھونڈتے ہو تم وہ ہی تمہاری[۱] پاس
تمہارے پاس جو ہے ہے وہی ہماری پاس

ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات
اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

غزال چشم نہ رم کر غزال کے مانند
ترے فراق مین کٹتی نہین اب آرے پاس

تمام رات جدائی مین اُسکی گزرے تھی
ہزار ناز سے یار آیا ہے ہمارے پاس

ہو جیسے فوج مین سردار خوشنما شادان
بھلے ہی لگتے ہین اُس ماہ کی ستاری پاس

[۱] تمہارے ہمارے کا قافیہ اب شعر مطلع مین لانے سے پرہیز کرتے ہین اس لیے کہ اصلیت تم اور ہم ہی ہے آگے ایسی باتونکا لحاظ نہین کیا جاتا تھا۔ ۱۲

حیرت ہے اسی بات پہ کیا ہے یہ تماشا
کرتی ہین اثر شخصِ اثردار کی باتین

لڑتی ہے بہم جنگ مین شمشیر سے شمشیر
بخشے ہے سخن صاحبِ تاثیر سے تاثیر

پارس جو ملے لوہے سے کیا بات ہے شاداں
مس ہووے ہے اک لمحہ مین اکسیر سے اکسیر

آیا ہے صنم آج بہت دُور سے چل کر
پہچانتے ہین تجھکو کسی رنگ مین آئے

رہ جا تو یہین عیش مین مت جا کی خلل کر
سَو رنگ سے آتا ہے اگر رنگ بدل کر

دنیا تو عجب جا ہے تماشے کی جو دیکھو
اس راہ مین رکھیو تو بہت پاؤن سنبھلکر

مشاطہ کسی طور سے لا اُسکو مرے پاس
آتا ہی نہین شوخ گیا ہے جو مچل کر

صحبت ہے تنک ظرف کی یون کان سے سنلے
جون پانی نکل جا ہے پیالے سے اُبل کر

اک آن جدائی کو تری سہہ نہین سکتے
آتا ہے تو آج آنہ بس اب وعدۂ کل کر[له]

شاداں ہے کھڑا در پہ ترے واسطے کب سے
اکبار دکھا مکھڑے کو پردیسے نکل کر

له اضافت فارسی کی ہندی لفظ کے ساتھ قدما کے کلام مین پائی جاتی ہے پیمانۂ تنک کو مومن نے بھی ایسا چلین باندھا ہے اب ایسا جائز نہین ۱۲

ردیفِ زائے معجمہ

سلسلہ گوہر کا جون رشتے سے ہوتا ہی بہم / ناظم و ناثر غزلخوان ایک ترکش کی ہین تیر

دورِ اسکندر مین ہین ایسے سپاہی اور امیر
جسنے دیکھا بولا شادان ایک ترکش کی ہین تیر

کرتا ہے کیون جُدا دل اُس سے ملا ملا کر / ہر شام و ہر سحر تو شادان خدا خدا کر
کیا دیکھنا ہمارا بھاتا نہین ہے تجکو / کیون دیکھتا ہے ہمکو مکھڑا چھپا چھپا کر
اے شوخ ہم بھی تجکو ہر طرح دیکھتے ہین / بجلی سا کوندتا ہے جلوے دکھا دکھا کر
مشاطہ دیر مت کر لیجا پیام جلدی / روٹھا جو ہمسے ہے وہ لا تو منا منا کر
ہیگا وہ شوخ ایسا رکھتا نہین ہے پروا / بہلا تو اُسکو ہر دم باتین بنا بنا کر

اسواسطے کیا ہے تونے جو ہمکو شادان
رکھتے ہین دل مین اپنے تجکو رجھا رجھا کر

ہر روز فزون ہوتی ہے تحریر سے تحریر / بڑہتی ہے اگر کیجے تو تقریر سے تقریر
جو بات کرے اُسکو نہ تصویر کہین گے / کرتی ہے کہین بات بھی تصویر سے تصویر
ہر بات مین جاہل کی طرح کب ہین اُلجھتے / دانا تو بہم کرتے ہین تدبیر سے تدبیر
ہے خاک نشین کوئی کوئی تخت نشین ہے / ہوتی ہے مقابل کہین تقدیر سے تقدیر

جز بنائے در و دیوار کسی سے ہرگز
کام آتے ہین بہت اور نہ تھوڑے پتھر

کام وہ کیجیے شادان کہ بھلا ہو جس سے
فائدہ کچھ نہین گر کوئی جھنجوڑے پتھر

کیا عجب ہے ٹوٹ جائے دلکو قاتل دیکھ کر
رکھدے یہ آئینہ تو اُسکے مقابل دیکھ کر

نکتہ چین ہے اور وہ ہیگا زبس نازک مزاج
بات کرتا ہے اگر اُس ہی تو اے دل دیکھ کر

آتشین رخ پر سپند آسا ہے دل عشاق کا
جان سے قربان ہین رخسار کا تِل دیکھ کر

اُسکا ملنا گرچہ مشکل ہے مگر ممکن تو ہے
تو اُسے مت چھوڑ ہرگز یار مشکل دیکھ کر

اُسکا ملنا بس ثمر دیتا ہے تمکو دوستو
جا ملو اُس سے مگر جو ہو وے کامل دیکھ کر

دل نہ اُسکو دیجیے ہی ایک ہی وہ شوخ و شنگ
ریجھیے دلبر پہ کیا شکل و شمائل دیکھ کر

ہم تمہین کہتے ہین شادان دلربا کیسا ہی ہو
اُسکے مائل ہو تمہارا ہو جو مائل دیکھ کر

دود آہ و زلف پیچان ایک ترکش کے ہین تیر
خنجر و مژگان جانان ایک ترکش کے ہین تیر

دیکھہ تو اُسکو نگاہِ غور سے اے نوجوان
تن یہ مین ہر اک کے دل و جان ایک ترکش کے ہین تیر

وا چھڑے قربان بولا جسنے دیکھا بیگمان
جنگ مین پیر و جوانان ایک ترکش کے ہین تیر

گرچہ ہو فکر سے باہر تو نچھوڑ اے شادان
دھیان اللہ کا ہے فکر بشر سے باہر

سہل ہے بات کہ پہلے ہی نہ توڑے پتھر
ورنہ مشکل ہے کوئی توڑکے جوڑے پتھر

سنگدل ہے وہ صنم کیونکہ کرین نرم اُسے
ہاتھ پڑتا ہے کسیکا جو مروڑے پتھر

بات شیرین کی کسی نے جو سُنائی تجکو
کوہکن تو نے بھی آخر کو نچھوڑے پتھر

راہبر ہو تو تجھے تا سر منزل پہنچاے
راہ تو دُور ہے اور بیچ مین روڑے پتھر

نہین معلوم کہ انشا کے تئین کیا سُوجھی
قافیہ مین جو لے آیا ہے نگوڑے پتھر

تو بھی اک اور غزل کہدے خوشی سے شادان
گو کسی رنگ سے اُس نے تو نچھوڑے پتھر

لعل و یاقوت و زمرد کے ہین تھوڑے پتھر؟
کیا ہی صانع نے یہ صنعت کی ہین جوڑے پتھر

دانت ٹوٹینگے اُسی کے نہ مزہ پائیگا
اُستخوان جانکے کُتّا جو بھنبوڑے پتھر

کوشش انسانکو ہر ایسی ہی کرنی لازم
چشمۂ آب نکل آئے جو پھوڑے پتھر

کام رستم کا کرے جو اُسے رستم کہیے
وہ زبردست ہے جو ہاتھ سے توڑے پتھر

پہلوانی کی جو ہے داد وہ دی ہے تو نے
سُنتے ہین آچکے دن خوب مروڑے پتھر

جواب اُسکا یہ آیا ہمنے بھیجا اُسکو جب کاغذ
ہم اُسکو چاک کر ڈالین گے آئیگا جواب کاغذ

مگر وہ جانتا ہے یہ ہم اُسپر دل سے مفتون ہین
نہین معشوق ہمکو بھیجتا ہے بے سبب کاغذ

ہوا ہے جسکے آنے سے مرے دلکو سرور ایسا
مرا دل جانتا ہے یہ کہ آیا ہے عجب کاغذ

کبھو تو اسطرف دیکھے نگاہِ مہر سے مہرو
اُسے لکھتا ہون اپنے حال کا مین بترتیب کاغذ

کہا قاصد نے یون ہمسے کہ وہ معشوق آتا ہی
ہمارے پاس لایا ہی بصد عیش و طرب کاغذ

کبھو تو ہو کے شادان آملیگا پیارسی جانان
نہین کچھ کم کیا بھیجا ہے اُسکو سب کاغذ

ردیفِ راے مہملہ

مہر نکلا جو گریبانِ سحر سے باہر
لوگ سمجھے کہ وہ مہرو ہوا گھر سے باہر

فرشِ رہ دیدۂ بینا کو کرین ہین عشاق
پاؤن رکھتا ہے صنم اپنے جو در سے باہر

جیسے دریا ہے کہ ہو موج نہ باہر اُس سے
کب بھلا موج گہر ہووے گُہر سے باہر

مردمک چشم سے ہوتی ہے جُدا کب دیکھو
ہے وہ آنکھون مین نہین اپنی نظر سی باہر

جو بشر ہوتا ہے مقبولِ الٰہی یارو
نہین ہوتی ہے دعا اُسکی اثر سے باہر

مرے اسرار ایسے ہین نہفتہ | کہ جون پتھر مین رہتا ہے شرر بند
وہ ہیگا سب مین اور سب سے نرالا | رکھے کیا کوئی اُسکو کرکے دربند
یہی ہے راہ ملنے کی خدا سے | بجز مرشد نہ ہو راہِ خطر بند

مثال اُسکی مین دُون کسطرح شاوان
بری ہے اس سے گر کہیے جگر بند

ہمتو کرتے ہین دل سے تیری یاد | ملکے جلدی سے دے ہماری داد
دیر مت کر تو ہم سے ملنے مین | تجھ سے کرتے ہین ہم یہی فریاد
جو گرفتارِ دامِ زلف ہوے | کہین عاشق وہ ہوتے ہین آزاد
یاد کر تو مدام دلبر کی | کہہ گیا مجھ سے ہے یہی اُستاد
دیکھ[ل] تصویر آئینہ رو کی | ہین تحیّر مین مانی و بہزاد
ق اے مرے بادشاہ اسکندر | تیری دولت سدا رہے آباد
کیون نہ مداح ہو ترا دل سے | کہ بدولت تری ہے شادان شاد

[ل] یعنی دیکھکر ۱۲

ردیفِ ذال معجمہ

ردیفِ خاے معجمہ

کہین رہے پہ ہماری نظر مین ہے وہ شوخ
بسانِ مردمک آنکھون کے گھر مین ہی وہ شوخ

رہے ہے بحر مین جُون موج اور موج مین بحر
سمجھ نہ اُسکو جدا بحر و بر مین ہے وہ شوخ

جو ہووے دیدۂ بینا تو جو ہری پر سے
کہ موج مارتا آبِ گہر مین ہے وہ شوخ

کہا ہے مرشدِ کامل سے نے گوشِ دل مین مرے
تو ڈھونڈتا ہے کہان اس نگر مین ہی وہ شوخ

بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا ہے
نہ ڈھونڈ اُسکو کہ تیرے ہی بر مین ہی وہ شوخ

ہو جیسی پرتوِ خورشید جلوہ گر ہر جا
ہر ایک گھر مین ہر اک رہگذر مین ہی وہ شوخ

کہے ہے دل سے یہ شادان عجب تماشا ہی
تو دیکھ اُسکو کہ شمس و قمر مین ہے وہ شوخ

ردیفِ دال مہملہ

کیا عاشق کو تو نے یون نظر بند
کہ جُون آنکھون مین ہوتی ہی نظر بند

نظر آتا ہے جیسے موے باریک
کمر مین اے میان تیری کمر بند

جسوقت گلبدن کی خبر آتی ہے مجھے
پھولا نہین سماتا ہون مین پیرہن کی بیچ

ملتا ہے گلعذار گلے ہمسے جس گھڑی
آتی ہے بو گلاب کی اپنے بدن کی بیچ

کہنی جو آے بات کرامات ہے وہی
کیا لطف ہے کہ جان نہو وی سخن کی بیچ

جسکا ہے نام شام سے لے روم تا عجم
ایسا ہے بادشاہ ہمارا دکن کی بیچ

شادان ہر ایک ملک سے آتی ہی خلق یان
ہے کسطرحکی سیر ہمارے وطن کی بیچ

ردیفِ حاے حطی

آتا ہے یار بزم مین مخمور بے طرح
دل اُسکو دیکھکہ[۵] ہوتا ہے مسرور بے طرح

ارض و سما مین جلوہ ہے اُس یار کا بھرا
نام اُسکا کیا جہان مین ہے مشہور بے طرح

جائے غرور کب ہے وہان عجز کا ہے کام
تو عجز کر کہ یار ہے مغرور بے طرح

جو بوالہوس ہے اُسکو مزا عشق کا نہین
عشاق تیرے عشق مین ہین چور بے طرح

نزدیک چاہتا ہون اُسے جانسے رہے
لیکن رہے ہے یار مرا دور بے طرح

شادان خوشی مین آجکی شب انتظار کر
بن ٹھن کے یار آئیگا جون حور بے طرح

[۵] یعنی دیکھ کر ۱۲

میان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان
پڑا ہے رشتہ محبت کا جون گھر مین آج

ردیفِ جیمِ فارسی

کہتا ہون تجھے جان لے یہ بات مری سچ
صحبت سے بُرے شخص کی اے یار تو چل بچ

لالچ ہے بُری چیز خبردار ہو نادان
جان اپنی گنواتی ہے مگس میٹھے کے لالچ

بیرنگ نہو رنگ مین دلدار کے مل جا
جو رنگ رچا ئے وہ اُسی رنگ مین تو رچ

کیونکر نہ کہے لطف کہ خلقت کو بنایا
ہر بات مین ہے لطف اُسے بات کی ہر تچ

کچّی جو بنا ہو کسی دیوار کی اے یار
مضبوط کہین ہوتی ہے سو بار گرے گچ

سودا نے تو بیفائدہ انسان کو کھلائی
گھوڑے کو سزاوار ہے گر دیجیے کرنچ

کہتا ہے گل اپنے سے کہ چل سیر کو شادان
بو غنچے مین تو دیکھہ بھری ہیگی محچامچ

جو پھولتا ہے پھول خوشی سے چمن کے بیچ
آتی نہین ہے اُسکی تمنا کچھ دہن کے بیچ

پروانہ وار کرتے ہین عاشق نثار دل
آتا ہے شمع رو جو مرا انجمن کے بیچ

ایمان دیا جان بھی دی کیون ہون ممنون / انسان ہوے ہم ترے احسانکے باعث
انسان کو جان اپنی بہت پیاری ہی لیکن / کرتے ہین فدا جان کو بھی نانکے باعث
ہنگامہ قیامت کا جو ہر سمت بپا ہے / ہے فتنہ اُسی نرگسِ فتانکے باعث
آہو کی طرح آ گئے سب دام مین اُنکے / صیاد بنے زلفِ پریشانکے باعث
شادان اب اُسے دیکھ کے کیونکر نہو خندان / ہے غنچہ شگفتہ لبِ خندانکے باعث

ردیفِ جیم عربی

مچی ہے دہوم یہ ہولی کی اپنے گھر مین آج / نہین جدا ہے صنم بھی ہمارے بر مین آج
نہین ہے ایسا کھلاڑی جگت مین ہولی کا / پڑا ہے شُہرہ مہاراج کا نگر مین آج
ٹھٹول ہو رہی ہے ہر طرف جھگڑے سے / جو رقص ہولی کا ہوتا ہے ہر ڈگر مین آج
اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے / اُسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج
برنگِ برق اگرچہ نہین قرار اُسے / کہان وہ جاے گا آیا ہے جو نظر مین آج
سراپا اُسکو کہون کیون نہ حور سے بہتر / دوپٹہ باندہے ہے پُر زر جو وہ کمر مین آج

دولت کے خزائن ہین نعمت سے بھرا گھر ہے
شادان ہے سدا شاکر دی اُسنے جو یہ ثروت

ردیفِ تاے ہندی

خواب مین دیکھا جو گلرو کو گئی نیند اُچیٹ
نہ ملا صبحکو کی لاکھہ طرح کی کھٹ پٹ

جسنے دیکھا سو کہا زور[ل] تماشا ہے یہ
بازی سوزنگ سے ہی کھیل رہا واہ رے نٹ

سیر کو جاوے ہے جب سروِ خرامان میرا
غنچے بھی پیار سے لیتے ہین بلائین چٹ چٹ

چاند پر ابر جو آوے تو برا لگتا ہے
ہمنے دیکھا جو اُسے اُسنے لیا کیون گھونگھٹ

جب ادا سے وہ اُٹھا ہمنے کیا دل صدقے
کب سے کہتے تھے اُسے جان مری لے کروٹ

ل زور خوب کی جگہ قدما کہتے تھے ۱۲

دیر کرنے کی نہین جا ہے تو دیر نکر
کیون لپٹتا نہین معشوق سے شادان جھٹ پٹ

ردیفِ تاے مثلثہ

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث
ایمان ملا اُسکو یہ قرآن کے باعث

سمجھا جو بتجھے اُسنے سزا وارِ محبت
کرتا ہے ترے ساتھ وہ اقرارِ محبت

ہر شخص ہے اُس غیرتِ یوسف کا خریدار
ہے خوب کھُلا آج یہ بازارِ محبت

ساقی سنے تجھے جامِ حقیقت جو پلایا
دل تیرا ہوا اسلیے سرشارِ محبت

ہے کام یہان عاشقِ صادق کا وگرنہ
اُٹھتا ہے کسی سے یہ بھلا بارِ محبت

اس بات کو رکھہ باندھ کے تو دل کی گرہ مین
کیجو[۱] نہ کبھو فاش یہ اسرارِ محبت

یہ جان لے خاطر ہے بہت یار کی نازک
رکھیو نہ ذرا دل مین تو پندارِ محبت

رکھتا ہے وہ شادان کی طرف چشمِ عنایت
کچھ خوب نظر آوین ہین آثارِ محبت

قطرے کو اگر دیکھو دریا سے ہی کیا نسبت
خالق ہے وہ خلقت کا اُسکی ہی یہ سب خلقت

خورشید ہے سجدے مین یہ دیکھ[۲] تری رفعت
کیا شان تری کہیے اللہ رے تری شوکت

اپنے مین اگر دیکھو سب عکس نمایان ہین
واحد کو ہزارون مین جان ایک یہ ہی وحدت

کیونکر نہ اُسے رکھین جون مردمکِ دیدہ
معشوق سے اپنے ہی ہکو تو بہت الفت

ہو کشت یہ خلقت کی سرسبز شتابی سے
اے ابرِ کرم ایسی ہو جاے تری رحمت

داتا ہے تو ہی سبکا ہر اک ہے ترا منگتا
کرتا ہے وہی بخشش دی تونے جسے ہمت

۱؎ رکھیو بیٹھیو پہنچیو وغیرہ کا استعمال قدما مین بکثرت رہا ہے
ابرو کو کہا جاتا ہے ۱۲

۲؎ یعنی دیکھکر ۱۲

صنم کے وصل مین کیسی کٹی ہماری رات
بھلا بتائے تو ایسی کوئی پیاری[٥] رات

ملیگا کب تو گلے دل بہت تڑپتا ہے
بس انتظار مین تیرے کٹی ہے ساری رات

صنم تھا ہم تھے بہم دَور تھا پیالے کا
مزے مین عیش مین کل ہمنے یون گزاری رات

قرار آے ہمین ٹک تو آن مل ہم سے
رہی ہے تیری جدائی سے بیقراری رات

ملے ہین ایسے کہ ہرگز جُدا نہین ہوتے
کہان ہے فرق ہماری ہے یا تمہاری رات

ہمین یقین ہے اُسکے پیار[٥٢] کرنے سے
ملیگا آتے ہی شادان سر اپکے باری رات

عاشق جو ہوا دل سے گرفتارِ محبت
آنکھون مین بندھا اُسکی عجب تارِ محبت

رکھتا ہے صنم اُسکو سدا چشم کے اندر
ہو جاے ہے دل سے جو خریدارِ محبت

جائز ہے کہین دیکھ تو اقرار پہ انکار
کرتا ہے تو کیون ہم سے اب انکارِ محبت

ہو جاے پسند اُسکو کبھو بات ہماری
ہر طرح سے ہم کرتے ہین اظہارِ محبت

کہتے ہین برہمن نے جو کی بت کی پرستش
رکھتا ہے گلے اپنے مین زنارِ محبت

شادان تو سُنا یار کو اک مطلعِ رنگین
گر آج کرے تجھسے وہ گفتارِ محبت

[٥] پیارا بروزن فعلن مستعمل ہے مگر اسمین بروزن فعولن آیا ہے اُسوقت ایسا ہی کہتے تھے ۱۲

[٥٢] پیار کا استعمال بھی اسی طرح ہوا ہے جیسا اوپر ظاہر کیا گیا اب پیار بروزن یار مستعمل ہے ۱۲

ہوتا ہے سرور سو طرح کا
سونگ کی لذتین ملین ہین

طے ہوتے ہین سارے مرحلے جب
رہتے ہین صنم سے مشتغلے جب

ہوتی ہین ہزار عیدین اُسدن
شادان اُس سے ملے گلے جب

ردیف تاے فوقانی

کیا خوشی[۱] ساتہ کٹی ہیگی تمام آجکی رات
ماہ دیکھا تھا جو اپنا لب بام آجکی رات

دل مین اُسکے ہے مگر جلے ہماری یارو
اس خوشی سے جو لیا اُسنے سلام آجکی رات

خوش خرامی پہ تری کبک نہ کیون صدقے ہو
لُوٹ عُشاق گئے دیکھ[۲] خرام آجکی رات

جانے ہر گز نہ تجھے دونگا تو مت جا پیارے
کر تو اے یار مرے گھر مین مقام آجکی رات

باتین کر کے تجھے سونگ سی بہلاتے ہین
روٹھ مت کچھ تو کر اے یار کلام آجکی رات

یار آئے گا مرا صبح کے ہوتے ہر بین
کیا خوشی کا یہ دیا پیک پیام آجکی رات

مضطرب تو نہو شادان کہ تجھے ہے یہ نوید
ماہ رو آوے ہے تیرا سر شام آجکی رات

[۱] یعنی خوشی کے ساتھ۔ کے محذوف ہے ایسے محذوفات اُسوقت جائز ہین
جانے سے ۱۲
[۲] یعنی دیکھکر ۱۲

بھلا ہے جام کا کیا ذکر ہو سبو خالی
جو اِسکے نشہ مین آتی ہے یاد دلبر کی
کہان شرابِ حقیقی مین دُرد رہتی ہے
بہارِ عیش مین ساقی اگر لیے آے شراب
تو سچ یہ کہتا ہے ساقی نہین بھلے شراب
نہین ہے دُرد یہان لیے رہی صفاے شراب

نہین ہماتے ہین بھولے ہم آجکل **شادان**
گلاب پیتے ہین اُس گل سے ہم بجاے شراب

موج کب دریا مین ہو سکتی ہی محبوسِ حباب
گو اُسے پابند کیجے موج کی زنجیر سے
دیکھہ اے غافل نہین بحرِ جہان جاے قیام
جون[له] زمین و آسمان پیوند ہو سکتے نہین
چلتے پھرتے کر لیا کرتی ہی پابوسِ حباب
پر ہوا سے ٹوٹ ہی جاتی ہی فانوسِ حباب
کان رکھہ کر سُن یہ دیتا ہی صدا کوسِ حباب
کب بھلا پیوند ہو دریا کا ملبوسِ حباب

جسکا ہے مشتاق **شادان** اودھیگا منتظر
لاخبر اُس بحرِ خوبی کی تو جاسوسِ حباب

ہم یار کو دیکھنے چلے جب
کہتے ہین کرے ہے ذکر دلسے
آتی ہے تری ہی یاد ہمکو
صد چند خوشی ہوئی ملے جب
ہر برگ درخت پر ہلے جب
دلسے اُٹھتے ہین دلولے جب

[له] جون بمعنی مانند قدیم زبان ہے ۱۲

نخلِ دل ہو رہا ہے پژمردہ
آبِ رحمت سے لے کریم جلا

تجھسے کہتے ہین اے میان دانا
یار کے دل سے اپنے دلکو ملا

کیمیا گر سے کہدے لے شادان
کردے وہ دلکو میرے مس سے طلا

دوست اپنا جو ہم کو جانا تھا
ہمسے ملتے مین کیا بہانا تھا

جلوۂ حسن تیرا کیا کہیے
جسنے دیکھا وہ بس نشانا تھا

تیرے پروانہ سان جو گرد پھرے
شمعرو کچھ تو ہمنے جانا تھا

نازنین گرچہ ناز کرتے ہین
دیر کیون کی جو تجکو آنا تھا

ہم تو مشتاق دید تھے صاحب
اپنا منھ ہمسے کیون چھپایا تھا

شادمانی کی بات ہے شادان
تیرا مشتاق تیرا جانا تھا[1]

ردیفِ باے موحدہ

بہار آئی ہے اب دل مین ہی ہوای شراب
صنم کے ساتھ مزا ہی نہین سوائے شراب

[1] جانا بمعنی معشوق کلامِ سابق مین پایا جاتا ہے مگر اب جانان نون کے ساتھ لکھتے ہین ۱۲

بھلا کہان سے یہ سیکھے ہو دیر مین ملنا
یہ دیر ملنے کا دلپر عجب خروش رہا

کہان سے آئی تھی قدرت یہ میکشو اُس مین
پلاتا مے کے پیالے جو میفروش رہا

گئے وہ دن کہ وہ رہتا تھا صورت سیماب
ملا تھا رات کو شادان بہت خموش رہا

تقریر مین آتا نہین حُسن اُسکے بیان کا
برسین ہین گہر بات مین کیا وصف زبان کا

وہ راہ نہین ایسی جو ہر ایک کو ملجاے
گمراہ کہان ڈھونڈ سکے کھوج مکان کا

ساقی تو لے آبادۂ گلرنگ شتابی
سبزے کا عجب سیر ہے اور آب روان کا

گاہک ہے محبت کا اگر دل کی گرہ کھول
کچھ مفت تو سودا نہین یہ اونچی دکان کا

وہ سنگ سے بدتر ہے اُسے چوم کے چھوڑو
کس کام کا آئینہ صنم جسمین نہ جہانکا

پوشیدہ نہین یار ہے سب چیز مین ظاہر
ہے مجکو یقین دخل نہین وہم و گمان کا

شادان تجھے کہتے ہین بھلا بات یہ سچ بول
رہتا ہے گرفتار تو کس موے میان کا

یاد کرتے ہی آ کے ہمسے ملا
تہا گلہ پہلے اب رہا نہ گلا

تجھسے میرا سوال ہے یارب
عید آئی ہے کچھ تو خرچ دلا

مزہ وہ یاد ہو تمکو تو سچ کہو شادان
کہ رات یار سے بوس و کنار مین کیا تھا

کسیکے پڑکے گلے دل کو ہار ہو رہنا
بنے تو پھول بنے ورنہ خار ہو رہنا

بغیر یارِ حقیقی کسی سے کیا ہے غرض
اُسیکے عشق مین بے اختیار ہو رہنا

مثل ہے صبر ہے کُنجی فلاح کی یارو
نہین ہے وصفِ بشر بیقرار ہو رہنا

ہے اس سے بڑھکے کوئی بات جی مین تم سمجھو
نگار اپنے پہ دل سے نثار ہو رہنا

اگر وہ ہاتون مین آجاے تو نچھوڑینگے
ملاکے یار سے آنکھین دوچار ہو رہنا

ہے تجھسے میری نصیحت نہ بھولنا اِسکو
اُسی صنم کا سدا دل سے یار ہو رہنا

اُسیکے لطف سے تیرا جہان مین ای شادان
ہوا ہے نامِ خدا نامدار ہو رہنا

لپٹ[ے] صنم کے گلے سے عجب مین دوش رہا
نہ مجھ مین حال رہا اور نہ مجھ مین ہوش رہا

صنم کے ساتھ عجب طرحکا بندھا تھا سمان
تمام رات مین مصروفِ ناے و نوش رہا

سُنا نہ تمنے مرا دل کہان صنم نے رکھا
بجاے دُر یہ لٹکتا ہوا بگوش رہا

کیا تھا وعدہ نہ آیا تو کیا کہون تجھسے
تڑپتے رات کٹی اور دل مین جوش رہا

ے یعنی لپٹ کر ۱۲

شادان تو کہا سچ ہے مت جھوٹ اسے سمجھو
ہر گھٹ مین وہ رہتا ہے جبکا نہ مکان جانا

جو کہ نام حق نہ لیا بھلا وہ جیا تو کیا نہ جیا تو کیا
کہ جو کام تھا نہ کیا ذرا وہ کیا تو کیا نہ کیا تو کیا

وہ صنم نہووی جو بزم مین نہین بادہ پینے مین کیفیت
کہ بغیر یار کے جو پیا وہ پیا تو کیا نہ پیا تو کیا

وہ نگار خوش ہے عجب بھلی جو بروی یار لگی رہے
جو نظر کو اور طرف سیا وہ سیا تو کیا نہ سیا تو کیا

تو جو تخم نیکی کا بوے گا تو ثمر بھی ویسا ہی پائیگا
جو ثمر نہ کام کا ہو ذرا وہ لیا تو کیا نہ لیا تو کیا

یہ ہی قول شادان کا دوستو کہ خدا کی نام پہ دیجیو
جو سواے راہ خدا دیا وہ دیا تو کیا نہ دیا تو کیا

سواے لطف کے اسکے بہار مین کیا تھا
بجز پیالۂ کف بادہ خوار مین کیا تھا

ہزار نام لیے سنکے وا چھڑے بولا
خدا ہی جانے کہ دست نگار مین کیا تھا

سواے جام و صراحی و بادہ گلرنگ
کہو تو بادہ کشو لالہ زار مین کیا تھا

عجب ہی کیا ہے جو دل اپنا کر دیا صدقے
کہون مین کیا کہ ترے چاہ پیار مین کیا تھا

قرار اسنے کیا ہمکو تھی خوشی اسکی
دگرنہ یار کے قول و قرار مین کیا تھا

یہ جانتے ہین وہی جو کہ عشق رکھتے ہین
مزہ نہ تھا لطف تھا اور وصل یار مین کیا تھا

جسنے نہ اُسے جانا پہر اُسنے ہے کیا جانا — بس وہ ہی موحد ہے جو ایک خدا جانا
پڑتی نہین کل ہمکو مشکل ہے بہت تجہہ بن — مت کل کا تو وعدہ کر آنا ہے تو آج آنا
پہونچا ئے صبا تمکو پیغام ہمارا جب — وہ بات ہماری تم سنکر نہ اُڑا جانا
چھپتا ہے تو کیون ایشوخ اب ڈر تجہے کسکا ہی — آنکہین یہ ترستی ہین مُکہڑا تو دکھا جانا
قطرہ کہین دریا سے ہوتا ہے جدا یارو — وہ تم سے جدا کب ہے جو تم نے جدا جانا
بیکار یہ پردہ ہے ہرگز نہین چہپ سکتا — پوشیدہ ترا آنا پوشیدہ ترا جانا

شاعر یہ لگے کہنے تبدیلِ قوافی سے
اک اور غزل شادان تو ہمکو سنا جانا

جز کوچۂ جانان کے ہمکو ہے کہان جلنا — جسجا[ك] ہے وہ دلبر ہے ہر پہر کے وہان جلنا
بے نام و نشان ہے وہ کیا کوئی نشان جانے — ہر گہٹ مین وہ چھایا ہے اُسکا یہ نشان جانا
دلمین ہی صنم تیرا ڈہونڈے ہے تو کیون باہر — کیا بھول پڑی تجکو پتھر کو بتان[ك] جانا
ہوتا ہے یقین جسکو پھر اُسکو گمان کیسا — ہمکو ہے یقین اُسکا سب جسکو گمان جانا
اُسکے ہی کرم سے جب آنکہون سے اُٹھا پردہ — پردے مین نہان تہا وہ پر ہمنے عیان جانا
ڈر ہے تجہے اب کس کا آتا نہین کیون ظاہر — ہرگز نہ چھپیگا یہ تیرا تو نہان جانا

ك بغیر اضافت کے جانب سے کہنا قدیم استعمال ہے اب صرف جا کہتے ہیں یا جگہ ۱۲

ك بہت قدیم زبان ہے اب یون کہینگے بہت کو بت جانا ۱۲

دیوانے تھے ہم جسکے کیا کام کیا اُسنے
تسکین ہمین دینے کو بالطف ہمیش آیا

کیا خوب لڑائی ہے لڑنے کو بڑہین نظرین
جب سامنے آنکھون کے وہ عربدہ کیش آیا

قدرت ہے عجب اُسکی کہنے مین نہین آتی
کیا شہد سے آلودہ زنبور کا نیش آیا

کیا جذبِ محبت ہے اللہ کی قدرت ہے
معشوق لجاجت سے ہی بادلِ ریش آیا

ہمیش کی جگہ ہمیشہ اب نہین کہتے ۱۲

کیا کہیے کہ شادان ہے قسمت کا دہنی کیسا
تنہا وہ نہین آیا با دلبرِ خویش آیا

ہمکو جو تصور تھا اُس غنچہ دہن کا تھا
تھا ذوق اگر دل مین اُسکے ہی سخن کا تھا

آیا جو وہ گلشن مین پژمردہ ہوے سب گل
بلبل بھی پھڑکتے تھے یہ رنگ چمن کا تھا

رکھتے تھے قدم تیرے آنکھون پہ ہم اس خاطر
ناز اپنے تئین سارا تیرے ہی چلن کا تھا

تسبیح نہ گردانو منکا ہے پھرا اس کا
من جس سے نہ بھٹکے تھا من کا وہی منکا تھا

ہم اُسکے ہین اب عاشق جو یادِ صنم مین ہے
قیدی کبھی دل اپنا اُس چاہِ ذقن کا تھا

نکلا وہ سحر ہوتے گھر سے مرے دشمن کے
شب دیکھتے ہی جسکو ماتھا مرا ٹھنکا تھا

اب مثلِ سکندر ہے وہ شاہِ جہان شادان
آصف جو زمانے مین سلطان دکن کا تھا

سو رنگ سے یار جلوہ گر ہے — دیکھا دنیا مین اک تماشا
لاگی[1] ہے لگن جو یار کے ساتھ — کچھ کرتے ہین لوگ اتو چرچا
سمجھی ہین تمہاری ہمنے رمزین — جو تمنے کیا کیا وہ اچھا

شیرین دہنی کا ہے تری فیض
شادان ہے تری ثنا مین گویا

اکھڑا تو ذرا سے مجھے دکھا جا — مشتاق ترا ہون بر مین آ جا
ہو قطرۂ و بحر مین نہ دُوری — دلبر تو مثالِ ابر چھا جا
نیرنگیِ حُسن تا نظر آے — اک جام شراب کا پلا جا
رم کرتا ہے کیون مثالِ آہو — آنکھونکو جمال تو دکھا جا
سب لے تیرے یہ گھر اُجاڑ سا ہے — آ دل مین ہمارے تو سما جا
ہو ولولہ عشق کا دوبالا — افسانۂ یار ٹک سُنا جا

شادان کو لکھا ہے آج اُس نے
ہم روٹھے دین آنکر[2] منا جا

معشوق مرا شمکو کسطرح سے پیش آیا — جیسا کہ مین چاہا تھا اُس سے بھی وہ بیش آیا

[1] لاگی اب بجاے لگی بولتے ہین ۱۲

[2] آنکری کی جگہ آنکر اب تک بعض لوگ کہتے ہین مگر ثقاہت نے بالکل ترک کر دیا ہے ۱۲

ترے ہاتھون سہی پینے کا ہے مشتاق شادان
پلا مین منتظر ہون ساقیا بھر کر ایاغ اپنا

بھرا ہے مردمک مین نور کیا اک تیرے بانکا
پڑا خورشید مین بھی عکس ہے تیری ہی گالونکا

ہزارون لعل تیرے لعل لب پر کیجیے صدقے
نہوویے جوہری سے مول تیرے ایسی لالونکا

طراوت جسکے دیکھے سے نظر کر بیچ آجاوے
چمن مین دیکھنا کیا خوب ہیگا نونہالونکا

ذرا سی[1] بات مین حرف کدورت درمیان آوے
خیال اب رات دن ہے ایسے ہی نازک خیالونکا

زبان سے حرف نیکی کا یہ تسپر بھی نہین کہتے
اگرچہ کچھ نہین جاتا گرہ سے کہنے والونکا

جنھون نکے[2] دیکھنے سے مقصد دل اپنی برآوین
یہ دل مشتاق ہے اسطرح کے صاحب جمالونکا

غزل انداز ہر اُستاد پر شادان جو لکھتا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ ہے فیض اُنہین صاحب کمالونکا

سامان طرب ہے سب مہیا
پیارے مرے دیر مت کر آجا

گر شوق ہے تجھکو عاشقی کا
سن قصۂ یوسف و زلیخا

مجنون کا حال جسنے دیکھا
دیوانہ ہوا بعشق لیلےٰ

پیارے سب تجھے ہم جو چاہتے ہین
بس دل مین ہمارے مت کہین جا

[1] ذرا سی آگے استعمال کرتے تھے اب ذرا کہتے ہین ۱۲
[2] یہ قدیم زبان ہے اب اس جگہ جنکے بولتے ہین۔ البتہ نے کے ساتھ جنھون اور انھون اب بھی مستعمل ہے ۱۲

نہین مقدور مجکو ایک ساعت تیری ہجرانکا
کہ تو مالک ہے میری جان عاشق کے دل و جانکا

چمن مین بلبلون کا شور ہی غنچے چٹکتے ہین
خوش آتا ہے تماشا ساتھ گلرو کی گلستانکا

بیان مین کیا کرون اُسکی نگاہِ شوخ کا یارو
دریچے سے چُرا کر آنکھہ جب اُسنے ادہر جہانکا

پسٹ کر رات کو اُسنے جو دی تسکین مرے دلکو
زبان سے کیا کرون مین شکر اُسکی لطف و احسانکا

بچھایا دام ایسا ہے کہ دل ہر ایک پہنستا ہی
بیان کیا کیجیے اب لطف اُس زلفِ پریشانکا

نہین اُس سے جدائی لیک ظاہر ہے جدا اُس سے
جو پرتو ہے جہان مین دیکھ خورشیدِ درخشانکا

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
وہی ہی ظاہر و باطن مین صاحب ایک شادان کا

ہوا ابرِ کرم سے سبز اور سیر اب باغ اپنا
رہیگا تا قیامت خلق مین روشن چراغ اپنا

سوا اک ذکرِ جانان کے نہ چھیڑو غیر کا قصّہ
کوئی بات اور سہہ سکتا نہین نازک دماغ اپنا

تلاشِ یار مین اسطرح گُم در خود ہوا ہون مین
کہ اکثر ڈھونڈتا ہون مین نہین ملتا سُراغ اپنا

نہ مین کہتا تہا تو مت بیٹھ نافرمان کی صحبت مین
مٹا سکتا نہین اب صورتِ لالہ یہ داغ اپنا

ارے دل مین تجھے کہتا ہون دائم یادِ حق مین رہ
اگر اک آن مین جا ہے تو کرتا ہے فراغ اپنا

نظر بد مین لوگون کی سواری مین لگی ہیگی
تصدق کیون نہ اب کیجے عدو مانندِ داغ اپنا

آنکھون سے کے ڈور سے دیکھ کی پہچان ہم گئے
کرتے ہو بات اور طرح پی ہے بھنگ کیا

ہے انتظار کل سے تمہارا ہمین صنم
ملنے مین آج ہمسے تمہین ہے درنگ کیا

تیرے ہی رو سے ہی یہ صفا اور جلا اُسے
دیکھا نہین جو آئینہ بیٹھا ہے زنگ کیا

پایل کی اب جو اُسکی جھنک کان مین پڑی
آتا ہے آج یان وہ بتِ شوخ و شنگ کیا

شادان یہ پیشہ عشق کا ہیگا بہت کٹھن
جو عشق مین پھنسا ہوا اُسے نام و ننگ کیا

ڈالا ہے پیچ زلف سے کیسا کمند کا
کیا دام ہے مین کیا کہون اُس خود پسند کا

مشتاق تیرے بوسے کا ہون دے کبھو مجھے
آتا ہے کیا مزہ لبِ شیرین سے قند کا

ترٹپے ہے یون رقیب مری عاشقی کو دیکھ
ہوتا ہے جیسے سوختہ دانہ سپند کا

سلکِ گہر ہے تیری نصیحت مین کیا کہون
لکھون گا مین قصیدہ ترے وعظ و پند کا

عاشق کھڑے ہین سامنے مجرے کیواسطے
لیجے سلام دل سے کسی مستمند کا

شادان ترے گلے سے لپٹ کر سدا رہا
یہ کام تو کیا ہے بڑے ہوشمند کا

نہین رہتا ہی ہرگز ہوش یان دانا و نادان کا
ہوا ہی کیا ہی مفتون دل مرا اُس چشمِ فتان کا

یعنی دیکھ کر

گمنام رکھہ نہ حرف تو اب میرے نام پر
میرا جہان مین نام ہوا تیرا کیا گیا

وعدہ غلط سہی سبب مجھے تسکین تو ہوگئی
مطلب جو تھا تمام ہوا تیرا کیا گیا

اے نفس بندگی ہے مری شاق کیون تجھے
مین یار کا غلام ہوا تیرا کیا گیا

کھاتا ہے کیون حسود دل اپنے مین پیچ و تاب
وصلِ صنم مدام ہوا تیرا کیا گیا

فضلِ خدا کو دیکھ کے حاسد نہو ملول
شادانؔ جو شاد کام ہوا تیرا کیا گیا

ہوتا چلا ہے اُسپہ یہ عالم شباب کا
خیمہ تنا ہے آب پہ گویا حباب کا

ساقی جو ہووے یارِ حقیقی ترا مدام
پھر ہے تجھے حلال یہ پینا شراب کا

ہر وقت یاد آوے اگر بات ہے وہی
کیا خوب ہیگا وقت پہ دینا جواب کا

آتا نظر مین سبکی ہے ذرہ یہ اس سبب
چمکے ہے نور ذرہ پر اُس آفتاب کا

دام و درم ہزار نثار اُسپہ کیجیے
ہووے جو رہنما کوئی راہِ صواب کا

شادانؔ تمہارے کیونکہ نہووے وہ روبرو
پردہ ہی رخ سے اُٹھہ گیا اب تو حجاب کا

واعظ نے وعظ کا یہ نکالا ہے ڈھنگ کیا
بیرنگ جو سخن ہو بھلا اُس مین رنگ کیا

اپنے صنم کے رہیے گلے سے لپٹ مدام
یہ آرزو ہے شوق نہین عز و جاہ کا

بخشون گا لاکھ تنگِ جواہر رہِ خدا
ہووے نگار رہنما جو کوئی اُسکی راہ کا

دشمن کی دشمنی سے نہین کام کچھ ہمین
مذکور مت کرو کبھی اُس روسیاہ کا

ہر آن ہر زمان ہے تری یاد مین میان
شادان اُمیدوار ہے فضلِ الٰہ کا

لب تشنہ کام کیون نہ رہے تیری جام کا
ہمکو مزہ لگا ہے لبِ لعلِ فام کا

رنگین ہو کے آتا ہے ہولی کے رنگ مین
آنا ترا ہے اسکے عجب دھوم دھام کا

وہ عیش اسکے ہمنے منایا ہے وصل مین
ہوتا ہے ذکر خلق مین عیشِ دوام کا

لیلو میان سلام تم اُس عشقباز کا
جو منتظر کھڑا ہے تمہارے سلام کا

وہ چلبلا ہے دیکھ کے قاصد کو یہ کہا
سُننا ہمین پسند نہین ہے پیام کا

کرنا وفا تو اپنا سخن بھولنا نہین
وعدہ کیا ہے تو نے جواب ہمسے شام کا

یادِ صنم مین کیونکہ نہ شادان ہو روز و شب
چسکا پڑا ہے اُسکو تو شربِ مدام کا

ناصح وہ بت جو رام ہوا تیر لگ گیا
ق
اُس سے مرا پیام ہوا تیرا کیا گیا

یعنی لپٹ کر ۱۲
مت آگے مت
کا استعمال خلاف
فصحا نے ترک
کر دیا ہے ۱۲

کیا کیجیے بتاؤ بھلا جایئے کہان
اُسکے بغیر دل نہین لگتا کہین مرا

شادان مدام دل مین یہ رکھتا ہے آرزو
آکر ملے گلے سے نگارِ حسین مرا

گو اک زمانہ طالبِ دیر و حرم ہوا
پر دل ہمارا عاشقِ روے صنم ہوا

سو سو طرح سے بات بناؤ تو کچھ نہو
سب بات بن پڑے ہی جب اُسکا کرم ہوا

جو تخم بویئے تو نہووے وہ کم کبھی
جسنے دیا ہے راہِ خدا مین نہ کم ہوا

چھوٹا کوئی نہ اِس سے مگر ذاتِ اولیا
دامِ بلا جہان مین دام و درم ہوا

تیرے ہی دَور کا ہے یہ شاہِ دکن اثر
صحنِ چمن جہان مین باغِ ارم ہوا

دیکھا کبھی نہ چشمِ فلک نے بھی یہ جمال
ابروِ ہلال دیکھ کے مجرے کو خم ہوا

شادان یہ بات چھپکے نکہہ صاف صاف کہہ
عاشق جو اُس صنم پہ ہوا محترم ہوا

یون آنکھ مین ہے جلوہ کسی کی نگاہ کا
جیسے نہ ماہ سے ہو جدا نور ماہ کا

فرمان مین جسکے ہین فلک و ماہ و آفتاب
مین ہون غلام اُس شہِ انجم سپاہ کا

مین ہون غریب اور وہ ہے صاحبِ کرم
ہوتا ہے فرق جیسے گدا اور شاہ کا

گر تو عاشق ہے تو جسطرح سب بنے
محفلِ سروِ قبا پوشش مین آ

یاد رکھہ تجھسے کہے ہے شادان
اپنے سے تو نہ فراموشش مین آ

تیرے ہی یاد کرنے کی خاطر یہ دل بنا
دل سے جگر بھی اِسکے سبب متصل بنا

ہو ویگا دل سپند میرا اُسکو دیکھہ کر
نقاش اُس نگار کے چہرے پہ تل بنا

ہر چیز اپنی اصل سے ہوتی نہین جُدا
کوزہ اگر شکستہ ہوا گِل کا گِل بنا

کرتا نہین ہے بات صفائی کی سنگدل
سینہ یہ سخت ہیگا تراب جیسے سل بنا

شادان ہوئی مکین و مکان کی جو آرزو
دلبر بنا مکین مکان میرا دل بنا

آتا ہے کس ادا سے بتِ نازنین مرا
کرتا ہے مہر و مہ کو خجل مہ جبین مرا

مین اپنے دل پہ کندہ کیا جبسے تیرا نام
کیا نامور ہوا ہے جہان مین نگین مرا

اقرار کرکے اُس سے بدلتا نہین کبھو
کسطرح اُسکو قول نہووے یقین مرا

چھوڑون نہ اُسکو شام سے مین صبحدم تلک
پہلو مین آئے گر وہ بتِ دل نشین مرا

اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے
مین ڈھونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا

کیا کیا کام گل اندام نے کل مستی مین	ہاتھ مین شیشۂ مے لیکے جو پرجام کیا

مست کو اور بھی بدمست بنایا تو نے
عالمِ نشۂ مین **شادان** سے جو پیغام کیا

ذکر تیرا تھا یہان غیر کا مذکور نہ تھا	توہی تھا مدِ نظر دوسرا منظور نہ تھا
دیکھہ[1] محفل مین ہر اک آنکھہ جھپک جاتی تھی	تیرا ہی نور تھا وہ اور کوئی نور نہ تھا
دیکھہ کر آیۂ قرآن کو ہوئی آگاہی	ہم تو سمجھے تھے تجھے دور پہ[2] تو دور نہ تھا
انبیا ہون کہ ملک سب ہین یہان درماندہ	کرتے کیا حمد وثنا تیری کہ مقدور نہ تھا
مثل خورشید کے چھایا تھا اُسی کا جلوہ	کوئی جا ایسی نہین تھی کہ وہ مشہور نہ تھا
تو جو دستور نکالا سو وہی ہے دستور	وہ کیا تو ہی نے دستور جو دستور نہ تھا

چشمِ مخمور ہی بھاتی تھی تری **شادان** کو
مے نہ دی تو نے تو کیا نشۂ مین وہ چور نہ تھا

اپنے معشوق سے ہم جوش مین آ[3]	کب سے کہتے ہین کہ آغوش مین آ
پردۂ چشم اُٹھا دیکھہ ادھر	اتنا بیہوش نہ ہو ہوش مین آ
اپنے مطلب کی سبھی ای پیارے	بات کہتے ہین ترے گوش مین آ

[1] یعنی دیکھہ کر ۱۲
[2] پہ بمعنی لیکن کی جگہ پہ لیکن اُس وقت کا استعمال ہے اب متروک ہے ۱۲
[3] یعنی اگر ۱۲

یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان
صوفیون مین وہ اسی واسطے محسوب ہوا

عشق کا تجکو جو دعویٰ ہے تو میدان مین آ — اپنی بیگانہ روی چھوڑ کے پہچان مین آ
جہل اور عجب و تکبر تو نہین ہینگے بہلے — بن نہ حیوان ذرا خصلت انسان مین آ
چمنستان مین عجب رنگ کے گل پہولے ہین — سبزہ و سرو و سمن دیکھنے بستان مین آ
ساقی و مطرب و مے جام و سبو سب کچھ ہے — گلبدن نام ہے تیرا تو گلستان مین آ
پہول سے تو ہی سبک بلکہ صبا سے نازک — مین چھپا لون گا تجھے آ مرے دامان مین آ
چھپ کے آتا ہے صنم تیرا تجھے دون ہون نوید — کہہ گیا پیک صبا آج مرے کان مین آ

چاہتا ہے تجھے اور تجھپہ فدا ہوتا ہے
جانِ من دیر نہ کر مجلسِ شادان مین آ

کیا مزہ رات کو وہ شوخِ دلارام کیا — زلف کے دام سے اس دلکو مرے رام کیا
اسطرح دیر نہ ملنے مین کبھو کیجیے گا — وعدۂ صبح تھا کیون قصد سرِ شام کیا
یاد کرتے تھے تجھے دل سے نہ بہولین گے اسے — دل ہمارا جو لیا تو نے عجب کام کیا
اپنے عاشق کو جو اسطرح سے معشوق کہا — تو نے تو اپنے تئین مفت مین بدنام کیا

دہنِ زخم جو خندان نہوا تھا سو ہوا
اب تلک عشق نمایان نہوا تھا سو ہوا

آنکھ میری جو ترے ساتھ لگی رہتی ہے
بدگمان مجھسے ہر انسان نہوا تھا سو ہوا

لوگ کرتے ہین جو بدنام بھلا کرنے دے
تجھسے اور مجھسے مری جان نہوا تھا سو ہوا

آرزو مجکو اِسی دن کی جو تھی بر آئی
شوخ گھر مین مرے مہمان نہوا تھا سو ہوا

یار کے آنے کی تاثیر عجائب دیکھی
جو کبھو دشت گلستان نہوا تھا سو ہوا

دِل مرا لیکے جواب دلمین رکھا اپنے چھپا
تجھسے اے شمعِ شبستان نہوا تھا سو ہوا

عشق چھپتا ہی نہین لاکھ رکھو پردے مین
کبھی بدنام جو شادان نہوا تھا سو ہوا

اس جھگڑے سے مرے سامنے محبوب ہوا
جسکے آنے سے زمانے مین اک آشوب ہوا

چاہتا ہے جو مجھے سب سے زیادہ دل سے
اسی باعث سے وہ پیارا اب مجھے مرغوب ہوا

کب مرے عشق سے نسبت ہی میان مجنونکو
دیکھ[1] معشوق مرے عشق کو محجوب ہوا

آفرین اُسکو محبت کی بنا جس سے ہوئی
کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا

مین نہ کہتا تھا تمہین یار ادھر ٹک[2] دیکھو
ترچھی نظرون سے مجھے دیکھنا کیا خوب ہوا

شوق نے مجھسے کہا اُڑکے پہونچ اب تو بھی
لے[3] کبوتر جو روانہ مرا مکتوب ہوا

[1] یعنی دیکھکر ۱۲
[2] ٹک قدیم زبان ہے اب ذرا کہتے ہین ۱۲
[3] یعنی لیکر ۱۲

چین کسطرح سے ہو چھوڑ[1] بھلا در اپنا
بہول جاتا ہے مسافر بہی کہین گہر اپنا

ہین جدائی مین بہت گرچہ بکہیڑے یارو
دلکو ہوتی ہے خوشی جب ملے دلبر اپنا

خال اُس شوخ کے عارض کا ہوا دانۂ دام
دل پہنسا رہتا ہے اُس زلف مین اکثر اپنا

جو دل آزار ہمارا تہا زہے جذبۂ عشق
وہ دل آرام ہوا ابتو مقرر اپنا

ہم سمجھتے ہین تجھے پیر طریقت ای عشق
راہ بھولین نہ کبھی تو جو ہو رہبر اپنا

بے بہا دل ہے ترا مول کوئی کیا لیگا
رکھ چھپا مثلِ صدف سینے مین گوہر اپنا

دل مین اپنے تو سدا شاد رہا کر شادان
کیا تجھے خوف کہ ہے شاہِ سکندر اپنا

سب ہوے محو اُسے دیکھ[2] جدہر سے نکلا
تھے تعجب مین کہ یہ چاند کدہر سے نکلا

حسن اُسکا مین کہون یا کہ ملاحت اُسکی
پڑ گیا شور مرا یار جو گھر سے نکلا

کیا ہوا ہے وہ کہان ڈہونڈو تو کوئی اُسکو
ڈہونڈہتے پہرتے ہین ہم ہی وہ سحر سے نکلا

حسنِ اخلاق سے ہے قدرِ بشر دنیا مین
پہر گہر گیا ہے وہ جب آب[3] گہر سے نکلا

ہے خردمند وہی جو کہ ہنر کو سیکھے
بے ہنر صحبتِ اربابِ ہنر سے نکلا

ہے مسلم کہ نہین کہہ تو سمجھ کر شادان
نور اُس یار کا خورشید و قمر سے نکلا

[1] یعنی چھوڑ کر ۱۲
[2] یعنی دیکھکر ۱۲
[3] آب پانی کے معنی مین مذکر ہے مگر گہر کی آب مونث مستعمل ہے ۱۲

اب تجھے نفرت ہے مجھسے وہ زمانہ یاد ہی — ہاتھ میرا کاکل پیچان کا تیری شانہ تھا
ذکر پروانون کا کیا ہے جو حسین تھا بزم مین — شمع رو پر رات کو سو جان سے پروانہ تھا
رات کو کیا خوب گزری پیتے پیتے ہی ہمین — اسطرف مین اُس طرف وہ بیچ مین پیمانہ تھا
مزرعِ عقبےٰ جو دنیا کو کہا ہے ٹھیک ہے — بڑھ کے خرمن ہو گیا وہ جو یہان اک دانہ تھا
کیا محبت ہے ہمارے اور اُسکے دیکھیو — اُس سے ہم لپٹے ہوئے تھے وہ کبھی تنہا نہ تھا
مت کہو دیوانہ اُسکو مست ہو دیوانے تم — وہ بڑا فرزانہ تھا جو یار پر دیوانہ تھا

دیکھ[1] اُسکو اسطرح **شادان** نہوتا شاد کیون
شاہ میر التخت پر زیبندہ کیا شاہانہ تھا

ہے گلستان مین کہان کوئی غزلخوان ایسا — لکھ سکے کون کہ تو ہیگا[2] سخندان ایسا
ڈھونڈتا لاکھ پھرے مشعلِ مہ ہاتھ مین لے[3] — ہے کہان چرخ پہ خورشیدِ درخشان ایسا
شوخ ہے ناز بھرا حسن دوبالا اُسپر[4] — کوئی تبلائے بھلا طفلِ دبستان ایسا
حسنِ قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اُسکی — ہے گلستان مین بھلا سروِ خرامان ایسا
نہین دیکھا ہے کہین اور نہ سُنا ہی ہمنے — کیون نہ حیران رہین دیکھ کے جانان ایسا
اُسکی شوخی پہ نہ دل کیونکہ[5] تصدق ہوئے — شوخ و چالاک دکھادے کوئی **شادان** ایسا

[1] یعنی دیکھکر ۱۲
[2] ہیگا ہے کی بہت قدیم زبان ہے ۱۲
[3] یعنی لیکر ۱۲
[4] اُسپر کی جگہ اب اُسپہ کہتے ہین ۱۲
[5] کیونکر کی جگہ کیونکہ دہلی مین اب بھی بولتے ہین۔ مگر کلام داغ مین نہین ہے۔ اور ارباب لکھنؤ ہمیشہ سے اسکے تارک ہین ۱۲

کب زمین وآسمان تھے ہو کا اک میدان تھا
کُن کے فرمانے سے خالق کی عجب گھر بنگیا

ہو فقیری یا کہ شاہی سب ہین یہ قدرت کے کھیل
بوریا اک جا تو اک جا تخت و افسر بنگیا

اک نگاہِ عاشقان تاثیر رکھتی ہے عجب
جو ملا پارس سے آہن بس وہین زر بنگیا

دیکھ شادان اک نگاہ لطف کا کیا فیض ہے
جو کہ بدتر تھا سو اک لمحہ مین بہتر بنگیا

صبح کو جو کچھ وہ کہتا تھا سراسر لاف تھا
کیون نہ آیا رات کو گر دل مین ہمسے صاف تھا

کب نظر کرتا تھا غیرون پر وہ عاشق کی سوا
دیکھتا تھا مُنہ اُس آئینے مین جو شفاف تھا

کیون نہ مہر و ماہ اُسکے حُسن سے ہووین خجل
شُہرہ اُسکے حسن کا قاف سے تا قاف تھا

ہر کسی کو کس طرح معلوم ہو کھوٹا کھرا
جسنے پرکھا نقرۂ خالص کو وہ صرّاف تھا

یاد کرتے ہی اُسے پہلو مین پایا دوستو
جب نظر کی ہمنے وہ بت سربسر انصاف تھا

دیکھہ اُسکی بندگی کو اور غلامی کی طرف
حال پر شادان کی صاحب سر الطاف تھا

جلوہ گر تھا ہر جگہ کعبہ تھا یا بتخانہ تھا
گھر ہزارون تھے مگر وہ ایک صاحب خانہ تھا

یار کی سنکر حکایت محو در خود ہو گئے
رات جو ہمنے سُنا وہ کیا بھلا افسانہ تھا

لیگیا ہے ہاتھہ سے دل اب مین اُسکو کیا کہون ||| جان و دل سے ہون فدا اُس دلبر مغرور کا

خونِ عاشق ہاتھہ مین ملتا ہی مہندی کی جگہ ||| کیون نہ مین اُس شوخ کے قائل ہون اُس دستور کا

کیون نہ ہو مشہورِ عالم ہو جو مقبولِ خدا ||| عاشقون مین کسطرح سے ذکر ہے منصور کا

میر و مرزا اس زمین مین گرچہ شادان کہہ گئے
پر ہے دل مشتاق تیرے مطلعِ مشہور کا

چہرہ اُس کا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ نور کا ||| مین تو ہون عاشق اُسی معشوقِ رشکِ حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا ||| کچھہ تو اے موسٰی کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نحنُ اقرب کہہ گئے قرآن کی آیت جبرئیل ||| ہے ترے نزدیک اندیشہ نکر تو دور کا

جسکے پیتے ہی سرور آنکھون مین اپنی آگیا ||| جُرعہ کش مین رند ہون اُس بادۂ انگور کا

خوش نہین آتا ہے مجکو راگ سُننا غیر سے ||| کان مین نغمہ بھرا ہے بس اُسی طنبور کا

پا بگل ہے سرو جسکی خوشخرامی دیکھکر ||| مین دوانہ[۱] ہون اُسی کی نرگسِ مخمور کا

اُسکے آنے کی خبر سُن[۲] کیون نہ شادان شاد ہو
آج ہے کچھہ اور ہی عالم دلِ مسرور کا

اُسے نے ہے قدرت کہ پتھر لعلِ احمر بن گیا ||| قطرۂ نیسان صدف مین آکے گوھر بنگیا

[۱] دیوانہ کی جگہ دوانہ اُسوقت شعر مین کہتے تھے اب نہین کہتے ۱۲
[۲] یعنی سُنکر ۱۲

خالق نے کیا احمدؐ و حیدرؓ کو شہنشاہ   ہر ایک ہے سرتاج عرب اور عجم کا

شادان ہون اسیواسطے مین صبح سی تا شام   بندی کو بھروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا   بلبل نے قدم پھر نہ گلستان سے نکالا

صانع نے خطِ لب جو زمرد سا کیا سبز   کیا رنگ نیا لعلِ بدخشان سے نکالا

موتی کی لڑی مین کہون یا پھول تہی جھڑتے   جب بات کو اُس نے لبِ خندان سے نکالا

صوفی کو عطا جس نے کیا مذہبِ صافی   نخوت کو اُسی نے سرِ رندان سے نکالا

کیا پیچ پڑا تہا دلِ عاشق پہ کہون کیا   شانے کو جو شب کاکلِ پیچان سے نکالا

وہ ہار ترا ہو کے گلے ہی مین پڑے گا   گو ہاتھ کو عاشق کے تو۱؎ دامان سے نکالا

نازان ہین اسی بات پہ عشاق کہ شادان   دلکو نہ کبھو چاہِ زنخدان سے نکالا

دل سے ہون دائم فدا اُس صاحبِ مقدور کا   اک جہان مشتاق ہے جس ناظر و منظور کا

ہر بہانے رزق دیتا ہے وہ ہر ہر فرد کو   ہے وہ رزاق آدم و حیوان و مار و مور۲؎ کا

ہاتھ سے اُس مہ کے جب تک ہو نہ دورِ آفتاب   اے فلک کیا لطف بارش مین شبِ دیجور کا

۱؎ نے علامت فاعل پہلے حذف کی جاتی تھی اب ناجائز ہے

۲؎ تقلید اہل فارس ہو کا قافیہ جور و نور کے ساتھ لایا گیا ہے ایسا بعض متوسطین کے کلام میں بھی پایا جاتا ہے مگر فصحائے متاخرین نے ترک کر دیا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

بندہ ہوں دل و جاں[1] سے میں اپنے صنم کا | سایہ ہے مرے سر پہ تو اُس کے ہی قدم کا
خورشید میں ہے نور تری مہر و عطا سے | یہ وجہ ہے ہر ذرّہ جو خورشید سے چمکا
مغرور ہے تو جنسِ عبادت پہ و لیکن | انصاف سے دیکھے تو نہیں مال دِرم کا
لکھا جو گیا روزِ ازل مٹ نہیں سکتا | کیا وصف لکھے کوئی بھلا لوح و قلم کا
کیوں صلح میں رکھوں نہ قدم جنگ کو اب چھوڑ[2] | عقدہ ہے کھلا دل پہ مرے دیر و حرم کا

[1] بحالت عطف و اضافت اعلانِ نون اُس وقت جائز سمجھا جاتا تھا۔ اب متروک ہے ۱۲

[2] چھوڑ کر، دیکھ کر، کی جگہ چھوڑ کے، دیکھ کے متقدمین استعمال کرتے تھے۔ متوسطین کے زمانے سے ترک ہو گیا۔ ۱۲

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنۃ کہ این یوسفِ مصرِ معانی شاہدِ رعنای سخندانی نگارستان صُوَرِ خیال بہارستانِ سحرِ حلال نسخۂ فصاحت عنوان صحیفۂ بلاغت نشان یعنی

دیوان شادان

نتیجۂ افکارِ گہربارِ عالیجناب معلی القاب راجۂ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر وزیرِ اعظمِ دولتِ آصفیہ المتخلص بہ شادان مرحوم

در محبوب پریس حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

کیا کر مشورے سے کام ای یار اگرچہ ہووے تیری راے عالی

اگر شہرت کی خواہش ہی ہنر کیجے تو حاصل ہو ثمر کے واسطے پیدا شجر کیجے تو حاصل ہو
محبت ظاہری باتون سی گر کیجے نہین ہوتی اگر دلمین کسیکے آپ گھر کیجے تو حاصل ہو
تجھے یہ بات کہتا ہون سمجھ اور بوجھ ای شادان مشقت اُسکے ملنے مین اگر کیجے تو حاصل ہو

شاد عفی عنہ



مثالِ سدِ سکندر رشتۂ سکندر کی　　رہے جہان مین سدا اُستوار سالگرہ

الحاصل مہراج کی شاعری مثل دیگر شعرا کے خیالی نہین ہے۔ حمدِ الٰہی۔ مدحِ شاہی حقیقی محبت اخلاق وحکمت کے سوا اُنکے کلام مین اور کچھ نہین پایا جاتا۔

اب مین چند شعر اخلاقی مضامین کے اس جگہ لکھکر دیباچہ کو ختم کرتا ہون۔

نہ اسکی ہے ہوس بہتر نہ اُسکی ہے ہوس بہتر
جو اُسکی یاد مین گزرے وہی ہے اک نفس بہتر

جو کرتا ہے محنت وہ پاتا ہے راحت　　جو پیسے ہے آٹا وہی چھانتا ہے

زوال اُسکو کبھی ہوتا نہین ہے　　اُٹھے جو یاد مین اُسکی سحر سے

مثل ہے صبر ہی کُنجی فلاح کی یارو　　نہین ہے وصفِ بشر بیقرار ہو رہنا

لالچ ہے بُری چیز خبردار ہو شادان　　جان اپنی گنوائی تھی مگس میٹھی کی لالچ

سلطانِ دکن حضرت سکندر جاہ طاب ثراہ کے جان نثار و والہ و شیدا تھے شاید کوئی صفحہ ایسا نکلے جس مین بادشاہ کا ذکرِ خیر نہ آیا ہو کثرت سے مدح کے اشعار کہے ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین گے۔ مین چند شعر پر اکتفا کرتا ہون۔

دل مین اپنے تو سدا شاد رہا کر شادان — کیا تجھے خوف کہ ہے شاہِ سکندر اپنا

جسکا ہے نام شام سے لے روم تا عجم — ایسا ہے بادشاہ ہمارے دکن کی بیچ
شادان ہر ایک ملک سے آتی ہی خلق یان — ہی کسطرح کی سیر ہمارے وطن کی بیچ

سکندر شاہ باقبال و اجلال — رہے یارب سدا ملکِ دکن مین
اُسیکا ہو کے بیچ دون سبکو شادان — یہی آتی ہے ہر دم میری مَن مین

سکندر سا نہ دیکھا ہمنے سلطان — جہان کو کر رکھا ہے جس نے بُستان

شہِ دکن کو مبارک ہزار سالگرہ — خوشی سے آتی رہے بار بار سالگرہ

جو سوا ے راہ خدا دیا وہ دیا تو کیا نہ دیا تو کیا

داتا ہے تو ہی سب کا ہر اک ہی ترا منگتا
کرتا ہے وہی بخشش دی تو نے جسے ہمت

مانگیے شادان خدا سے ہر گھڑی دیوے گا وہ   تا کہ اپنے ہاتھ سے ہو خلق پر پر بار فیض

جو ہی بے فیض اُسکو کیا کہون مین   وہ اس گلشن مین نخلِ بے ثمر ہے

کام اپنا آپ اپنے ہی ہاتھون سنوار لو   دو ایک راہِ حق مین تو سو سو ہزار لو

مہراج کی داد و دہش ایسی تھی کہ جو ہاتھ آتا صرف ہو جاتا۔ خزانہ ہمیشہ خالی رہتا تھا جو وقت دینے کا موقع آتا اور پاس کچھ نہ ہوتا اُس وقت اُن پر عجیب حالت طاری ہوتی تھی۔ ایک عید کے موقع پر کس دل سے فرماتے ہین۔

تجھسے میرا سوال ہے یارب   عید آئی ہے کچھ تو خرچ دلا

کلیات دیکھنے سے اسکا بھی ثبوت ہوتا ہے کہ مہاراج اپنے آقاے نامدار

سے کوئی چیز طلب نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ ہماری حاجت سے جبکہ قاضی الحاجات آگاہ ہے تو مانگنے کی ضرورت کیا ہے اور دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ وہ آگاہ سہی مگر بندی کی شان یہی ہے کہ عاجزی سے اپنے مالک کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہے - ہمارے مہراج انہین فقرا کی روش پر چلنے والے تھے - کہتے ہین -

غافل ہو خوشامد سے دعا سے ؛ کبھی تو رحم آجائے گا اُسکو

غرض اس طرح کے صدہا مسائل سلوک کے شاداں مرحوم نے بیان کیے ہین اہلِ بصیرت دیکھ سکتے ہین -

چونکہ سخاوت مہراج کی گھُٹی مین پڑی تھی لہذا اس مضمون سے اُنکا کلام کیونکر خالی رہتا کُلّ اناءٍ یترشح بما فیہ -

خوش بہت ہوتا ہی جسدم اُسکو سائل ملگئے ؛ دینے والے کو بجز داد و دہش کب چین ہی

حق یہ ہے کہ دینے والے کو لینے والے کی تلاش رہتی ہے اور یہ خاص صفت دادارِ کردگار کی ہے جسکا پرتو خاص ہی لوگون پر پڑتا ہے - اللہ تعالیٰ ایسی ہمت سب اہلِ نعمت کو عطا فرمائے -

یہ ہے قول شاداں کا دوستو کہ خدا کے نام پہ دیجیو -

اگر کوئی خیال ہے تو وہ رابطۂ مرشد ہے۔ مہراج اسکو یون کہتے ہین۔

یہی ہے راہ ملنے کی خدا سے　　　　بجز مرشد ہو راہِ خطر بند

سلوک مین قبض و بسط لازم ہے۔ کبھی قبض کی حالت مین سالک کی ہمت پست ہو جاتی ہے۔ چاہیئے کہ اُسوقت بد دل نہو اور ہمّت کو بلند رکھے۔ کشود کار بلند ہمتی پر منحصر ہے۔ اس موقع کے مضمون مہراج کے کلام مین اکثر نظر آتے ہین۔ ایک شعر یہ ہی۔

اُسکا ملنا گرچہ مشکل ہے مگر ممکن تو ہے

تو اُسے مت چھوڑ ہرگز یار مشکل دیکھکر

یہ بات کہ جسکو فنائے نفس حاصل ہوگئی ہے اُسکو اہلِ دنیا کا اختلاط ضرر نہین کرتا ایک نئی تشبیہ کے ساتھ بتائی ہے۔

اولیا رہتے ہین دنیا مین مُنزہ اسطرح　　　　جسطرح طینت نہ بدلے اپنی روغن آب مین

فقر مین کرامت کوئی چیز نہین بلکہ ایک طرح کا نقص ہے۔ اسکو بھی مہراج نے کہا ہی۔

ہے عیب فقیرون کے لیے شوقِ کرامات

مت پوچھ کسی سے تو کرامات کسیکی

ارباب حال مین دو قسم کے فقیر ہوتے ہین ایک وہ ہین کہ عند الحاجتہ اللہ سبحانہ تعالے

شادان ترے گلے سی لپٹکر سدا رہا   یہ کام تو کیا ہے بڑے ہوشیار کا

بے رنگ نہو رنگ مین دلدار کے ملجا   جو رنگ رچائے وہ اُسی رنگ مین تو رچ

سمجھی ہین ہماری ہمنے رمزین   جو تمنے کیا کیا وہ اچھا

مہراج کی گویائی بتاتی ہے کہ اُنہون نے سلوک مین باقاعدہ قدم رکھا تھا اور اچھے اچھے فقرا کی صحبت پائی تھی۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہین۔

بات کہنے کی نہین شادان مین اسکو کیا کہون
زورِ طالع تھا کہ ہم سے آکے کامل ملگئے

اس مسئلے کو کہ مرشد کے بغیر کچھ نہین ہو سکتا وہ اِن الفاظ مین ادا کرتے ہین کہ

کیمیا گر سے کہدے ای شادان   کردے وہ میری دلکو مس سے طلا

حضراتِ صوفیہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ سالک کے دل سے خطراتِ ماسوی دُور کرنیوالا

پائین گے۔مہاراج کی شاعری دیکھنے کے بعد یہ کوئی مشکل سے کہیگا کہ وہ موحد اور صوفی نہ تھے یا اِنکا مذہب صلح کل نہ تھا۔

فقرا اور متصوفین کے کلام مین کہین کہین غیر مذاق کا رنگ بھی آجاتا ہے اِلّا مہاراجہ چندولعل ہی کا کلام ہے جسمین کسی جگہ اپنے مذاق کا پہلو نہین چھوٹا یہ کمال استغراق اور والہیت کی دلیل ہے اور دراصل وہ تصوف کے نشئے مین ہمہ تن مستغرق اور چُور تھے۔عشقِ حقیقی کو اُنہون نے اشعار مین کہلم کہلا ظاہر کردیا ہے اور یہ اُنکا ایک اضطراری فعل تھا جو غلبۂ شوق سے ہوا کرتا ہے۔

تصوف کے اشعار سے چونکہ کلیات بھرا پڑا ہے اِسلیے مین اُن کی نقل یہان نہین کرسکتا اور نہ حاجت ہے دو ایک شعر پر اکتفا کرتا ہون۔

تلاشِ یار مین اِسطرح گُم درخود ہوا ہون مین
کہ اکثر ڈہونڈتا ہون پر نہین ملتا سُراغ اپنا

ساقی جو ہووے یارِ حقیقی ترا امام
پھر ہے تجھے حلال یہ پینا شراب کا

لگن لگی ہے ہماری تو ایک دلبر سے
لہے یہ ہے مزہ ہے اب ہزار سے اخلاص

تنگ تبسم سے یار بو لو تم — غنچۂ دل کی گانٹھہ کھولو تم
آپ سے کیا عزیز ہے ہم کو — دل تو دیتے ہین اور جو لو تم

گانٹھہ کا لفظ گو ثقیل ہے لیکن اس حسن سے بندہ گیا ہے کہ ذرا بھی بدنما نہین معلوم ہوتا۔ دوسرے شعر مین "اور جو لو تم" کیا مزہ دے رہا ہے۔

جسوقت اشارہ وہ کیا جان سے گئے ہم — منشا تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم

"وہ کیا" سے مراد "اُس نے کیا" ہے۔ یہ اُسوقت کی زبان ہے۔

انیلا ہون نہین کچھ جانتا ہون — مگر ہان اک تجھے پہچانتا ہون
ہزارون رنگ سے جلوہ گری ہے — تجھے اے عشوہ گر مین مانتا ہون

لپٹ صنم کے گلے سے عجب مین دوش رہا — نہ مجھ مین حال رہا اور نہ مجھ مین ہوش رہا
گئے وہ دن کہ وہ رہتا تھا صورت سیماب — ملا تھا رات کو شاداں بہت خموش رہا

انصاف سے دیکھیے تو یہ معمولی شعر نہین ہین۔ عشق و محبت کا دفتر ہین۔ اس رنگ کی پُر اثر اشعار صاف و شُستہ ہندسُون کے دیوان مین بکثرت نظر آتے ہین۔

تمام کلیات کو اول سے آخر تک دیکھہ جایئے تصوف کا رنگ آپ غالب

اصلی وجہ انکی خلقی سخاوت تھی جس نے انکو دنیا مین ہر دلعزیز بنادیا اور عالی مرتبے پر پہونچادیا۔ غیر جگہ کے آئے مسافر اور غربا کے لیے ان کا دستِ کرم ہر وقت بڑہا رہتا تھا اور ہر ایک آنیوالا اُنکے خوانِ نعمت سے سرفراز ہوتا تھا۔

شاعری

مہاراجہ کی شاعری کی نسبت مین کہہ چکا ہون کہ اُنکا کلام اُنکے خیالات اور جذبات کا آئنہ ہے۔ شاعرانہ محاسن و فصاحت و بلاغت پر اُنکو نظر نہ تھی مقصود محض اپنے مذاقِ طبیعت کو ظاہر کرنا تھا دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہی کہ اُنہون نے اپنے خیالات کو بہت سادہ طور سے موزون کردیا ہے جو دلمین تھا وہ زبان پر آگیا ہے۔ الفاظ کیسے ہی ہون بندش چست ہو یا نہو مگر مرکوزِ خاطر ادا ہوجائے یہی انکی شاعری کی غایت ہے۔ اسپر بھی صدہا شعر نہایت صاف اور بیساختہ نکل گئے ہین جن پر تیر بہدف ہونے کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ مثلاً۔

کیسکے پڑکی گلے دل کو ہار ہو رہنا ... بنے تو پھول بنے ورنہ خار ہو رہنا
بغیر یارِ حقیقی کسی سے کیا ہی غرض ... اُسیکے عشق مین بے اختیار ہو رہنا

ذاتی صرف مین لاتا ہوگا۔ نہین نہین بلکہ وہ بھی حاجتمندونکو دیدیا کرتا تھا۔ اور اسکے عوض مین غریب دلون سے نکلی ہوئی دعائین جنہین تیر بہدف کہنا چاہیے حاصل کرلیتا تھا جنکی برکت سے آخرکار چندولعل نے اعلے سے اعلے مرتبہ حاصل کرلیا۔

سخاوت کا دوسرا نظارہ

جب مہاراجہ چندولعل منڈی کی محرری پر مقرر ہوے ہین ایک ملازم بستہ لیے ہوے ساتھہ رہتا ہے اور یہ دن بھر اپنے کام مین مصروف رہتے ہین شام کو جب کام سے فراغت کے بعد مکان کو روانہ ہوتے ہین تو دن بھر کی محنت سے جو کچھہ انکو ملتا ہے وہ راستے بھر تقسیم کرتے جاتے ہین اور جب گھر پہنچتے ہین تو ان کے پاس ایک کوڑی بھی نہین بچتی۔

چندولعل کی اس ابتدائی خیر وخیرات نے انکو شہر کے تمام گلی کوچون مین نہایت مشہور کردیا اور کوئی شخص ایسا نہ رہا جو چندولعل کے نام سے ناواقف ہو۔ یہی شہرت اسکا باعث ہوئی کہ انکو بیلی کا کام ملا اور پہلے اگر یہ ایک حصہ خیرات کرتے تھے تو اب دس گنا دینے لگے۔ اسمین کچھہ شبہہ نہین کیا جاسکتا کہ ان کی ترقی نونیکنامی کی

چنانچہ اُنکے سنِ طفولیت کا یہ حال مشہورِ آفاق ہے کہ جب اُنکے والدِ ماجد نے انتقال
کیا اور اُنکی عمر اسوقت دس برس کی تھی اُنکے مربی اور چچا رائی نانک رام اُنکو اور اپنے بیٹے
لکھپت رام کو ایک ایک روپیہ ماہوار میوہ خوری کے لیے دیا کرتے تھے۔ لکھپت رام
تو اپنے خرچ مین لاتے تھے مگر راجہ چندولعل اس روپیہ کو فقرا اور حاجتمندون پر تقسیم کردیتے
تھے لوگ ان کی اس حرکت پر ہنستے تھے مگر انکا دل تو سخاوت کی لذت سے آشنا
تھا۔ جو مزہ انکو محتاج اور غریب مسافر لوگون کی پرورش مین آتا تھا ذاتی آرام و آسایش
مین اسقدر لطف نہین ملتا تھا۔ وہ آگاہ تھے کہ اپنے امثال و اقران پر گوے سبقت
لیجانے اور قلوبِ عالم کو مسخر کر لینے کا ذریعہ صرف حاجت روائی اور فیاضی ہے
جس سے خلقِ خدا کی خوشنودی حاصل ہونے کے سوا خداے برتر کی رضا حاصل ہوتی
ہے۔ کیونکہ ایک بڑے عالمِ دین کا قول ہے کہ خدا کی رضامندی اگر حاصل کرنا چاہو تو
خلقِ خدا کی خوشنودی حاصل کرو۔ الغرض مہاراجہ چندولعل کے خمیر مین سخاوت پڑی
ہوئی تھی۔ جسوقت راجہ نانک رام نے انکی اس بے نظیر خداترسی کی خبر پائی۔ تو اپنے
بھتیجے کو اور زیادہ عزت سے دیکھنے لگے اور ایک روپیہ ان کی میوہ خوری مین اور اضافہ
کردیا۔ ناظرین کیا آپ سمجھتے ہین کہ چندولعل سا فیاض شخص اس ایک روپیہ کو اپنے

پر پہونچا دیا۔

علمی صحبت

مہاراجۂ موصوف کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر رات کئی گھنٹے اہلِ علم کی صحبت مین نشست فرماتے تھے اور علمی مسائل پر گفتگو رہتی تھی۔ شعر و سخن کا چرچا اکثر ہوتا تھا اور تصوف کے مسائل بیشتر پیش رہتے تھے۔

مہاراجہ کا کلام دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُنکی طبیعت پر تصوف کا گہرا رنگ چھایا ہوا تھا اور وہ واحدِ حقیقی کی معرفتِ تامہ سے بہرہ اندوز اور پکّے موحّد تھے۔

فیاضی

خلاقِ عالم نے جسوقت مہاراجہ بہادر کا مادۂ جسمانی و روحانی بنایا تھا اُس وقت فیاضی کا جوہر بھی علی وجہ الکمال ودیعت فرمایا تھا جس نے ابتدا ہی سے اپنی چمک دمک دکھا کر دنیا کی آنکھین خیرہ کر دین۔ حاتم کی فیاضی اگر ایک قصہ ہے تو مہاراجہ چندو لعل کی سخاوت چشمدید واقعہ ہے۔

جو لوگ مہاراجہ چندو لعل کے ابتدائی حالات سے واقف تھے وہ خوب جانتے تھے کہ ایک دن یہ شخص اپنی سخاوت سے حاتم کے نام کو زندہ کر کے دنیا کو دکھا دیگا۔

ایشیا کے رؤسا ہمیشہ سے علما۔شعرا اور فقرا کے قدردان چلے آتے ہین۔
مہاراجہ چندولعل نے بھی اُنہین کی پیروی کی اور ایک بڑی جماعت اپنے پاس
جمع کرلی۔جس مین ذیل کے لوگ شامل تھے۔ میر امجد علی خان۔ مردان علیخان۔
ابو محمد خان۔ مشرف الدین۔ حکیم شفائی خان۔ حکیم میر سلامت علیخان۔ حکیم باقر علیخان۔
حکیم مرتضیٰ خان۔ حکیم عباس علیخان۔ حکیم یادگار علیخان۔ میر باقر۔ عافیت طلب خان۔
حکیم لطف حسین خان۔ اکبر حسین خان۔ حکیم محمد تقی۔ جامع معقول و منقول مولوی
ابوتراب۔ مولوی محمد حسین۔ مولوی غلام حسین۔ ملا محمد فائض کاشانی۔ حاجی ملا محمد علی ساغر۔
میرزا محمد طاہر۔ حسین علیخان آیما۔ حافظ تاج الدین مشتاق۔ ذوالفقار علیخان صفا۔
میر عنایت علی۔ خواجہ ہمت علیخان ہمت۔ مرزا عابد علی بیگ خان ظہور۔ غلام ضامن اکرم
میر مفتون اور مشہور شاعر شاہ نصیر دہلوی وغیرہ وغیرہ اُنکے گرد جمع تھے۔ مہاراجہ ہر ایک
اہلِ کمال کے ساتھ عزت کے ساتھ پیش آتے تھے جسکی وجہ سے دُور و دراز ممالک
کے ذی کمال حضرات علما۔شعرا۔حکما۔فقرا وغیرہ جوق جوق چلے آتے تھے اور مہاراجہ
بہادر کے فیض سے بہرہ مند ہوتے تھے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ مہاراجہ نے اپنی
دولت کا کثیر حصہ اہلِ کمال کی قدردانی مین صرف کردیا جسنے اُنکو زندہ جاوید کے مرتبے

مہاراجہ بہادر کے اوصاف

مہاراجہ چندولعل نہ صرف اسوجہ سے نزدیک و دُور مشہور ہوے کہ ایک مشہور اور اعلےٰ خاندان کے رکنِ رکین تھے یا یہ کہ وہ خود ایک بڑے شخص ہوے۔ بلکہ درحقیقت اُنکے غیر معمولی اخلاق و عادات حلم و خاکساری اور بے نظیر فیاضی نے اُنکو ہر دلعزیز خلائق بنانے کے علاوہ بادشاہِ وقت کی عنایت اور فضلِ ایزدی کی بدولت ذرّہ آفتاب بنکر ایسا چمکا کہ ہندوستان تک اُنکے نام کا ڈنکہ بجگیا۔ ہر ایک ادنے و اعلےٰ امیر و غریب کے ساتھہ اُنکا برتاؤ صلحِ کل کا رنگ لیے ہوے تھا۔

قدرشناسی

مہاراجہ بہادر موصوف نے علم مین بڑی دستگاہ حاصل کی تھی جسطرح وہ خود اعلےٰ درجے کے انشاپرداز اور فاضل تھے ویسے ہی وہ علما اور فضلا کو پہچاننا بھی خوب جانتے تھے۔ اُنکے حالات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مشرقی امرا کا ایک نمونہ تھے اُن مین وہی جوہر پنہان تھے جو گزشتہ رؤسا مین پائے جاتے ہین

مدار المہامی

منیر الملک بہادر کا پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا اُنہون نے سنہ ۱۲۴۹ھ مین انتقال کیا اور راجۂ راجایان مہاراجہ چندو لعل بہادر وزارتِ عظمےٰ پر سرفراز فرمائے گئے عہدۂ مدار المہامی پر فائز ہو چکے تو بڑی مستعدی اور جفاکشی سے انتظام کی طرف توجہ کی ان کی غیر معمولی فیاضی نے گو حاسدین کے قلب پر ایک غیر معمولی اثر پیدا کیا لیکن بمصداقِ الاعمال بالنیات تمام حکام اور رزیڈنٹ صاحبون نے تسلیم کیا کہ ریاست مین اگر کوئی ہوشیار شخص ہے تو وہ مہاراجہ چندو لعل ہین مختصر یہ کہ مہاراجہ چندو لعل اپنی بے نظیر قابلیت اور خداداد تدبیر سے ایک کم درجے کی ملازمت سے اعلےٰ درجہ تک پہونچے ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سنہ ۱۲۶۰ھ مین وہ ملازمت سے مستعفی ہوے اور سنہ ۱۲۶۱ھ مین انتقال ہوا۔ ۸۶ برس کی عمر پائی اور عمر کے نصف سے زیادہ حصے کو ملکی خدمات مین صرف کیا۔

سرفرازی

سنہ ۱۲۳۵ھ مین راجہ بہادر چندولعل کا اقبال اور عروج پر آیا۔ نواب سکندرجاہ بہادر نے انکو مہاراجہ کا خطاب ویکر نوبت اور جھالردار پالکی سے سرفراز فرمایا اور ان کی سخاوت وفیاضی سے واقف ہوکر ایک کرور روپیہ نقد انعام عطا فرمایا۔ تھوڑے ہی زمانے بعد سنہ ۱۲۳۷ھ مین صاحبزادہ مبارزالدولہ بہادر کی مراجعت پر ہفت ہزاری سوار کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے۔

عہدِ نواب ناصرالدولہ بہادر

سنہ ۱۲۴۴ھ مین سکندرجاہ نے رحلت فرمائی اور نواب ناصرالدولہ بہادر اُنکے جانشین ہوئے اس زمانے مین مہاراجہ چندولعل بہادر نے اور ترقی کی سنہ ۱۲۴۵ھ مین راجۂ راجایان کا خطاب پایا اور جسقدر قرضہ ریاست کا اُنکے ذمے تھا وہ سب معاف کردیا گیا اور خود نواب ناصرالدولہ بہادر کئی بار اُنکے مکان پر تشریف لائے۔

کیا اور غدارونکو سرکشی کی سزا دی۔ اُنکی غیبت مین راجہ لکھپت رام نے کشنری کرورگیری کا کام انجام دیا۔ راجہ بہادر مہم سے واپس ہوکر جب بلدے پہونچے تو چند غلط فہمیون کی وجہ سے زمانہ ناموافق ہوگیا لیکن اُنکی قسمت نے بہت جلد پلٹا کھایا اور شمس الامرا کی جمیعتِ پائگاہ اُنکے سپرد ہوگئی اس خدمت کو بھی بڑی سرگرمی و قابلیت سے انجام دیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ لکھپت رام کے فوت ہوتے ہی کمشنری کرورگیری پر مقرر ہوگئے اور تھوڑے ہی دنون بعد نواب سکندر جاہ بہادر نے نے انکی قابلیت سے آگاہ ہوکر افواجِ قاہرۂ آصفیہ کا پیشکار مقرر فرمادیا۔ میرعالم بہادر دیوانِ جدید راجہ بہادر سے بہت خوش تھے اور ان پر ہر طرح اعتماد رکھتے تھے۔ راجہ چندولعل ایسے شخص نہ تھے کہ کسی کی سفارش وغیرہ کو اپنی ترقی کے لیے کام مین لاتے اُنھون نے اپنی اعلےٰ قابلیت اور دیانت سے ہر بالادست حاکم کی خوشنودی حاصل کی میرعالم کے بعد جب منیرالملک دیوان مقرر ہوے تو انکی نظر مین راجہ صاحب کی عزت اور بڑھ گئی اور اُنھون نے تمام امور مالی وعدالتی انکی رائے پر چھوڑدیے بغیر انکے مشورے کے کوئی کام انجام نہ دیتے تھے۔

اِس جوہر گرانمایہ کو قدردانی کے قابل سمجھ کر اپنی پیشی مین لے لیا۔ راے نانک رام کے فوت ہوتے ہی اُنکے خاندان کا حال ابتر ہوگیا تھا اور راجہ چندو لعل مجبور ہوئے تھے کہ ملازمت کی تلاش کرین خواہ وہ کسی حیثیت کی ہو چنانچہ وہ شمشیر جنگ اور بدیع اللہ خان کمشنر کرور گیری کی ماتحتی مین کام کرتے رہے۔ جب نور محمد کمشنر کا زمانہ آیا تو راجہ صاحب کو سبزمنڈی کی محرری پر مقرر کیا وہ بخوشی تمام اس کام کو کرتے رہے۔ صبح سے شام تک منڈی مین بیٹھے رہتے تھے۔ مگر اُنکی بے نظیر فیاضی اور غربا پروری نے جیسے کہنا چاہیے کہ اُنکی گھُٹی مین پڑی ہوئی تھی اُنکو بہت جلد بڑے مرتبے پر پہونچا دیا۔ جناب حضرت بخشی بیگم صاحبہ غفران مآب کے بڑے محل نے راجہ صاحب کو حویلی کا کام عنایت فرمایا۔ اسکے بعد ہی سے راجہ چندو لعل نے ترقی کرنی شروع کی شمشیر جنگ بہادر نے حضور پر نور سے عرض کرکے تعلقۂ موروثی کی کارپردازی پر مقرر کرادیا۔

سنہ ۱۲۱۲ھ مین حسب تحریکِ مشیر الملک بہادر راجہ صاحب موصوف کو خطابِ راجہ بہادر بارگاہِ خسروی سے مرحمت ہوا اور قلعۂ سدوٹ د موضع کریہ و کنجی کوٹہ وغیرہ کے انتظام کے لیے چار ہزار سوار اور چار ہزار پیدل کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راجہ بہادر نے اس مہم کو باحسنِ وجوہ سر کیا اور راجہ چیتپول کو کہ دس ہزار سوار و پیدل کا سردار تھا مغلوب

نام راے موہن لعل تھا۔ لچھمی رام کے انتقال کے بعد اُنکے سب سے بڑے بیٹے راے نانک رام کو کمشنری کرورگیری کا عہدہ ملا جنہون نے راجہ چندولعل کو اپنے آغوش عاطفت مین لیا اور اپنے بچون کی طرح اُنکی پرورش کی کیونکہ اُنکی عمر ہنوز دس ہی برس کی تھی کہ راے نراین داس رحلت کر گئے۔

راجہ چندولعل کے حالات

گو راجہ چندولعل یتیم ہو گئے تھے مگر اُنکو ایسا شفیق مربی مل گیا جس نے اُنکے ترقی کن ذہنی قویٰ کی خوب پرداخت کی اور اپنے بیٹے لکھپت راو کے ساتھ اُنکی تعلیم و تربیت برابر جاری رکھی اور اُنکو ہر طرح مدد دی کہ وہ آیندہ زندگی مین کامیابی سے قدم رکھنے کے لیے اپنے کو اچھی طرح تیار کر لین۔

ابتدائی ملازمت

راجہ صاحب نے سن شعور کو پہونچنے کے بعد ملازمت کے لیے سعی کی اُن کی ہوشیاری و فراست و دانائی نے نواب شمشیر جنگ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا جنہون نے

اور محققِ یگانہ تھے ۔ مشرب اُنکا صلح کل تھا اور اس شعر کے پورے مصداق تھے ۔

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

حیدرآباد دکن مین آنا

محمد شاہ کے وقت مین راجہ صاحب کے جدِ امجد راے مولچند دربار مین بہت رسوخ رکھتے تھے ۔ اُنکی کاردانی اور مدبری کا دربار پر سکہ بیٹھا ہوا تھا ۔ جب نظام الملک فتح جنگ آصف جاہ بہادر دکن کی جانب روانہ ہوئے تو واقف کار لوگون نے اُنسے عرض کیا کہ راے مولچند کو بھی ہمراہِ رکاب سعادت انتساب لے چلیے ۔ انتظامی امور مین اُنسے بڑی مدد ملے گی ۔ چنانچہ نظام الملک بہادر نے راے مولچند کو اپنے ہمراہ لیا اور دکن پہونچتے ہی کمشنر کرورگیری کے معزز عہدے پر مقرر کر دیا اور جب تک راے مولچند زندہ رہے اسی خدمتِ جلیلہ پر مامور رہے ۔

اُنکے بعد لچھمی رام کو یہ موروثی عہدہ تفویض کیا گیا جو صلابت جنگ کے عہد تک کارِ مفوضہ انجام دیتے رہے ۔ راے لچھمی رام کے پانچ فرزند تھے ۔ سب سے بڑے نانک رام تھے اُن سے چھوٹے راجہ چندولعل کے والدِ ماجد راے نرائن داس تھے ۔ تیسرے کا نام راے رگھناتھہ داس چوتھے کا راے بھوانی داس پانچوین کا

پیدائش اور خاندانی حالات

راجہ چندو لعل ۱۱۷۵ھ مین پیدا ہوئے اُنکا خاندان ایک مشہور خاندان ہے جسنے دولتِ مغلیہ کے سایۂ عاطفت مین ہمیشہ بڑی ناموری اور عزت حاصل کی ہے راجہ ٹوڈرمل وزیرِ اعظم شہنشاہِ اکبر راجہ چندو لعل کے مورث اعلےٰ تھے جنہون نے نہ صرف اپنے ذاتی کمالات سے دربار مین رسوخ پیدا کیا بلکہ اپنے خاندان کو سلطنت کا ایک جزو ہمیشہ کے لیے بنا گئے اگرچہ اُنکے آبا و اجداد کا وطنِ مالوف لاہور تھا۔ مگر شہنشاہِ دہلی کے رکنِ اعظم ہونے کی وجہ سے پایۂ تخت دہلی مین اکثر قیام پذیر رہے شہنشاہِ اکبر کے فوت ہونے کے بعد راجہ ٹوڈرمل کے خاندان کے ممبر شہنشاہِ دہلی کی خدمت مین کمربستہ رہے اور محمد شاہ کے عہد تک نسلاً بعد نسلٍ شاہجہان آباد ہی مین ملکی خدمات سے سرفراز ہوتے رہے۔

قوم اور مذہب

راجہ چندو لعل مثل اپنے مورث اعلیٰ راجہ ٹوڈرمل کی جو قوم کھتری رسیاہی النسل کی ہمسر آورده ...ادراڈھائی گھر مہرہ کہلاتے تھے اُس قوم کے ماہ... ن تھے۔ مذہب کے بالکل صوفی

کو جو مُردون مین شامل تھی مین آج نئے سر سے زندہ کرتا ہون اور اسکو اپنی سعادت سمجھتا ہون۔

یہ کلیات جو زیورِ طبع سے مزین ہو کر پبلک کی نگاہ مین جلوہ گر ہوا ہے اصلی خیالات اور جذبات کا در حقیقت ایک آئنہ ہے جو مہراج کے مرکوزاتِ دلی اور اغراضِ زندگی کو صاف طور سے ظاہر کرتا ہے۔ اس موقع پر مین مناسب سمجھتا ہون کہ اُنکی پاکیزہ زندگی کے کچھ تاریخی حالات قلم بند کرون جس سے ناظرین کو اندازہ ہو سکے کہ مملکتِ آصفیہ کے دامن مین پلے ہو مہاراجہ نے اپنے ذاتی کمالات سے کتنا عروج حاصل کیا اور اپنے بعد ابناے ملک کی تقلید کے لیے علمی و عملی امور کا کیسا ذخیرہ چھوڑا۔

نامور لوگون کے کارنامے اور زندگی کے معرکہ آرا حالات تمام عالم مین زبان زد ہوتے ہین اور وہ آنیوالی قومون کے لیے دستور العمل قرار پاتے ہین۔ اُنکے حالات کا قلم بند کرنا صرف اُنکے معراجِ کمال ہی کو واضح نہین کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مُردہ دلون کو ایک تازہ زندگی بخشتا ہے اور ترقی کے میدان مین اُنکو قدم بڑہانے پر آمادہ کرتا ہے لہذا جس قدر وقیع اور قابلِ مطالعہ سوانح عمری کو کہا جا سکتا ہے شاید اور کوئی علم و فن اس عزت کا مستحق نہین قرار دیا جا سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اللہ سبحانہ کا شکر ہے کہ میرے جدِ اعلےٰ مرحوم مہاراجہ چندولعل شاداںؔ وزیرِ اعظم سلطنتِ آصفیہ کا کلامِ اُردو طبع ہو کر آج شایع ہوا۔ اگرچہ اُنکے اور کارنامون کے سامنے جو یادگارِ زمانہ ہین یہ شاعری کوئی وقعت نہین رکھتی اور نہ اس کی حاجت ہے کہ مہاراجہ چندولعل کا نامِ نامی بحیثیت ایک شاعر کے ملک کے روبرو پیش کیا جائے لیکن اشاعتِ کلام سے اتنا فائدہ ضرور ہے کہ اُنکے مذاقِ طبیعت سے جو لوگ ناواقف ہین وہ واقف ہو جائین گے اور جان لین گے کہ خمکدۂ سخن کے جرعہ نوشون مین مہاراجہ چندولعل کس رنگ سے شامل ہوئے تھے۔ معہذا مجھپر فرض تھا کہ مین اپنے جدِ غفور [illegible] کمی [illegible] ہین یہ اندر کرنا یہی ہے کہ تقریباً ایک صدی اُدھر کی [illegible]



دیوان

چندو لال